قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۸) بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء نمبر (۱)

فہرست مضامین

ترسیل زر بنام خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

(۱) تمام ترسیل زر متعلقہ اسلامک ریویو ووکنگ مسلم مشن بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور اور باقی کل خط وکتابت بنام منیجر رسالہ اشاعت عزیز منزل لاہور ہونی چاہئے

(۲) اشاعت اسلام لاہور ماہواری رسالہ ہے اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

(۳) رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں +

(۴) خریداران رسالہ از راہ کرم خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیں +

منیجر رسالہ اشاعت اسلام

زکوٰۃ وصدقات کا بہترین مصرف

از روئے تعلیم قرآن اشاعت اسلام بھی بہترین مصرف زکوٰۃ ہے۔ اگر آپ صرف زکوٰۃ کا ان رسالوں کی مفت تقسیم پر یا اس اسلامی مشن کی دیگر ضروریات پر خرچ کریں تو آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہونگے۔ سکرٹری
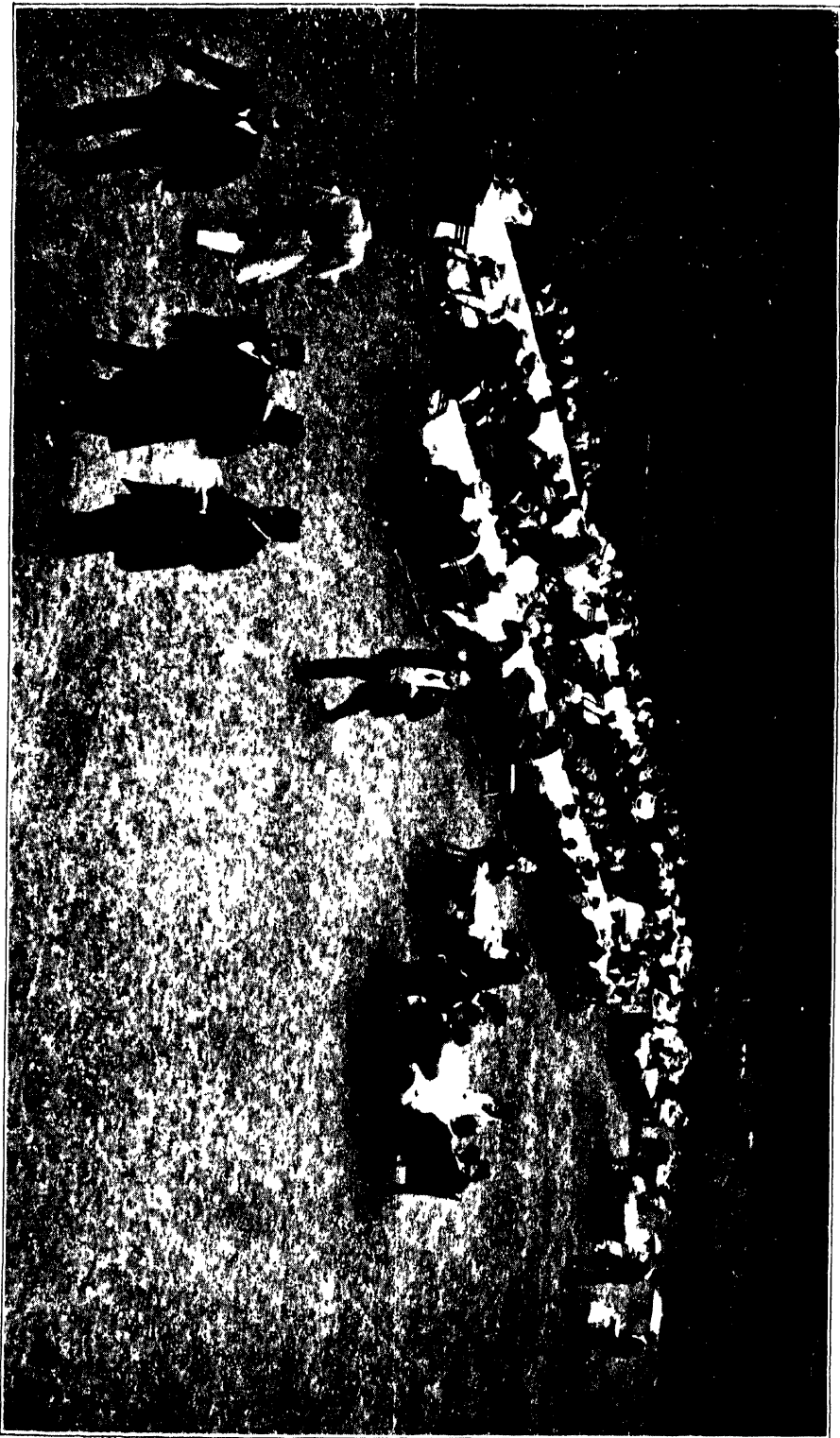
EID-UL AZHA THE CONGREGATION AT LUNCHEON

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۸) بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء نمبر (۱)

حضرت خواجہ صاحب کا تازہ کلام

ولنبلونکم بشیء الخ

ہمقریں اگر گلم فتاد بہ گل — غم مخور ابوستاں شود حاصل
من نیم از مشیتش بدل — اصطفا را ابتلا شود کامل
تو نہ در سوز دیدۂ اعجاز
یافتہ آب مرا آتشے پرواز

بیچارگی باعث ترک ترک و ذریعۂ حصول ... تفاضل

تو بے یاری ام مشو خنداں — ترک فترک آمدہ دریں نہاں
چوں شدم فارغ از امیدِ کساں — باز وام یار ہمتم ساماں
بیکسی ام چو یکّہ ساخت مرا
شانِ یکتائی اش۔ نواخت مرا

ولنبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ الخ

دوستو! تم نے چھوڑ کر تنہا — مجھ کو منزل کا راہ بتلایا

مضے مامضے

موگئی زہر میرے حق میں دوا — نگئی تیغ - میرا آئینہ

مامنم ظل لاشریک - آمد
ہر کسے ایں مقام کے یابد

عسی ان تکرھوا شیٔ وھو خیر لکم

ہے عجب با خیر دوستی پالے — دوست سے جان کو پڑے لالے
سخن تلخ تو زباں کھولے — حرف شیریں میں بہت سی ڈالے

اے بسا خیر در کراہت شد
ہمہ تکلیف در محبت شد

مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۱ء — خواجہ کمال الدین از جہاز ڈیلٹا ساحل عرب

شذرات

حضرت خواجہ صاحب ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء کو بخیریت و کنگ پہنچ گئے ہیں۔
مولوی دوست محمد و مصطفےٰ خان صاحب اخیر دسمبر میں لنڈن سے بعزم ہندروانہ ہونگے۔

جناب مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی اے مسلم مشنری ووکنگ سے اطلاع دیتے ہیں کہ تین اور معزز انگریزوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا ہے۔ اور ایک ابھی زیر تبلیغ ہے۔ امید ہے کہ وہ بھی جلد قبول اسلام کا اعلان کردینگے مفصل روئیداد موصول ہونے پر شائع کردیجائیگی ؛

اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ گذشتہ عید الضحیٰ کے موقعہ پر جو دعوت ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے مسلم خواتین احباب کو جو اس تقریب سعید پر تشریف لائے دیگئی تھی۔ اس کا فوٹو شائع کیا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے مسلم احباب کو ہمارے اخراجات عظیم کا کچھ حد تک پتہ چلیگا ؛

مذہب میں کوئی جبر نہیں

مذہب کے معاملہ میں اسلام ہر ایک قسم کے جبر کو منع فرماتا ہے۔ درحقیقت جبر اور اسلام دو متضاد باتیں ہیں۔ اسلام تو قوانین کی کامل فرمانبرداری کا نام ہے۔ اپنی رضامندی سے اسلامی اصولوں کو تسلیم کرنا اور ان پر کاربند ہونا اسلام کا لب لباب ہے۔ مذہب اسلام تو اختیار اور رضا پر ہی مبنی ہے۔ قرآن کریم صاف الفاظ میں فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین +

مذہبی آزادی کا اسلام حامی ہے مسلمانوں پر دوسرے مذاہب کی تکریم فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر موقعہ آن پڑے تو غیر مذاہب کی حفاظت میں اپنی جان تک کی پرواہ نہ کریں۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومسجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً۔ **ترجمہ**۔ اگر اللہ لوگوں کو ایکدوسرے سے نہ ہٹواتا رہتا تو صومعہ۔ گرجے اور یہودیوں کے عبادتخانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھا جا چکے ہوتے +

اسلام کو عباذتگاہوں کی حفاظت کا اس حد تک خیال ہے کہ وہ اس معاملہ میں عیسائیوں یا یہودیوں میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔ یہاں ذرا اسلام کی وسعت کا ملاحظہ ہو۔ کہ یہ اپنے پیروؤں کو پہلے گرجاں صومعوں کی حفاظت کے لئے حکم دیتا ہے۔ اور مسجدوں کو آخر میں رکھا ہے۔ ان احکام کے ہوتے ہوئے کون وہم و گمان کر سکتا ہے۔ کہ لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ چند روز ہوئے یہ خبر مشہور ہوئی تھی۔ کہ موپلے ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنا رہے ہیں۔ ان واقعات کو بہت مبالغہ سے لکھا گیا ہے جیسا کہ بنگال کانگرس کمیٹی کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ اس امر میں اگر موپلوں سے کچھ زیادتی ہوئی ہے تو ان کا یہ فعل اسلامی تعلیم کے خلاف ہے +

کلیسیا کی اخلاقی حالت میں تنزل

کلیسیا کی کانگریس کا اجلاس گذشتہ ماہ برمنگھم میں منعقد ہوا ایسے دلچسپ امور پر بحث ہوتی رہی۔ اور مختلف سوشل اخلاقی اور صنعتی امور پر غور و خوض کیا گیا جو یورپ میں رُو پذیر ہوئے ہیں۔ اور فوری توجہ چاہتے ہیں جلسے کی کارروائی میں یم و یاس کا اظہار ہی ہوتا رہا علما اور اکابر ملک نے نہایت جرات سے اس امر کا اعتراف کیا کہ انسان کی عملی زندگی میں عیسائیت بالکل ناکامیاب ہی رہی ہے۔ مردوں اور عورتوں کے تعلقات کی نسبت ڈاکٹر ایچ۔ بی۔ ٹرنر نے کہا۔ یہاں مرد اور کنواری عورتیں بلا تمیز ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اور پچھلے چالیس برس کے عرصہ میں جو اخلاقی ترقی جوان آدمیوں میں پیدا ہوئی تھی۔ وہ اب بالکل معدوم ہے۔ اسی طرح عورتوں کے اخلاق بھی پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ بالغ لڑکیوں کیلئے نکاح کے موقعے محدود ہو گئے ہیں۔ اور گھروں کی زینت ہونے کی بجائے وہ ناجائز تعلقات پیدا کر لیتی ہیں بشپ گلفورڈ کی تقریر کا بھی یہی مفہوم تھا "امراض خبیثہ اور ناجائز تعلق سے بچوں کی پیدائش میں روز افزوں ترقی سے ایک سوشل خطرہ پیدا ہو گیا ہے جو عیسائیت کی تہذیب پر ایک بدنما داغ ہے۔ اگر ملک کے اخلاق میں یہی تنزل رہا۔ اور اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کی گئی تو قوم کیلئے یہ پیام اجل سے کم نہ ہوگا۔ ہم ارکین کلیسیا کی اس صاف گوئی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے یورپ کی موجودہ حالت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ لیکن اس موقعہ پر ہم انہیں یہ بھی جتا دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ صورت حالات میں کوئی ادھوری تجویز کارگر نہ ہوگی۔ ان برائیوں کا مستقل علاج اور تدارک اسی وقت ہو سکیگا۔ جب موجودہ عیسائیت میں تبدیلی واقع ہوگی کیونکہ موجودہ خرابیوں کے اسباب سطح پر نظر نہیں آسکتے۔ ان کی جڑھیں تو عیسائی مذہب کے

بنیادی اصولوں میں ہیں۔ تم اپنی لڑکیوں کو سکھاتے ہو کہ خدا کا بیٹا انسان کے گناہوں کے کفارہ میں صلیب پر چڑھایا گیا۔ صرف یہ زبانی عقیدہ رکھنے سے جو گناہ مرد یا عورتیں کریں سب دھوئے جاتے ہیں جب وہ اپنی جوانی میں کچھ گل کھلاتی ہیں۔ تو تمہارا ان پر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں۔ تم خود ہی ان کے افعال کی ذمہ واری کا احساس ان سے دور کر دیتے ہو جو تمام اخلاق کی جڑ ہے۔ تو پھر اس تعلیم کے نتائج پر اتنی پریشانی کس لئے اب بھی کچھ نہیں بگڑا اگر مسئلہ کفارہ میں تبدیلی ہو جائے +

عیسائی تہذیب انسانی قوانین پر مبنی ہے۔ اسلئے واقعات اور حالات کے بدلنے پر ہمیشہ اسکے مذہبی اصولوں میں ردوبدل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے۔ کلیسیا کی یہ جدید کانگریس اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ عوام پر کلیسیا کی تعلیم کا کوئی اثر نہیں رہا۔ اسلئے اس تعلیم کو موجودہ ضروریات کے مطابق بنانا چاہیئے۔ آخر یہ انسانی ترتیب کب تک قائم رہ سکتی ہے۔ قرآن کریم کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ہم اسے بہتر ادا نہیں کر سکتے :-

مثل الذین اتخذو من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً و ان اوھن البیوت بیت العنکبوت۔ **ترجمہ**۔ جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں۔ ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ کہ اس نے گھر بنایا۔ اور کچھ شک نہیں کہ گھروں میں بودے سے بودا مکڑی کا گھر ہے +

خریداران رسالہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خط و کتابت کے وقت اپنی خریداری چٹ کا نمبر مہربانی کر کے لکھ دیا کریں +

مینجر

فراہمش چندہ در سنگاپور (ملک سماٹرا)

معرفت

جناب حکیم کریم بخش صاحب سنگاپور

ذیل کا چندہ جناب حکیم کریم بخش صاحب کی معرفت موصول ہوا ہے جناب حکیم صاحب موصوف نے اپنے قیمتی وقت کو صرف فرما کر اور صعوبت سفر برداشت کر کے ووکنگ مشن کیلئے چندہ اکٹھا کیا ہے ۔ جس کیلئے کارکنان مشن ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ جناب حکیم صاحب موصوف کو اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹانے کیلئے اجر جزیل عطا فرمائے ۔ اور اس قحط الرجال کے زمانہ میں آپ جیسے مخلص بزرگ کو مدت مدید تک زندہ رکھے ۔

جناب حکیم صاحب موصوف نے ایکہزار روپیہ کا ڈرافٹ ارسال فرمایا جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے :-

	روپے	آنہ	پائی
امداد مشن بروے تفصیل ذیل	۷۱۵	۰	۰
" ازجناب شیخ صاحب داؤد مکی	۱۷۸	۸	۰
قیمت خریداران اسلامک ریویو	۵۲	۸	۰
" رسالہ اشاعت اسلام	۵۴	۰	۰
میزان	۱۰۰۰	۰	۰

فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن ۔ عزیز منزل لاہور

نمبر شمار	نام	جائے قیام حال وارد	زر عطیہ
۱	مسلم کمیٹی	میدان دلی سماٹرہ	۵۰ ۔ ۰ ۔ ۰
۲	جناب حکیم کریم بخش صاحب	سنگاپور	۲۰ ۔ ۰ ۔ ۰
۳	" منشی محمد حسین صاحب	کبوں بیاں بولو دلی سماٹرہ	۱۰۰ ۔ ۰ ۔ ۰
۴	" تاج الدین صاحب	" " " "	۲۰ ۔ ۰ ۔ ۰
۵	خیر الدین و امیر الدین "	" " " "	۳۰ ۔ ۰ ۔ ۰

۶	جناب گوہرا صاحب	کسون لیمیان لولو دلی سماٹرہ	۱۰---۰۰
۷	" بوڑا "	" " " "	۵---۰۰
۸	" بوٹا "	" " " "	۵---۰۰
۹	" خبیب "	" " " "	۵---۰۰
۱۰	" شیرا "	" " " "	۵---۰۰
۱۱	" جیتا "	" " " "	۵---۰۰
۱۲	" محمد بخش "	" " " "	۱۰---۰۰
۱۳	" بدرالدین "	تبن تنگی دلی سماٹرا	۱۵---۰۰
۱۴	" سلطان عبدالقادر صاحب	کیتان کلنگ از تبن تنگی دلی سماٹرہ	۱۰---۰۰
۱۵	" غلام نبی صاحب H - B	دکان نمبر ۲ " " "	۱۰---۰۰
۱۶	" فتو مل شیر دمل	بین تنگی	۵---۰۰
۱۷	" شیر محمد صاحب	" " " "	۵---۰۰
۱۸	" مہر الدین صاحب	کدے ڈاز تبین تنگی " "	۵---۰۰
۱۹	" عبداللہ "	از لمبو یاکم دلی سماٹرا	۵---۰۰
۲۰	" کریم بخش صاحب	بطمبوکن ڈاکخانہ کالنگ دلی سماٹرا	۲۰---۰۰
۲۱	" شیر محمد خانصاحب	سیانتر دلی سماٹرہ	۳۰---۰۰
۲۲	" پیر محمد خانصاحب	" "	۲۵---۰۰
۲۳	" نظام الدین صاحب	" "	۵---۰۰
۲۴	" محمد علی صاحب	" " " "	۵---۰۰
۲۵	" جھنڈے خانصاحب	سنگلے سوگس دلی سماٹرہ	۵---۰۰
۲۶	" فقیر محمد صاحب	کبوں لارس " "	۱۰---۰۰
۲۷	" فضل الدین "	ڈولو الیر " "	۵---۰۰
۲۸	" عبداللہ "	" " " "	۵---۰۰
۲۹	" فضل محمد "	سونگل " "	۵---۰۰
۳۰	" ابراہیم فقیر محمد صاحب	دکان سیانتر دلی سماٹرہ	۲۵---۰۰
۳۱	" عبدالغفور برکت علی صاحب	" " "	۲۵---۰۰
۳۲	میاں کریم بخش حجام	" " "	۵---۰۰
۳۳	جناب حسن محمد سردار خان صاحب	دکان نمبر ۴۳ سیانتر دلی سماٹرہ	۳۰---۰۰
۳۴	" حاجی رحمت اللہ صاحب	" پطمبوکن " "	۲۰---۰۰
۳۵	" بھگی صاحب	سیمیانگ نیگا " "	۵---۰۰
۳۶	" حاجی مولا بخش صاحب	ملک سماٹرہ دلی	۵---۰۰
۳۷	" عبدالجلال صاحب	دکان نمبر ۷ بہ مٹیان دلی مسکت ستراٹ	۲۰---۰۰
۳۸	" عبداللہ و اسمٰعیل صاحب	نمبر ۳۷ لبیسر لاوان " "	۵---۰۰

۳۹	جناب عبدالرحمن صاحب	نمبر ۱۴ بیسر لاوان منڈال دہلی مسکٹ ستورات	۱۰-۰-۰
۴۰	" غلام محمد "	کبوں سنگھے پوتی دہلی سماٹرہ	۱۰-۰-۰
۴۱	" روشن دین سبرو صاحب	دکان تبنگ تنگی دہلی سماٹرہ	۲۵-۰-۰
۴۲	" حاجی ابراہیم صاحب	میڈونی دہلی سماٹرہ	۲۵-۰-۰
۴۳	" ابراہیم صاحب	کبارن " "	۱۵-۰-۰
۴۴	" غلام قادر صاحب	" " "	۵-۰-۰

رسید زر ماہ نومبر ۱۹۲۱ء

نام	پائی	آنہ	روپیہ	نام	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن عالیجناب ہز ہائنس نواب صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۰۰۰	امداد مشن جناب عبدالحق صاحب حاجی احمدی جہلم	۰	۰	۵
" " نواب صاحب منگرول	۰	۰	۵۰۰	" جناب مولوی محمد شریف خان صاحب لاجی ہاٹ کو	۰	۰	۱۰
" " ہز ہائنس بیگم صاحبہ "	۰	۰	۲۰۰	" حاجی شیخ محمد صاحب کڑہ لبا خان گجرات	۰	۰	۲۵
" " " مانا ودر	۰	۰	۲۰۰	" اہلیہ صاحبہ میاں محمد خان صاحب انجینئر بہاولپور	۰	۰	۱۰
تقسیم لٹریچر منفعت ہز ہائنس نواب صاحب میجر حاجی سر حمید اللہ خان صاحب	۰	۰	۵۰	" ایم علی احمد خان صاحب فورمین بہاولپور	۰	۰	۱۰
امداد مشن حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب	۶	۸	۳	" احسان الحق صاحب سشن جج میانوالی	۰	۰	۵
" جناب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور	۰	۰	۵۰	" " خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن لاہور	۹	۱۴	۵
" " خواجہ جمال الدین صاحب جموں	۰	۰	۱۰	" " محمد ابراہیم صاحب حصار	۰	۰	۱
" " اہلیہ صاحبہ " "	۰	۰	۲	" " اے غنی گوجرانوالہ	۰	۰	۵
" " ملک شیر محمد خان صاحب جموں	۰	۰	۳۰	" سابقہ چندہ رزگاری از منگرول	۰	۸	۱۵۱
" " ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۰	۰	۲۵	" جناب سید منیر صاحب میانوالی	۰	۰	۳
" " اہلیہ صاحبہ " "	۰	۰	۲	" " سید احمد حسن صاحب	۰	۰	۱۰
" " مولوی عزیز بخش صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن لاہور	۰	۰	۳	" " خوندکار انور علی صاحب پوسٹ ماسٹر نگر کمنڈا	۰	۰	۲
" " مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے امام مسجد ووکنگ	۳	۱۵	۱	" " ایم عباد اللہ صاحب اوورسیر ضلع چندواڑہ	۰	۰	۲۵
" " ماسٹر یعقوب خان صاحب بی اے بہاولپور مشنری	۶	۱۰	۲	" " بابو محمد شعیب صاحب بصرہ	۰	۰	۵
" " خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن	۳	۱۵	۱	" " بابو محمد ابراہیم صاحب بکنگ کلرک بھواتی	۰	۰	۱
" " اہلیہ صاحبہ " "	۰	۰	۱	" " محمد اسمعیل صاحب سوداگر چرم	۰	۰	۲۵
" دیگر ملازمین مشن لاہور	۶	۱۰	۲	" " ایم فضل کریم صاحب ابازی پشاور	۰	۰	۹
" جناب شیخ خدابخش صاحب ای اے سی مردان	۰	۰	۱۰	" " مستری عنایت حسین صاحب	۰	۸	۰

فٹ نوٹ - ہز ہائنس بیگم صاحبہ منگرول نے دو صد روپیہ مرحمت فرمایا جسمیں سے مبلغ یکصد روپیہ بمنفعت تقسیم لٹریچر اشاعت اسلام کی مد میں جمع ہوا +

فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن - عزیز منزل لاہور

پانچ ارکان اسلام اور انکے حقیقی معنی

(از جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے مسلم مشنری)

للذین اتقوا عند ربھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ واللہ بصیر بالعباد ۔ الذین یقولون ربنا اننا امنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار ۔ الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار ۔ شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم ۔ ان الدین عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیا بینھم ومن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب ۔

ترجمہ ۔ ان کے پروردگار کے ہاں بہشت کے باغ ہیں جنکے تلے نہریں بہہ رہی ہیں ۔ اور اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور اُن کے لئے پاک بیبیاں ہیں اور خُدا کی خوشنودی ہے ۔ اور اللہ بندوں کے نیک و بد کو دیکھ رہا ۔ وہ لوگ جو دُعائیں مانگا کرتے ہیں ۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم تجھ پر ایمان لائے تو ہمارے گُناہ معاف فرما ۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا یہی ہیں صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور آخری شب کے وقتوں میں استغفار کرنے والے ۔ اللہ اسبات کی گواہی دیتا ہے ۔ کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اور فرشتے اور علم والے بھی گواہی دیتے ہیں ۔ اور یہ کہ اللہ عدل و انصاف کے ساتھ عالم

کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے دینِ حق تو خدا کے نزدیک یہی ایک اسلام ہے اور اہلکتاب نے جو مخالفت کی تو معلوم ہونے کے بعد اور آپس کی ضد سے جو شخص خدا کی آیتوں سے منکر ہو تو اللہ اس سے بغیر دیر کے حساب لیتا ہے +

پانچ ارکانِ اسلام اور اس کے حقیقی معنے

آج ہم ایک رکن اسلام کو ادا کرنے کے بعد ایک مشہور تقریب منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر آپ مجھ سے اس عظیم الشان مذہب اور صوم کی حقیقت بیان کرنے کی توقع رکھتے ہونگے جو پانچ ارکان اسلام میں سے ہے۔ اسلئے میں آپ کی توجہ ارکانِ اسلام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو آیات قرآنی میں نے پڑھی ہیں۔ وہ ان پر خوب روشنی ڈالتی ہیں۔ خدا کے نزدیک سب مذاہب سے سچا مذہب اسلام ہے ہمیں اسلامی اصولوں سے یہ بات ثابت کرنی ہے۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اسلام تمام بنی نوع انسان کیلئے ہے۔ اس امر کا بھی سب اعتراف کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی صرف ایک قوم کے لئے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا آپ رحمۃ للعٰلمین ہوکر آئے اسلئے آپ کی تعلیم بھی عالمگیر ہونی چاہئے۔ اب میں پانچ ارکانِ اسلام کو لے کر یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ آیا وہ تمام دنیا پر حاوی ہیں یا نہیں +

پہلا رکن اِن الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا

کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ یہاں میں اس بات کو ظاہر کر دیتا ہوں اسلام کا خدا کسی خاص قوم یا قبیلہ کا خدا نہیں بلکہ رب العٰلمین رحمٰن اور رحیم ہے۔ قرآن کریم بھی ان آیات سے شروع ہوتا ہے

الحمد للہ رب العٰلمین ہ الرحمٰن الرحیم ہ مٰلک یوم الدین ہ

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام میں ربّ یا خدا کن وسیع معنوں میں مانا جاتا ہے۔ دوسرے حصے میں نبی کریم صلعم کی نبوت کا ذکر ہے۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ آپؐ نے اپنی ذات کو سوائے خدا کے ایک بندے کے اور زیادہ رتبہ نہیں دیا۔ اسی وجہ سے آپؐ کی ذات کے متعلق کوئی غلط فہمی یا غلط بیانی واقع نہیں ہوئی باوجودیکہ آپؐ سب سے بہتر مصلح افضل اور کامیاب انسان تھے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ آپ ان تمام انبیاء میں سے ایک نبی ہیں جن سب پر مسلمانوں کو ایمان لانا فرض ہے۔ اور کسی ایک میں بھی فرق نہیں کر سکتے۔ قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون

ترجمہ۔ تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اور جو ہم پر اترا اور صحیفے جو ابراہیم۔ اسمٰعیل و اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترے ان پر اور عیسیٰ اور موسیٰ پر اترے۔ اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا۔ ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں سمجھتے۔ اور ہم اسی ایک ہی خدا کے فرمانبردار ہیں +

ایک مسلمان کو اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر خدا ماننے کا حکم ہے۔ تو ساتھ ہی اس پر تمام نبیوں کو ماننا فرض کر دیا جو مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کی ہدایت کے لیے نازل ہوتے رہے ۔

اسلام کا پہلا رکن ربّ العلمین کے ماتحت انسانی اخوت سکھاتا ہے۔
لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو ایک جُزو ایمان جس کا اقرار زبان سے
کیا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے لیکن اسلام میں محض زبان سے ایک بات پر
ایمان لانا کچھ معنی نہیں رکھتا جب تک کہ ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو +

دوسرا رُکن اسلام صلوٰۃ ہے۔ جو اخوت انسانی اور مساوات
کا بہترین اور عملی نمونہ ہے۔ نماز میں امیر و غریب بادشاہ و دہقان سب
ایک ہی صف میں نظر آتے ہیں۔ اور تمام دنیاوی مدارج وحدہٗ لاشریک
کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں۔

تیسرا اسلامی رُکن صوم ہے۔ ہر ایک مسلمان کو ماہ رمضان
میں روزے رکھنا فرض ہے۔ کوئی یہ پوچھ سکتا ہے کہ روزہ رکھنے سے
کیا فائدہ۔ یہ صرف فاقہ کشی کا دوسرا نام ہے۔ اس کے جواب میں میں
یہ کہونگا۔ کہ روزہ ان لوگوں سے جو واقعی فاقہ کشی کرتے ہیں ہماری
ہمدردی بڑھاتا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ ہمارے ہزاروں
بھائی شوئے قسمت اور نامناسب واقعات کے سبب فاقہ کشی کرتے ہیں
اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے۔ کہ انکی ہمدردی اور مدد کریں لیکن طبع انسانی
کا خاصہ ہے کہ ہم دوسروں کی تکلیف محسوس نہیں کرتے جب تک
وہی مصیبت ہم خود برداشت نہ کریں۔ ایک دولتمند آدمی جو ہمیشہ
پُر تکلف کھانے کھاتا ہے۔ اپنے دوسرے بھائی کی تکلیف
کو کب محسوس کر سکتا ہے۔ جسے بعض اوقات معمولی خوراک بھی میسر
نہیں آتی +

پہلا فائدہ ماہ رمضان کا یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو دوسروں کی
تکالیف کا احساس ہو جاتا ہے۔ اور ان کی مدد کیلئے مستعد ہو جاتے
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلعم اور ان کے صحابہؓ اس مہینے میں بہت

خیرات کیا کرتے تھے مسلمانوں کو بھی اس مہینہ میں بہت خیرات کرنے کا حکم ہے۔ یہ بالکل سچ بات ہے۔ کہ اسلام ہر ایک کو ایک ہی سطح پر لانا چاہتا ہے۔ گو ایک بادشاہ کے پاس انواع و اقسام کی نعمتیں موجود ہوتی ہیں لیکن پھر بھی وہ ایک مفلس کی طرح بھوک برداشت کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کو اپنی رعایا کے کیساتھ ہمدردی کا سبق ملتا ہے۔ یہ روزہ رکھنے کے فوائد کا ایک پہلو ہے۔ لیکن اس کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ ہم خدا کے حکم کے ماتحت ایک خاص عرصہ تک جائز اشیا سے بھی پرہیز کرنا سیکھتے ہیں۔ ان احکام کی بجا آوری سے ہم میں ناجائز اشیاء سے پرہیز کرنے کی طاقت دوبالا ہوجاتی ہے۔ اور صبر۔ استقامت اور پرہیزگاری جیسے اخلاق فاضلہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ روزہ رکھنے سے انسان کی صحت پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے معدہ۔ جگر اور دیگر اعضائے انسانی کو ماہ رمضان میں کچھ آرام ملجاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنا کام زور سے شروع کردیتے ہیں اسلئے خوراک اچھی طرح ہضم ہوتی ہے۔ اور جزو بدن بن جاتی ہے۔ روزہ رکھنے سے روحانی طاقتیں بھی ترقی کرتی ہیں۔ جب ہم قوائے حیوانی اپنے ماتحت کرلیتے ہیں تو قوائے روحانی میں بلند پروازی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس ترقی کو قرآن کریم لفظ تتقون سے ظاہر کرتا ہے جس کے معنی ہیں۔ تا کہ تم اپنے فرض سے آگاہ ہوجاؤ یعنی ہمارا فرض جو بنی نوع انسان سے نیکی کرنا ہے۔ اور دوسرا فرض جو ہماری اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ ہم اپنے روح اور جسم کو پاکیزہ رکھیں۔ روزہ ایک مذہبی کتب میں بھی پایا جاتا ہے کیونکہ نئے عہد نامہ میں ہم پڑھتے ہیں:۔

جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ''۔ لیکن جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور مُنہ دھو +

اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے پیروؤں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن میرے علم میں وہ اس حکم کی بجا آوری نہیں کرتے میں یہ کہ سکتا ہوں۔ کہ مسلمان حضرت مسیحؑ کے سچے پیرو ہیں۔ کیونکہ وہ روزہ رکھتے ہیں۔ آج ہم ماہ رمضان کے بعد اس لئے خوشی مناتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے ایمان کو عملاً میں تبدیل کیا +

اب میں چوتھے رُکن یعنے حج کو لیتا ہوں جو مکّہ کے مُقدّس شہر میں اخوت انسانی کی عجیب مثال ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری روزانہ نمازوں میں ایک شاہ وگدا پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں لیکن لباس کے فرق سے ان میں تمیز ہو جاتی ہے۔ حج میں یہ اختلاف بھی مٹ جاتے ہیں۔ اور سب ایک قسم کا لباس پہن لیتے ہیں مختلف ممالک سے لوگ ہر سال حج کیلئے جاتے ہیں جنکی زبانیں رنگ اور طرز معاشرت علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے لیکن یہاں وہ خدا کی وحدانیت پر ایمان لاکر مساوات انسانی کی مُجسّم تصویر ہو جاتے ہیں۔ دولت اور قیمتی لباس دُنیا میں فرق وتمیز پیدا کرتے ہیں۔ لیکن اسلام جو خُداوند تعالیٰ کا آخری پیغام ہے حج کے موقعہ پر ان تمام دنیاوی مدارج اور اختلافات کو مٹاکر اخوت انسانی قائم کردیتا ہے۔ ہر ایک انسان کو جو حج کیلئے آتا ہے بغیر رتبے اور حیثیت کی تمیز کے اپنا لباس بدلکر احرام باندھنا پڑتا ہے +

حاضرین آپ تھوڑی دیر کیلئے اس منظر پر غور کریں جو حج کے موقعہ پر دیکھنے میں آتا ہے۔ مختلف طبقہ کے لوگ جو سوسائٹی میں الگ الگ درجہ رکھتے ہیں سب ایک ہی طرح کے لباس میں نظر آتے

ہیں۔ اور کئی دن اور راتیں اسی عاجزی کے لباس میں گزارتے ہیں تمام رنگ اور قوم کے اختلاف دور ہو جاتے ہیں۔ اور شاہ و گدا کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ اخوت انسانی ایک مجسم جامہ پہن لیتی ہے +

اب میں پانچویں رُکن کی طرف آتا ہوں جس کو قرآن نے زکوٰۃ یا صدقات کے نام سے پکارا ہے ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ہر سال اپنی بچت کا حساب کرے اور اسمیں سے ۲½ فیصدی بطور خیرات تقسیم کر دے۔ اسلام میں خیرات دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اختیاری اور دوسری لازمی جسے زکوٰۃ کہتے ہیں +

جب نبی کریم صلعم سے پوچھا گیا۔ کہ زکوٰۃ کا کیا مقصد ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ زکوٰۃ کی وجہ سے ہی امیر آدمی حاجتمندوں کو اپنے مال سے کچھ دے سکتے۔ قرآن کریم کے مطابق زکوٰۃ کے آٹھ مقصد ہیں۔ انما الصدقت للفقرا والمسکین والعملین علیہا والمولفۃ القلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل ترجمہ۔ خیرات کا مال تو بس فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور کارکنوں کا جو مال خیرات کے وصول کرنے پر تعینات ہیں۔ اور ان لوگوں کا جن کے دل نیکی کی طرف مائل ہیں اسیروں کو رہا کرنے کے لئے مقروضوں کے لئے اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لئے +

یہ اسلام ہی ہے جس نے خیرات اور صدقات کو ایک مذہبی رُکن قرار دیا ہے۔ اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب کے پیرو بغیر کسی نظام کے خیرات دیا کرتے تھے۔ لیکن نبی کریم صلعم نے خیرات اور صدقات کو ایک نظام کے ماتحت کر دیا۔ یہاں بھی اخوت انسانی ہی کام کرتی ہے۔ امیر آدمیوں کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے حاجتمند بھائیوں کیلئے اپنی آمدنی کا ایک حصہ الگ کر دیں۔ مغرب ابھی تک سوشلزم کا خیالی پلاؤ پکا رہا ہے

اگر یہ خیال پورا ہو بھی جائے تو دنیا میں قوت عمل کو محرک کرنیوالی کوئی شے باقی نہیں رہتی۔ مگر اسلام نے جو عملی مذہب ہے زکوٰۃ کے قانون کو مقرر کرکے ان لوگوں کی مدد کردی جو دنیاوی مال و دولت میں اپنے اور بھائیوں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ نبی کریم صلعم کی بعثت سے پہلے لوگ خیرات کو مستحسن سمجھتے تھے۔ اور اسے پوشیدہ دینا ضروری خیال کرتے تھے۔ حضرت مسیح نے بھی فرمایا "پس جب تو خیرات کرے تو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے۔ اسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے" (متی ۶-۳) لیکن اسلام نے اس حکم میں کچھ ترمیم کی ہے۔ اور خیرات کو ظاہرا طور پر دینے کا بھی حکم دیا ہے +

میرے خیال میں اس ترمیم نے حضرت مسیح کی تعلیم کو مکمل کردیا کیونکہ نبی کریم صلعم شریعت کو مکمل کرنے کیلئے تشریف لائے۔ اب آپ خود خیال کرسکتے ہیں کہ کتنا گرانقدر فائدہ بنی نوع انسان کو خیرات کا روپیہ زکوٰۃ کے ماتحت اکٹھا کرنے سے پہنچتا ہے جو فائدہ ریڈکراس السوسی ایشن نے ایام جنگ میں پہنچایا ہے۔ وہ ہرگز نہ پہنچا سکتی۔ اگر پوشیدہ خیرات کے اصول پر کاربند رہتی یہاں بھی تمام دنیا کو نبی کریم صلعم کے قدم مبارک پر چلنا پڑا۔ اس خطبہ میں میں نے مختصر طور پر ارکان اسلام کو بیان کیا ہے۔ لیکن آپ پر یہ روشن ہوگیا ہوگا۔ کہ مذہب اسلام تمام دنیا کیلئے ہے۔ اور اسکی تعلیم عالمگیر ہے۔ اور اس سی یہی ظاہر ہوتا ہی کہ تمام دنیا ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتی ہی! اور ہمارا یہ فرض ہی کہ ایکدوسرے کی مدد کریں۔ ایک حدیث سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ مذہب کے دو ہی بڑے رکن ہیں رضائے الٰہی کی فرمانبرداری اور بندگان خدا کی خدمت +

غُلامی

نمبر ۳

(از خواجہ نذیر احمد صاحب مسجد ووکنگ انگلستان)

اسلام کے ماتحت غلاموں کی حالت

میں نے اس زمانے کے غلاموں کی حالت کو بیان کیا ہے۔ جب دنیا جس کی لاٹھی اسکی بھینس کے اصول پر کاربند تھی۔ اور انسانی حقوق کی بھی چنداں پرواہ نہیں کیجاتی تھی۔ جب طاقتور انسان کمزوروں پر حکمرانی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اپنے آپ کو مہذب دنیا میں پاتے ہیں۔ دنیا کی ہر ایک قوم میں غلامی کا دستور رہا ہے۔ خیالات کی ترقی اور عدل و انصاف کی تحریکات نے غلامی کا خاتمہ کر دیا۔ گو اسکی بنیاد سراسر ظلم و نا انصافی پر ہے لیکن پھر بھی بنی نوع انسان کی ہستی اور غلامی کا آغاز ایک ہی وقت سے شروع ہوتا ہے۔ تواریخ کے مختلف مدارج میں ہم غلامی کا وجود دیکھتے ہیں۔ غلامی کا آغاز اس زمانے سے ہے جب انسانی سوسائٹی ابھی وحشیانہ حالت میں تھی۔ اور اس عروج انسان کی مادی ترقی تک رہا۔ حالانکہ اب غلامی کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ تمام قومیں یونانی۔ رومی۔ قدیم جرمن بنی اسرائیل جنہوں نے ہماری طرز رہائش آداب اور قانون پر اثر ڈالا ہے۔ صرف غلامی کو جائز ہی خیال نہیں کرتے تھے بلکہ اس پر کاربند تھے۔ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ عیسائیت نے غلامی کے خلاف نہ تو کوئی صدا بلند کی۔ اور نہ ہی اسکی خرابیوں کے دفعیہ کیلئے کوئی اصول بیان کیا۔ نئے عہد نامے میں چند ایک احکام مالک غلام کے لئے موجود ہیں۔ اور غلاموں کو مالک

کی فرمانبرداری کی تاکید ہے لیکن انجیل میں کہیں بھی کوئی ایسا مقام نہیں ملتا جو غلامی کے خلاف تعلیم دیتا ہوں۔ عیسائیت نے غلاموں کی بہتری کیلئے کوئی کوشش نہیں کی +

رومیوں کے زمانے میں غلاموں کی حالت مویشیوں سے بہتر نہ تھی۔ عیسائیوں کے ماتحت بھی ان کی حالت بدستور رہی۔ آقا کو غلام کی زندگی اور موت پر اختیار تھا۔ اور معمولی سی غلطی پر انہیں عبرتناک سزا دیجاتی تھی۔ ایک عیسائی شہنشاہ کے عہد میں جب مجموعہ قوانین مرتب کیا گیا تو اسمیں درج تھا کہ غلامی قانون قانون قدرت کے مطابق ہے۔ اور مختلف پیشوں کے لحاظ سے غلاموں کی قیمت مقرر کی گئی۔ غلاموں کو شادی کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اگر ایک آزاد باشندہ طبقہ غلامان میں شادی کرتا تھا تو اُسے قتل کیا جاتا تھا۔ اور غلاموں کو زندہ جلا دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناجائز تعلقات بہت بڑھ گئے اور پادری بھی عورتوں سے ناجائز تعلق رکھتے تھے۔ عیسائیت غلامی کو دور کرنے یا اسکے مضر اثرات کو کم کرنے میں بالکل ناکامیاب رہی۔ کلیسیا بھی غلام رکھتا تھا۔ اور اسے جائز سمجھتا تھا۔ مغربی تہذیب غلامی کی اسلئے حمایت کرتی ہے۔ کہ اس سے فقیر۔ منگتے اور چوریاں کم ہوتی ہیں۔ عیسائیت نے اس اخوت انسانی کو نہیں سمجھا۔ جس کی تعلیم حضرت مسیح نے دی۔ گورے اور کالے عیسائی آسمانی بادشاہت میں چاہے برابر ہوں لیکن اس دُنیاوی سلطنت میں وہ برابر نہیں +

اب ہم ذرا دیکھیں کہ اسلام نے غلاموں کے لئے کیا کیا ہے شروع میں ہی یہ کہ دینا ضروری ہے۔ کہ اسلام جغرافی حدُود کی پرواہ نہیں کرتا۔ رنگ اور ذات کی تمیز سے بالاتر ہے۔ جہاں کہیں بھی مسلم

ہوں۔ اور کوئی بھی ان کا پیشہ ہو وہ سب خداوند تعالیٰ کے نزدیک برابر ہیں۔ صرف انسانوں کے اعمال سے اس دنیا میں یا آخرت میں فرق پڑ سکتا ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم غلامی کے لئے زہر قاتل ثابت ہوئی تھا اور آخر کار اسے نیست و نابود کر کے چھوڑا۔ غلامی نے اس وقت کی تمام قوموں میں نہایت گہرا اثر کیا ہوا تھا۔ ورنہ بعد کی تاریخ کے صفحات سے غلامی کا نام و نشان مٹ جاتا۔ بیس سال کے عرصہ تک اسلام کی تبلیغ ہوتی رہی۔ اور اسکے اصول اور قوانین بیان ہوتے رہے لیکن اسلام سے پہلے زمانے کی بعض رسوم اور رواج کو ضروریات زمانہ کے خیال سے کچھ عرصہ تک قائم رکھا گیا۔ اور اس کے بعد ان کو منسوخ کر دیا گیا۔ غلامی بھی ایک ایسی رسم تھی جسکو برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ بعض سوشل اور سیاسی امور کے سبب اس کا وجود ضروری تھا۔ بہر صورت مفتوح دشمن کے قتل عام سے ان کے لئے غلامی بہتر تھی۔ اگر اس رسم کو یک قلم منسوخ کر دیا جاتا تو عام دنیا اور خصوصاً عرب ایک مرض خطر میں پڑ جاتا۔ آبادی کی ایک بڑی تعداد جو مدتوں سے غلامی کی پست حالت میں رہی ہو۔ اگر ان کو یکلخت آزاد کر دیا جاتا تو وہ اپنی ناداری اور غربت کے سبب آزادی سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ بلکہ آوارہ اور منگتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا اب صرف یہی راستہ باقی رہگیا کہ غلاموں کو بتدریج آزادی دیجائے اور قوانین کے ذریعہ آہستہ آہستہ اس رسم کو مٹایا جائے۔ اسلام کا مقصد غلاموں کی حالت میں بہتری پیدا کرنا اور انہیں تعلیم و تربیت دینا تھا۔ تاکہ ان کے دلوں میں فطرت انسانی کی عزت پیدا ہو اور وہ اپنے آقاؤں کے برابر ہو جائیں۔ اور اخوت انسانی قائم ہو۔ عیسائی مصنف بھی جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اخوت اسلامی

کے قائل ہیں۔ اگر غلامی کے انسداد کا مقصد غلاموں کو اُنکے آقاؤں کے ظلم و تشدّد سے رہائی دینا اور ان کو پستی کی حالت سے نکالنا ہے تو عیسائیّت اس کے حاصل کرنے میں بالکل ناکامیاب ثابت ہُوئی ہے۔ اسلام کے آنے سے آقا اور غلام کا رشتہ نہیں رہا بلکہ سب ایک ہی خاندان کے بھائی ہو گئے +

حیرانی کا مقام ہے۔ کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے مغرب میں اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ مذہب غلامی کا حامی ہے۔ عیسائی ابھی تک اسلام کو زمانہ وسطیٰ کے رنگین شیشوں سے دیکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو اسلام کی نسبت کچھ علم ہی نہیں۔ اور باقی مانع اسلام کے خلاف اور سخت متعصب ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اسلام کو پولیٹیکل اور مذہبی وجوہات کے سبب نہایت تاریک سے تاریک رنگ میں پیش کیا گیا ہے غلامی کو بھی اور فضول رسُوم کی طرح جو مختلف زمانوں میں مغربی ممالک رائج رہیں سیاسی مُدبّروں اور مشنریوں نے اسلام کی طرف منسوب کیا ہے +

قرآن مجید نے یا نبی کریم صلعم نے اپنے قول و فعل سے ہرگز غلامی کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ گناہوں کے بدلے میں غلاموں کو آزاد کر دو۔ پہلا سوال جو ایک منصفانہ نگاہ سے دیکھنے والے کے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ کیا اسلام غلامی کو جائز اور مستقل رسم قرار دیتا ہے۔ اگر نہیں تو اسلام نے اس کے انسداد کیلئے کیا کیا۔ مخالفان اسلام غلطی سے یہ کہدیتے ہیں۔ چونکہ قرآن کریم غلاموں سے حسن سلوک اور انہیں آزاد کر دینے کا حکم دیتا ہے۔ اسلئے غلامی اسلام میں ایک مستقل رسم ہے لیکن

وہ اس امر کو دل سے بالکل محو کر دیتے ہیں۔ کہ اسلام کے احکام
سوسائٹی کی مختلف حالتوں کے مطابق بتدریج نازل ہوتے رہے
پہلے غلاموں سے نیک سلوک کا حکم ہوا۔ پھر انہیں آزاد کر دینے
کے لئے کہا گیا۔ شراب کے متعلق بھی بعینہٖ اسی طرح احکام نازل ہوئے
اسلام نے غلامی کو کم کرنے کیلئے آقا کے اختیارات اور غلام حاصل
کرنے کے ذرائع کو بہت محدود کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ تک غلامی کو جاری
رکھا۔ کیونکہ اس کے یکلخت روک دینے سے اور برائیوں کا اندیشہ تھا +
کارمتھ (Harmath) جو دس سنہ عیسوی میں گزرا ہے
پہلا شخص تھا جس نے دنیا میں اعلان کیا کہ اسلام نے غلامی کی ممانعت
کی ہے۔ یہ کہنا محض بے بنیاد ہے۔ کہ اسلام نے غلاموں کو آزاد
کرنے کے لئے تو حکم دیا ہے۔ لیکن غلامی کے ذرائع کو نہیں روکا۔
جنگ کے قیدیوں کی نسبت تو مخالفین اسلام بھی مانتے ہیں کہ انکو
غلامی میں لانا جمہوریت اسلامی کیلئے ضروری تھا۔ لیکن یہ کہیں نہیں
لکھا کہ آزاد آدمیوں کو غلام بناؤ۔ یا انہیں قیمت دے کر خریدو۔ بلکہ
قرآن کریم میں صاف حکم ہے۔ کہ غلاموں کو آزاد کرو۔ فلا اقتحم
العقبۃ ۝ وما ادرٰک ما العقبۃ ۝ فک رقبۃ ۝ او اطعام
فی یوم ذی مسغبۃ ۝ یتیما ذا مقربۃ (سورہ البلد ۹۰ آیت ۱۱-۱۸)
ترجمہ:۔ پھر بھی وہ گھاٹی سے ہو کر نہ نکلا۔ تم کیا سمجھے کہ گھاٹی سے کیا
مراد ہے۔ کسی کی گردن کا غلامی کے پھندے سے چھڑا دینا یا بھوک
کے دن یتیم کو خاص کر جب وہ اپنا رشتہ دار بھی ہو کھانا کھلانا +
رسولکریم صلعم پہلے شخص تھے جنہوں نے غلامی کی ممانعت کی۔ آپ نے
غیر ممالک کے لوگوں کو ہی آزاد نہیں کیا۔ بلکہ اپنے سخت ترین دشمنوں کو
بھی آزادی دے دی جو یقیناً آپ کو مار ڈالتے۔ اگر ان کے بس میں ہوتا۔

غلاموں کو آزاد کرنا۔ اور آزاد لوگوں کو غلام بنانا دو بالکل متضاد باتیں ہیں۔ قرآن کریم نے پہلی بات پر زور دیا ہے۔ جس سے لازمی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ دوسری بات سے منع کیا ہے۔ غلام بنانا یا غلاموں کی تجارت کرنا جس کی اجازت یہودیت نے دی۔ اور عیسائیت نے بڑے زور سے اسکی حمایت کی اسلام بالکل ممنوع قرار دیا ہے۔
امام جعفر صادق سے ایک حدیث مروی ہے۔ کہ جو لوگ غلاموں کی تجارت میں شریک تھے وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جاتے تھے قرآن کریم میں لکھا ہے۔ کہ کسی کی آزادی چھین لینا یا کسی مسکین اور یتیم کی روٹی لے لینا احکام الٰہی کے خلاف ہے۔ اور بھی کئی مقام ہیں جہاں یہ درج ہے کہ مال میں سے رشتہ داروں یتیموں مسافروں اور فقیروں کو دینا غلاموں کو رہا کرنا۔ نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا وعدہ پورا کرنا مصائب میں صبر کرنا سب خیرات اور حسنات میں شامل ہے۔ وآتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعہدھم اذا عاھدو والصٰبرین فی الباساء والضرآء وحین الباس اولئک الذین صدقو واولئک ھم المتقون (سورہ بقرہ آیت ۱۷۷)
اس آیت میں صاف طور پر حکم ہے کہ زکوٰۃ میں سے ایک حصہ غلاموں کو آزاد کرنے پر خرچ ہونا چاہیئے۔ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنا خدا کے نزدیک بہت بڑی نیکی ہے۔ اور انسانوں کو غلام بنانا گناہ عظیم ہے۔ صحیح احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اسلامی قانون آزاد انسانوں کو غلام بنانے کی سخت ممانعت کرتا ہے بخاری میں غلامی کا باب غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کے عنوان

سے شروع ہوتا ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں کا خدا دشمن ہوگا۔ پہلا وہ شخص جو خدا کے نام پر عہد کرے اور اُسے توڑ دے۔ دوسرا وہ جو ایک آزاد انسان کو بیچ کر اسکی قیمت لے۔ اور تیسرا وہ شخص جو ایک مزدور کو کسی کام کرنے کیلئے لگائے۔ اور جب وہ کام ختم کرلے تو اس کی مزدوری ادا نہ کرے +

اِن تمام مندرجہ بالا امور سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام غلامی کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ نبی کریم صلعم کو دوران زندگی میں بہت سے جنگ کرنے پڑے۔ قرآن کریم میں جہاں اِن واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ وہاں صرف جنگ میں اسیر کرنے کی اجازت دی ہے جب تک کھلے میدان میں دشمن سے لڑائی نہ ہو کسی شخص کو اسیر جنگ بنانے کی اجازت نہیں +

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا (ترجمہ) مسلمانو جب لڑائی میں کافروں سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو تو انکی گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ خوب اچھی طرح ان کا زور توڑ لو۔ تو ان کو قید کرلو پھر یا تو احسان کرکے چھوڑ دو یا معاوضہ لے کر۔ یہاں تک کہ دشمن ہتھیار رکھ دیں +

یہاں قرآن کریم صاف الفاظ میں ایک قانون بیان کرتا ہے کہ اسیران جنگ ہمیشہ کیلئے غلام نہیں بن سکتے۔ یا تو ان کو از راہِ الطفات آزاد کردینا چاہیئے یا فدیہ سے وہ اپنی رہائی حاصل کریں اکثر دفعہ نبی کریم صلعم نے اسیران جنگ کو آزاد کردیا۔ بنی مصطلق سے جنگ کرنے کے بعد ایکسو خاندان آزاد کردیئے گئے +

جنگ ہوازن کے موقع پر بھی چھ سو اسیران جنگ رہا کر دیئے گئے۔ اسلام کی ابتدائی حالت میں جنگ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیکر ان کو رہا کیا گیا۔ تقریباً انیس جنگ جو نبی کریم صلعم کو پیش آئے دو موقعوں کے سوا سب مرتبہ اسیران جنگ کو رہائی دیگئی۔ ان دو موقعوں پر یہودیوں سے پالا پڑا۔ اگر یہودی ایک شہر پر حملہ کرتے تھے تو باشندوں کی طرف سے مدافعت ہونے پر تمام مردوں کو بغیر کسی تفریق کے تہ تیغ کر دیا جاتا تھا۔ کنعان کی سات قومیں اسی طرح تباہ ہوئیں۔ دوسری جانب نبی کریم صلعم اپنے دشمنوں کو دوستی۔ اطاعت یا لڑائی کا اختیار دیتے تھے۔ آپؐ نے کبھی شکست خوردہ دشمن کو پامال نہیں کیا۔ بلکہ جزیہ ادا کرنے پر وہ اپنے ہی مذہب کی پیروی کر سکتے تھے +

قریش مدینہ جو دو دفعہ مسلمانوں کو دھوکہ دے چکے تھے آخر انہی کی شرائط کے مطابق ان کو مطیع کیا گیا جسے میں سوائے غلامی کے اور کسی بہتر لفظ سے ادا نہیں کر سکتا۔ خیبر میں یہود کو اسیر کیا گیا۔ کیونکہ وہ بھی اسی گناہ کے مرتکب ہوئے۔ لیکن انہیں سے بھی فدیہ ادا کرنے پر کئی رہا کر دیئے گئے +

عیسائی مخالفین اسلام اس امر کو فراموش کر دیتے ہیں کہ یہودیوں نے تو اپنے آپ کو مجرم ثابت کیا۔ اور ان کے قوانین کے مطابق ہی انہیں سزا دیگئی۔ اس پر عیسائی کیوں اس قدر شور برپا کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے خود لاکھوں بیگناہ یہودیوں کو دنیا کے مختلف حصوں میں مار ڈالا۔ مسلمان کوئی غلام نہیں رکھتے تھے۔ جس کا ثبوت ہمیں اس واقعہ سے ملتا ہے۔ کہ جب قریش نے مسلمان کو تباہ کرنے کے لئے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ تو نبی کریم صلعم اس جگہ تشریف لائے۔

جہاں خندق کھودی جا رہی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ مہاجر اور انصار سخت سردی میں صبح کے وقت کھود رہے تھے۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی غلام نہ تھے جو اس کام کو کرتے۔ میں ایک اور انگریز مصنف کا حوالہ یہ ثابت کرنے کیلئے پیش کرتا ہوں۔ کہ اسلام نے غلامی کو روکا ہے مسٹر جے۔ ٹامسن ۱۴ نومبر ۱۸۸۷ء کے لنڈن ٹائمز میں لکھتے ہیں "میں بغیر کسی تامل کے اور تمہارے نامہ نگاروں سے بہتر علم کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ مشرقی وسط افریقہ میں غلامی اسلئے روزافزوں ترقی پر ہے کہ اسلام نے ابھی تک وہاں قدم نہیں رکھا کیونکہ اسلام کا پھیلنا اور غلامی کی تجارت کا مفقود ہو جانا لازم ملزوم باتیں ہیں"۔ صاحب موصوف اس امر کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ افریقہ میں اسلام نہایت پرامن طریق سے پھیلا ہے ✣

مغرب میں نیا دور

لوگ اکثر کہتے ہیں۔ کہ عفو۔ خیرات اور اخوت کسی خاص فرقے کی ملکیت میں آگئی ہیں۔ اور حضرت مسیح کے دعوی نبوت سے دنیا میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس امر کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام میں ہم خدا وحدہٗ لاشریک کو تمام سچائی اور ہدایت کا سرچشمہ مانتے ہیں اور اسی سرچشمہ نے تمام بنی نوع انسان کو ہدایت کی ندیوں سے سیراب کیا۔ کوئی خاص قوم یا فرقہ تمام نیکیوں کا وارث نہیں۔ بلکہ اس بخشش سے تمام انسان یکساں بہرہ اندوز ہوتے رہے ہیں۔ پرانے زمانوں کی تواریخ میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ مختلف قومیں اس زمین پر آباد

تھیں جنہوں نے اپنا قانون تہذیب اور مذہب اس وقت جاری کیا
یہ تمام قومیں خداوند کریم کے احاطہ رحم سے باہر نہ تھیں بلکہ ان پر خدا نے
اپنے رسول اور پیغمبر بھیجے۔ قرآن کریم میں عاد ثمود اور دیگر قوموں کا
ذکر ہے۔ ان سب پر خداوند تعالے نے نبی بھیجے۔ اب ہم مختلف
مذاہب کی تعلیم پر غور کرتے ہیں۔ ایک مذہب تو خدا کے رحم کو ایک
چھوٹی سی قوم تک ہی محدود سمجھتا ہے۔ جو پیغام ایک رسول کی معرفت
ان کو دیا گیا وہ دوران زمانہ میں تبدیل ہو گیا اور آجکل بالکل مفقود
ہے۔ اللہ ہی تمام انسانوں کا خالق۔ رازق اور ربوبیت کرنیوالا
ہے۔ اور یہ کہنا کہ اسکی سب توجہ ایک قوم کی طرف ہی رہی ہے
کلمۂ کفر سے کم نہیں۔ اس قوم کا آخری نبی اپنے پیغام کو اپنے حواریوں
کے ذہن نشین نہ کرا سکا۔ اسلئے جو لوگ ان کے بعد آئے۔ ان سے
ہم کس طرح توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ اس پیغام کو اپنی اصلی شکل میں
محفوظ رکھیں۔ خداوند کریم انسانوں کو بغیر ہدایت کے نہیں رکھنا
اسلئے اس نے ایک اور نیا پیغام نازل فرمایا۔ زمانہ سلف میں ہر ایک
قوم یہ سمجھتی تھی کہ وہی خدا کی خاص مورد فضل ہے۔ وہ ایکدوسرے
کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اسلئے جنگ اور ظلم و تشدد اس زمانے
کا خاصہ ہو گیا۔ انسانوں کو وسعت قلب اور اخوت کی سخت احتیاج
تھی۔ ایک معجزہ کی ضرورت تھی۔ جو ان جنگجو قوموں کو ایک کر دے۔ یہ
معجزہ دنیا میں ہوا تیرہ سو برس ہوئے کہ یہ نیا پیغام تمام دنیا میں گونجا جسے
ایک نیا پیغمبر دنیا میں لایا۔ قوموں نے ایکدوسرے سے جنگ کرنا چھوڑ دیا
مختلف قبائل نے خونریزی ترک کر دی بت پرستی دور ہو گئی قتل۔ زنا
اور نفرت کا نشان مٹ گیا۔ ان امور کی شہادت کے لئے تواریخ موجود ہے
اس وقت سے انسان کو اخوت کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ قومیت اور رنگ

کی تفریق جاتی رہی۔ دنیا کیلئے ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ آج مختلف مذاہب کے پادری حکم الٰہی کے خلاف لڑ رہے ہیں لیکن ان کو یقیناً شکست ہوگی۔ قرآن فرماتا ہے

یریدون لیطفؤا نوراللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون

ترجمہ۔ یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔ اللہ اپنے نور کو پھیلا کر رہیگا۔ گو کافروں کو بُرا ہی کیوں نہ لگے +

اس نئے پیغام کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور اسکی فتح ایک یقینی امر ہے۔ مغربی دنیا مادہ پرستی اور تعصب میں گرفتار رہے لیکن نورِ الٰہی انگلستان کو بھی منور کر رہا ہے۔ ریل گاڑی میں ووکنگ سے گذرتے ہوئے ایک مسافر کی نظر مسجد پر پڑتی ہے۔ جس پر بہت سے حملے ہوتے رہتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ سچائی غالب آرہی ہے +

ایڈورن جانسن اپنی کتاب عیسائیت کے عروج میں لکھتے ہیں میں نہایت دلچسپی سے سرزمین انگلستان کی مسجد کو دیکھ رہا ہوں۔ ہمارے مسلم دوست گو ہم سے کچھ سیکھنے کی خواہش کریں لیکن در اصل ہمیں ان سے زمانہ وسطیٰ کی ان روایات کو سیکھنا چاہئیے۔ جن کے وہ عالم ہیں۔ وہ ایک سچے اور نہایت عظیم الشان مذہب کے پیرو ہیں جس کی بنیاد مضبوط فلسفہ پر ہے۔ قرآن کریم نے ہماری موجودہ کامیابی کا راز یہی بتایا ہے کہ ہم دشمنوں کو بھی دوستوں میں تبدیل کردیں۔ اور جو شخص اسلام قبول کرنے کی جرأت کرتا ہے وہ مذہبی نکتۂ نگاہ سے دشمنوں پر اثر ڈالتا ہے۔ اور انہیں مطالعہ اسلام کیلئے آمادہ کرتا ہے ضرور ایکدن ایسا آئیگا کہ وہ بیدار ہو جائیں گے۔ اور دنیا کا مذہب اسلام ہوگا۔ مغرب میں نیا دور شروع ہوگیا ہے۔ ہم سب کو اپنا فرض بجا لانا چاہئیے۔ اختلاف اور عناد کی بجائے ہمیں خداوند تعالےٰ کے پیغام کو لے کر امن و اخوت دنیا میں قائم کرنی چاہئیے +

غزوات نبوی

(نمبر ۵)

از جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔ اے مسلم مشنری)

پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ یہود اسلام کے تنزل کی بجد کوشش کر رہے تھے۔ جواب روز افزوں ترقی پر تھا۔ بنی ناظر کی جلاوطنی سے ایک اور وجہ مخاصمت پیدا ہوگئی۔ اس قبیلہ کے چند ایک سردار قریش مکہ کے پاس اس مشورہ کیلئے گئے کہ مسلمانوں پر ملکر کس طرح حملہ کیا جائے۔ اسکے بعد یہود بنی غطفان کے قبیلہ کو بھی جنگ پر آمادہ کر لیا۔ مکہ کے بت پرست تو پہلے ہی مسلمانوں کی تباہی کے درپے تھے بنو سلیم قریش کے ساتھ تھے۔ اور ان کو ہر طرح مدد دینے کیلئے رضامند تھے۔ الغرض تمام عرب اسلام کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چوبیس ہزار کا ایک زبردست لشکر مدینہ پر چڑھ آیا۔ فوج تین دستوں میں تقسیم ہوئی۔ غطفان عنیت بن حسن کے ماتحت تھے طلحہ بنو اسد کا سردار مقرر ہوا اور قریش ابوسفیان کے زیر کمان تھے۔ جو تمام فوج کا سپہ سالار تھا۔ راستہ میں اس فوج کی کوئی مزاحمت نہیں کی اسلئے اس نے مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔ جب اس حملہ کی خبر نبی کریم صلعم کو ملی تو آپ نے فوراً ایک مجلس منعقد کی تاکہ حفاظت کیلئے مشورہ کیا جائے۔ دشمن کی طاقت یقیناً بہت زیادہ تھی۔ ایک مٹھی بھر مسلمان ان کا کھلے میدان میں مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ سلئے سلمان نے یہ صلاح دی۔ کہ شہر مدینہ کو اندر سے مستحکم کیا جائے۔ اور اس کے گرد ایک خندق کھودی جائے۔ اس پر فوراً ہی عمل کیا گیا۔ بچوں اور عورتوں کو محفوظ گھروں میں بھیج دیا گیا۔ اور تین ہزار مسلمان مقابلے کیلئے تیار ہوگئے۔ خندق نہایت سرعت کے ساتھ کھودی گئی نبی کریم صلعم خود اس کے کھودنے میں شامل تھے یہود کا ایک مشہور قبیلہ بنو قریضہ

جو ابھی تک غیر جانبدار تھا۔ لیکن بنی ناظر انہیں مجبور کر رہے تھے کہ وہ معاہدہ کو توڑ کر اسلام کے خلاف ہو جائیں پہلے تو وہ کچھ تامل کرتے رہے لیکن آخر انہوں نے اسلام کے خلاف علم بلند کر دیا۔ نبی اکرم صلعم نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو اس خبر کی تصدیق کیلئے روانہ کیا۔ جنہوں نے واپس آکر اسلئے صداقت کو ظاہر کیا۔ نبی کریم صلعم کے سفیروں نے بنو قریضہ سے درخواست کی کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہیں لیکن انہوں نے نہایت گستاخی سے جواب دیا۔ کہ محمد اور خدا کا رسول کون ہے کہ ہم اسکی اطاعت کریں۔ ہماری اس کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں اس آڑے وقت پر بنو قریضہ کی غداری اسلام کیلئے نہایت خطرناک معلوم ہوئی۔ اور دشمنان اسلام میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں بہت تشویش پیدا ہوئی۔ قرآن کریم انکی حالت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے +

اذ جاء وکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ۝ ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا ۝ ترجمہ۔ جس وقت کہ دشمن تم پر تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کیطرف سے بھی چڑھ آئے اور مارے خوف کے تمہاری آنکھیں پھری کی پھری رہ گئی تھیں۔ اور کلیجے مونہوں کو آ گئے تھے۔ اور خدا کی نسبت تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کی آزمائش کی گئی اور خوب جھڑ جھڑائے گئے +

یہود مدینے کے گرد و نواح سے خوب واقف تھے۔ اسلئے وہ شہر کے کمزور مقامات دشمن کو بتا کر انکی خوب مدد کر سکتے تھے مسلمانوں کا خطرہ منافقین کے گروہ سے اور بھی بڑھ گیا +

خندق کی وجہ سے دشمن مدینہ پر حملہ نہ کر سکے۔ انھوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ مسلمان اطاعت قبول کر لیں۔ ایک ماہ تک محاصرہ رہا مسلمانوں میں فاقہ کی نوبت پہنچ گئی۔ لیکن تمام نہایت بہادری سے خدا کی راہ میں ان مصائب کا مقابلہ کرتے رہے۔ دشمنوں نے خندق کو عبور کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن مسلمان ان حملوں کی مدافعت کرتے رہے۔ اس عرصہ میں دشمن کی فوج محاصرہ سے تنگ آگئی۔ رسد کم ہونے لگی۔ اور ان کے گھوڑے مرنے لگے۔ رات کے وقت ایک سخت طوفان چلا۔ جس سے خیمے اکھڑ گئے اور تمام روشنیاں بجھ گئیں بت پرستوں نے سمجھا کہ یہ خدا کا قہر نازل ہوا ہے اسلئے وہ پسپا ہوگئے اتنا زبردست لشکر جس سے اسلام ایک خطرہ میں تھا ہوا میں غائب ہوگیا۔ ابوسفیان اور اسکی تمام فوج بھاگ گئی۔ باقی ماندہ بنو قریضہ کے پاس پناہ گزین ہوگئے۔ نبی کریم صلعم نے ایک رات پہلے فرمادیا تھا کہ یہ فوج منتشر ہوجائیگی۔ صبح کے وقت مسلمانوں نے دشمن کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اور تمام خوشیاں مناتے ہوئے شہر میں آئے +

گو مسلمانوں کی یہ فتح ایک معجزہ تھی لیکن ابھی بنو قریضہ کا خطرہ باقی تھا۔ انھوں نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ کر غداری کی۔ اب نبی کریم صلعم کا اعتماد جاتا رہا مسلمانوں نے اس سے پہلے کہ وہ پھر اپنی منصوبہ بازی شروع کریں۔ انکے قلعہ پر حملہ کردیا پچیس دن کے محاصرہ کے بعد بنو قریضہ نے سعد بن معاذ کی شرائط پر اطاعت قبول کر لی سعد بن معاذ نے یہ شرط پیش کی۔ کہ تمام لڑائی کرنیوالے آدمی ہلاک کردیئے جائیں۔ اور تمام عورتیں اور بچے معہ مال و اسباب مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں۔ چنانچہ اس پر عمل ہوا صحیح احادیث کے مطابق چارسو آدمی

ہلاک کئے گئے۔ ان میں ایک عورت بھی شامل تھی۔ کیونکہ اس نے ایک بھاری پتھر لڑکا کر ایک مسلمان سپاہی کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس عورت نے نہایت بہادری سے اپنی جان دی۔ اسے معلوم تھا۔ کہ اس کے خلاف قتل کا حکم صادر ہو چکا ہے لیکن اُسے مُطلق گھبراہٹ نہ تھی۔ اس کے سامنے آدمی ہلاک ہو رہے تھے لیکن وہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ آخر اسے بُلایا گیا وہ نہایت سکُون سے اُٹھی حضرت عائشہؓ نے پُوچھا تم کہاں چلی ہو۔ اس نے جواب میں کہا میں نے ایک جرم کیا ہے۔ اور اس کے عوض قتل کی جاؤنگی۔ دُشمنان اسلام نے اس حکم کی سختی کی نسبت بہت مبالغہ سے لکھا ہے۔ بیشک یہ حکم سخت ہے لیکن اس کے مقابلہ پر ہمیں بنی قریظہ کے جرموں کی طرف دیکھنا چاہئے۔ جو اُن سے سرزد ہوئے وہ کھلم کھلا دشمنی پر آمادہ ہو گئے۔ اور غداری اور عہد شکنی کی جس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ اسلام کی بربادی کے درپے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے تو کمال بیرحمی سے مسلمانوں کو قتل کر ڈالتے۔ اگر وہ سعد کے فیصلہ کے بغیر بھی قتل کئے جاتے تو اس زمانے کے رواج جنگ کے مطابق صحیح تھا۔ موجودہ زمانہ میں جنرل ڈائر امرتسر کے چھ سو پُرامن لوگوں کو جنمیں کمسن بچے بھی شامل ہیں صرف امن قائم رکھنے کیلئے ہلاک کر ڈالتا ہے تو ہمیں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بنو قریظہ کو باوجود نبی کریمؐ سے جنگ کرنے کے کیوں نہ مار دیا جاتا۔ انھوں نے خود اپنی تباہی کا سامان کیا۔ انہی کی منشاء سے فیصلہ کیلئے سعد مقرر ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ اس کا فیصلہ پُرانے عہدنامے کے خلاف نہیں۔ اور اسی لئے وہ اس فیصلہ پر چون وچرا نہ کر سکے +

اسلامی اور عیسائی تہذیب

(از قلم مسٹر آر۔ لسان)

مذہب ان اصولوں کا نام ہے جو انسانی زندگی کی ہدایت کے لئے قوانین کی شکل میں ایک بلند تر ہستی کی طرف سے مانے جاتے ہیں جس پر ایک وحشی اور مہذب انسان کا یکساں ایمان ہوتا ہے۔ وہ بلند تر ہستی خواہ ایک رُوح ہو یا ایک بُت یا اُسے خدائے وحدہٗ لاشریک سے تعبیر کیا جائے جسقدر انسان کا معبود بلند ہوگا۔ اسی تناسب سے مذہب ہم میں اخلاقی ذمہ داری کا احساس اور ان اوصاف حمیدہ کو پیدا کریگا جسے عام طور پر تہذیب کہا جاتا ہے جسمیں خیرات۔ احسان۔ اخوت انسانی محبت۔ پاکیزگی۔ رحم۔ علم شامل ہیں +

اسلام اور عیسائیت ہی دنیا کے دو بڑے الہامی مذہب ہیں ذرا ان دونوں مذاہب کا مقابلہ کر کے دیکھو کہ کہاں تک انہوں نے اپنے رسولوں کے مشن کو پورا کیا۔ اور کس حد تک انہوں نے جہالت گناہ اور ظلم کی بجائے علم و ہنر سچائی اور عدل و ترقی کو دنیا میں پھیلایا ہے۔ نبی کریم صلعم کے نازل ہونے پر قبائل عرب سخت جہالت کی تاریکی میں تھے وہ جانوروں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اور انہوں نے ۳۶۰ بت مکہ میں رکھ لئے تھے۔ انسانی قربانی کا بھی رواج تھا۔ اور لڑکیاں زندہ دفن کر دیجاتی تھیں۔ لوگوں کی اخلاقی حالت نہایت پست تھی۔ غلام ابتر حالت میں تھے۔ اور شراب خوری کی کوئی حد نہ تھی۔ یہودی اور عیسائی مذہب عرب کی بُت پرستی کو دور نہ کر سکے۔ جس کا اعتراف سر ولیم میور نے بھی کیا ہے۔ لیکن نبی کریم صلعم کی زندگی میں اور ایک نسل

کے دوران میں عرب کی رسومات اور مذہب میں ایک تغیر واقع ہوا۔ بتوں اور دیوتاؤں کی
مورتوں کو توڑ دیا گیا۔ انسانی قربانی اور لڑکیوں کے قتل کی ممانعت
کر دی گئی۔ لوگوں کی اخلاقی حالت بدرجہا بہتر ہو گئی۔ غلامی اخوت میں
تبدیل ہو گئی۔ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت ہونے لگی۔ اور سب
عرب میں وحدانیت چھا گئی۔ الغرض ایک انسانی زندگی کے دوران میں
عرب جہالت سے نکلکر مہذب ہو گیا۔ اور ایک خدا کی پرستش ہونے لگی۔ اب
عیسائیت کی طرف دیکھیں حضرت مسیح کی تعلیم تو اعلےٰ درجہ کی تھی۔ اور تمام
مسلمان آپ کی عزت کرتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ آپ کے پیروں نے
کہاں تک آپ کی تعلیم پر عمل کیا ہے۔ پہلے پہل عیسائیت صرف ایک یہودی
فرقے تک ہی محدود تھی جنہیں ناصری کہتے تھے کچھ عرصہ بعد انیٹاک میں
انہیں مضحکہ کے رنگ میں کرسچنز کہنے لگے۔ پہلے یہ مذہب رومن لوگوں میں
پھیلا۔ اسلام کی طرح یہ بھی مشنری مذہب تھا۔ لیکن نبی کریم صلعم رسول
بھی تھے اور حکمران بھی۔ اسلئے عیسائیت کو ہم اس زمانے سے تہذیب
اور اصلاح کا زمانہ میں ایک جزو خیال کرینگے۔ جب انہیں دنیاوی طاقت
پیدا ہو گئی۔ اوائل میں ہی پطرس اور پولوس میں نااتفاقی ہو گئی۔ اور
جب کانسٹنٹائن کے عہد میں عیسائیت کو شاہی مذہب قرار دیا گیا
تو ہمیں یہی نظر آتا ہے۔ کہ اسی وقت سے اصلی اور قدیم مذہب کے بجائے
پیتھاگورس اور افلاطون کا یونانی فلسفہ مروّج ہو گیا۔ وحدانیت کی جگہ
تثلیث پرستی اور مذہبی تعصب بڑھ گیا۔ سکندریہ کے کتبخانے کو جلانے
کا جھوٹا الزام جو حضرت عمرؓ پر لگایا جاتا تھا۔ اب بڑے بڑے علما اس
امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اس تعلیمی مرکز کو عیسائیوں نے ہی جلایا تھا
سلطنت روم کو علم اور تہذیب و تمدن کو عیسائیت نے صفحہ ہستی
سے مٹا کر اسکی جگہ جہالت اور توہم پرستی کو دنیا میں قائم کیا اور یورپ پر

تاریکی کا زمانہ چھا گیا۔ اسمیں ذرہ بھی مبالغہ نہیں۔ اس امر کا ثبوت مندرجہ ذیل کتابوں سے مل سکتا ہے۔

(Milmans Latin Christianity) (Leckys history of European Morals) (Gibbons decline and fall of Roman Empire)

ان تصانیف میں عیسائیوں کا صحیح نقشہ موجود ہے کہ کس طرح انہوں نے حضرت مسیح کی تعلیم کو بدل دیا۔ اور سلطنت روم کی ہزار سالہ تعلیمی ترقی و تمدن کو تباہ کر کے بدکاریوں اور قبیح رسومات کی بنیاد ڈالی۔ کلیسیا اور عوام میں اخلاق کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جہالت توہم پرستی ظلم و بدکاری پھیلی ہوئی تھی۔ اور ایک ہزار سال کیلئے تہذیب دنیا سے معدوم ہو گئی۔ اسلام کے عروج پر خلفا کے عہد حکومت میں علم پھیلانے کا احساس ہوا اور انہوں نے علم و فنون سائنس اور فلسفہ کی ترقی میں کوشش کی فارس اور مصر کی فتوحات سے مسلمان ان ممالک کے علم و فنون سے متاثر ہوئے۔ خلفا نے یونیورسٹیاں قائم کیں کالج بنائے۔ اور علم کو فروغ دیا۔ جہاں جہاں مسلمانوں کی سلطنت قائم ہوئی وہاں علم و ہنر کو بھی ترقی ہوئی۔ کابل۔ بلخ۔ بخارا۔ سمرقند۔ بغداد علم کے مرکز بن گئے مشہور تصانیف کے ترجمے عربی زبان میں کئے گئے ریاضی۔ انجنیرنگ۔ علم ہیئت۔ طب۔ سرجری۔ فلسفہ۔ زراعت۔ قانون سب علوم اسلامی سلطنت میں پڑھائے جاتے تھے سپین میں بھی اسلامی فتح کے بعد ہی ترقی ہوئی۔ غرناطہ اور قرطبہ محلات۔ کتب خانوں۔ دارالمشاہدات سے مزین اور نہایت ہی پر رونق اور خوبصورت شہر بن گئے۔ عربوں کے چلے جانے پر یہ سب کھنڈرات ہو گئے۔

گیبر۔ آرسینا۔ ایوروز۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور جامی اس زمانہ کے علماء میں سے تھے۔ ہمارے الفاظ جبر مقابلہ۔ امیرالبحر۔ کیمیسٹری۔ کیمیا ظاہر

کرتے ہیں کہ یورپ کہاں تک مسلمانوں کے زیرِ احسان ہے چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے "ہم یہاں یہ لکھنا نہیں چاہتے - کہ اسلام سے بنی نوع انسان کو کہاں تک فائدہ پہنچا - یا یورپ کے علوم و فنون میں اس کا کیا حصہ ہے - صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے - کہ مسلمان ۹ سن عیسوی سے ۱۳ سنہ عیسوی تک یورپ کی وحشی اقوام کے اُستاد رہے - یورپ کی علمی ترقی کی تواریخ جو ڈریپر (Draper) نے لکھی اس سے ظاہر ہے - کہ سپین میں مسلمانوں نے علم و ادب تمدن و سائنس میں بہت ترقی کر لی تھی اور قرطبہ میں ہزاروں طالب علم فلسفہ - تاریخ - جغرافیہ - زباندانی - صرف نحو - طب پڑھتے تھے - نبی کریم صلعم نے فرمایا - چار چیزیں دنیا کو سنبھالے ہوئے ہیں علما کا علم - مدبروں کا عدل نیکوں کی عبادت اور بہادروں کی شجاعت کانسٹانٹائن کے عہد میں جب عیسائیت کو شاہی مذہب قرار دیا تو اس مذہب سے جو لوگ اختلاف رکھتے تھے انہیں تباہ کر دیا گیا عیسائیت کے دوسرے فرقوں کے گرجا بند کر دیئے گئے - ان امور کا ذکر ہم بعد میں کرینگے - فی الحال تو ہم علم و سائنس کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں سلطنت روم میں تعلیم کا نہایت اعلےٰ انتظام تھا - تمام یورپ میں پرائمری سکول پھیلے ہوئے تھے غلام اور آزاد سب لکھ پڑھ سکتے تھے سیکنڈری سکول بھی فراخ دلی سے تعلیم دیتے تھے - ان کے اخراجات کی کفیل میونسپلٹی ہوا کرتی تھی - روم اور قسطنطنیہ میں یونیورسٹیاں قائم تھیں جہاں طالبعلموں کو مفت تعلیم دی جاتی تھی - شاہان وقت اپنے خزانے سے یونیورسٹیوں اور معلموں کی امداد کرتے تھے لیکن عیسائیت کے آنے سے کلیسیا کے ارکین نے دنیاوی تعلیم کی سخت مخالفت شروع کر دی گال اور گاتھک اقوام کے حملوں نے سکولوں کو تباہ کر دیا - اور کوئی نئے سکول قائم نہ ہوئے سینٹ آگسٹائن نے افلاطون اور اس کے پیرؤں کی

مذمت کی۔ اور طبعیات اور علم ہیئت کے بہت سے مسائل کو محض تضیع اوقات کہا مسٹر لیکی (Mr. Leckey) کے اس قول میں کوئی شبہ نہیں کہ کیتھولک عروج کا زمانہ انسانی ترقی کی تواریخ میں نہایت ہی افسوسناک ہے۔+ مصر میں اسکندریہ سلطنت روم کا علمی مرکز تھا۔ وہاں پانچ سن عیسوی تک ریاضی علم ہیئت اور سائنس کی تعلیم دیجاتی تھی لیکن اس عرصہ کے بعد عیسائی راہبوں نے سکولوں کا محاصرہ کرکے ہائیپیٹیا (Hypatia) کو نہایت ایذا رسانی سے مار ڈالا۔ اور برسوں کی تعلیم اور درسگاہوں کو برباد کردیا۔ پھر مذہبی تعصب سے وہ کشت وخون کا سلسلہ شروع ہوا کہ تہذیب عنقا کی طرح دنیا سے غائب ہوگئی۔ راہب لوگوں میں سے چنے ہوئے اشخاص تھے۔ اور انہیں خانقاہوں میں علوم وفنون کو فروغ دینے میں بہت فرصت میسر تھی لیکن ان کی توجہ اسکے متعلق نہ ہوئی۔ کتب خانوں میں بھی تصانیف کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ ناویں میں ۷۰۰ کتب موجود تھیں۔ دوسری طرف اسکندریہ میں ۷۰۰۰۰۰ تصانیف کا مجموعہ تھا۔ اور موروں کی سپین میں ستر پبلک لائبریریاں تھیں ایک شاہی لائبریری تھی جسمیں ۶۰۰۰۰۰ تصانیف کا مجموعہ تھا۔ ایام وسطیٰ کے بہت سے پادری لکھ پڑھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ۱۲ سنہ عیسوی میں چند ایک معقول لوگ پیدا ہوئے جنکے خلاف کلیسیا نے آواز بلند کی۔ کیونکہ یہ نئی تحریک کے حامی تھے +

(Roscelen) (Arnold) (Abelard)

چند ایک شخص ہیں جنہیں کلیسیا کے ظلم سہنے پڑے۔ آرنلڈ (Arnold) کو اسکی تعلیم کی بنا پر جلا دیا گیا۔ روجر بیکن (Roger Bacon) کو چودہ برس تک زندان میں رکھا گیا۔ کیونکہ وہ سائنس کی تعلیم دیتا تھا سینٹ آگسٹائن اور کلیسیا کے رکن تحت الارض (Antipodas)

کے قائل نہ تھے سینٹ سٹیفن کے راہبوں نے کلمبس سے کہا۔ کہ امریکہ کرہ ارضی پر کوئی براعظم نہیں ۱۳۲۷ء عیسوی میں کلیسیا نے (Cecco d' Ascoli) ایک مشہور ہیئت دان کو جلا دیا۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا کی حالت بھی بہتر نہ تھی۔ لوتھر کوپرنیکس (Copernicus) کے متعلق کہا کہ یہ بیوقوف کل علم ہیئت کو ہی بدلنا چاہتا ہے۔ انجیل مقدس میں جوشوا آئے تو سورج کو ساکت ہونے کے لئے کہا نہ کہ زمین کو۔ ٹیلسکوپ (Telescope) کی ایجاد کے بہت عرصہ بعد بھی وٹنبرگ اور دیگر یونیورسٹیوں نے پروٹسٹنٹ اراکین نے پروفیسروں کو اسکے مشاہدات بیان کرنے سے روک دیا۔ کیتھولک یونیورسٹیوں میں تو پروفیسروں نے پرانی تعلیم دینے کیلئے حلف لیا جاتا تھا۔ سکندر سوئم (Alexander III) نے ۱۱۶۳ء میں پادریوں کو ہی جنہیں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملتا تھا علم طبعیات پڑھنے سے روک دیا۔

(Cardinal Ximenes) نے سپین میں عربوں کی تمام کتابوں کو جو طب۔ تواریخ اور زراعت سے تعلق رکھتی تھیں اسلئے جلا دیا۔ کہ یہ سب قرآن ہیں۔ یہ ایسا تعلیمی صدمہ تھا۔ جس کا اثر ابھی تک سپین پر ہے۔ کلیسیا نے زمین موسم کی تبدیلی اور معدنیات کا تعلق جادو سے بتایا۔ اس تعلیم نے صنعت و حرفت اور سائنس کو تباہ کر دیا۔

سینٹ تھامس اکوئناس (St. Thomas Aquinas) کہتا ہے یہ مذہب کے عقائد میں سے ہے کہ جن بھوت ہوا۔ طوفان بارش اور آگ آسمان سے پیدا کر سکتے ہیں"۔ ۱۷۵۲ء میں جب فرینکلن نے برقی طاقت کے متعلق تجربے کرکے چند ایک جن بھوتوں کو نیچے گرایا تو اس وقت بھی کلیسیا نے اسکی سخت مخالفت کی۔ جہازرانی کی طرف توجہ کم ہوگئی۔ کیونکہ کمپاس کو شیطانی ایجاد کہا جاتا تھا۔

الغرض علم و ہنر کی ترقی اور سائنس کے ہر شعبہ میں کلیسیا حائل ہو گیا جس سے دنیا بہت دیر تک شاہراہ تہذیب و ترقی پر گامزن نہ ہو سکی +

(باقی آیندہ)

اسلام میں خدا کا مفہوم

نمبر ۱

(از قلم مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال صاحب)

قل من رب السموات والارض ۔ قل اللہ قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعاً ولا ضرا ط قل ھل یستوی الاعمی والبصیر ام ھل تستوی الظلمت والنور ۔ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شئ وھو الواحد القھار ۔ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا ۔ ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ ۔ کذلک یضرب اللہ الحق والباطل فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب اللہ الامثال + **ترجمہ** پوچھو کہ آسمان اور زمین کا پروردگار کون ہے ۔ کہو اللہ پھر کہو کیا تم اس سے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے ذاتی نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں ۔ کہو کہیں بھلا اندھا اور آنکھوں والا بھی برابر ہو سکتا ہے ۔ اور کہیں اندھیرا اور اُجالا برابر ہو سکتا ہے یا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک ٹھیرا رکھے ہیں کہ اسی کی سی مخلوق انہوں نے بھی پیدا کر رکھی ہے ۔ اور اب ان کو مخلوقات کے بارے میں شبہ واقع ہو گیا ہے ۔ کہو اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے ۔ وہ اکیلا سب پر غالب ہے اُسی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اپنی قدر کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر جھاگ جو

اوپر آگیا اُسے پانی کی رَو بہالے گئی۔ اور یہ جو لوگ زیور یا دوسرے سازوسامان کیلئے دھاتوں کو آگ میں تپاتے ہیں۔ اسمیں بھی اسطرح کا کھوٹ ملا ہوتا ہے یوں اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے سو صرف جھاگ تو رائیگاں جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کے کام آتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔ اللہ اس طرح مثالیں بیان فرماتا ہے +

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ پر صرف ایمان لانا ہی کافی ہے۔ اور اس امر کی چنداں پرواہ نہیں کہ کس طریق سے اسکی عبادت کی جائے۔ اور کن عقائد کو اس ذات کے متعلق دل میں جگہ دیجائے۔ جو لوگ اپنے تئیں روشن دماغ تصور کرتے ہیں میں نے انکو اکثر یہ کہتے سُنا ہے کہ بُت پرستی کو بُرا نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جنہیں ہم بُت پرست کہتے ہیں۔ وہ بھی اپنے عقائد کے مطابق کسی نہ کسی واحد خدا کو مانتے ہیں۔ اور اپنے دوسرے دیوتاؤں کو محض وسیلہ یا تشفیع شمار کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہمیں نہایت تنگدل سمجھتے ہیں۔ جب ہم حضرت مسیح فرشتوں اور کلیسیا کے ولیوں کی پرستش کو مذموم خیال کرتے ہیں۔ انکی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ خدا تو ایک ہے۔ اور وہی رب العٰلمین اور پرستش کے لائق ہے۔ تو پھر کیا مضائقہ ہے۔ کہ جس طرح لوگ چاہیں عبادت کرلیں۔ خدا انکی کم فہمی اور غلطیوں کو معاف کردیگا۔ لیکن کیا ایک اندھا آنکھ والے کے برابر ہے۔ اور کیا اندھیرے اور اُجالے میں کوئی فرق نہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا کو اس دنیا کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اسکی بادشاہت تو دوسری دنیا میں ہے لیکن قرآن کریم یہ صاف طور پر بتلاتا ہے کہ خدا ہی آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور اللہ کا مقصد اس دنیا اور آخرت میں انصاف پر مبنی ہے۔ اور انسان کی غرض یہی ہونی چاہیئے کہ اس پاک مقصد کو ایک ذی شعور ہستی کی طرح دنیا میں کامیاب بنانے کی کوشش کرتا رہے انسان خدا کا خلیفہ ہے۔ اسمیں قوت فیصلہ اور اپنی ذمہ واری کا احساس ضروری ہے اس دنیا میں خداوند تعالیٰ کی خدمت سے انسان عقبیٰ میں جنت کا وارث ہوسکتا ہے اور اسکے طریق زندگی سے خداوند کریم پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کا تعلق تو محض اسکی

اپنی ذات سے ہے ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہٖ واللّٰہ غنی عن العالمین ترجمہ جو کوئی کوشش کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے لوگوں سے بے پرواہ ہے انسان کس طرح خداوند تعالےٰ کا ذی شعور خلیفہ بن سکتا ہے۔ جب اسے یہی علم نہیں کہ وہ خدا اس دنیا کا حاکم ہے۔ اور وہ کس طریق سے خدا کے مقصد کو پورا کر سکتا ہے جب وہ اس مقصد سے ہی نا آشنا ہے۔ کیا وہ خدا کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں جنہوں نے خدا کی پیدا کردہ اشیأ کی طرح کچھ بنایا ہے کہ وہ دونوں چیزوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کے اس شرک کیلئے کچھ بہانا ہو جاتا لیکن ایک عقلمند انسان کیلئے یہ ناممکن ہے کہ وہ خدا کی مخلوقات اور دستِ انسانی کی بنی ہوئی چیزوں میں فرق نہ کر سکے مختلف مظاہر قدرت بھی خدا کی مخلوقات کا ایک عنصر ہیں انکی پرستش کرنا بھی خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے کیونکہ یہ تمام مظاہر قدرت تو اس کے عظیم الشان مقصد کا ایک جزو ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو انسان کو خدا کے رتبہ تک پہنچا تے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق بدی کی طاقتوں نے انسانوں پر اسقدر غلبہ پا لیا تھا کہ خداوند تعالیٰ کو گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو دنیا میں بھیجنا پڑا۔ خدا کے ایک نبی نے استعارتاً اپنے آپ کو اور تمام نیک بندوں کو خدا کا بیٹا کہا۔ یہ ایک شاعرانہ خیال تھا لیکن لوگ اس سے گمراہ ہو گئے۔ خدا کی نسبت یہ باطل عقائد رکھتے ہوئے وہ لوگ کس طرح خدا کی خدمت کر سکتے ہیں جنہوں نے خدا کے مقصد کو یہیں تک محدود سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ آخرت میں ایک جماعت کو منتخب کر کے کامیاب بنا دیگا۔ وہ کس طرح بنی نوع انسان کی ترقی میں کوشاں ہو سکتا ہے جو اس دنیا میں خداوند تعالیٰ کا اصلی مقصد ہے۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اندھا کر لیا ہے۔ اور یہ کس طرح ان کے برابر ہو سکتے ہیں جو بینا ہیں نہ تم خدا کے خلیفہ ہو اور نہ میں ہی خدا کا خلیفہ ہوں۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان مجموعی حالت میں خدا کے خلیفہ ہیں۔ یہ قرآن کا ایک معجزہ ہے کہ وہ کسی خاص قوم یا جماعت کو اپنا مورد فضل و احسان نہیں ٹھیراتا۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان اس کے فیض رحمت سے متمتع ہو سکتے ہیں آیت ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ ترجمہ۔ تمہارا

پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا صرف ایک جی کے پیدا کرنے اور زندہ کرنے کی طرح ہے
میں نہایت ہی پر معنی اور انسانی علم سے بالاتر ہے۔ - - - ہمارا دماغ اسے
پوری طرح سمجھنے سے قاصر ہے۔ لیکن اسکی گونج دماغ میں ہمیشہ موجود رہتی ہے۔
میں نے اس آیت کی کوئی بھی تسلی بخش تفسیر نہیں پڑھی - یہ الفاظ ایک معمہ
ہیں - کیونکہ کوئی انسان نہیں جانتا - کہ آخرت میں کیا ہوگا - ہر ایک انسان
اپنا فرض ادا کرنے کے بعد رُوح کا تعلق خدا سے قائم کر سکتا ہے - اور اسی
راستہ سے بہشت میں جا سکتا ہے - اسلئے ایک رُوح کی شکل میں اُٹھائے جانے
سے مختلف انسانوں کی ہستی تو برقرار رہیگی - تمہارے خیال میں اس سے کیا
مراد ہے؟ میں نے تو اس سے یہی سمجھا ہے کہ آخرت میں خدا کے تعلقات کی نسبت
ہم سے الگ الگ سوال نہیں ہوگا - بلکہ تمام بنی نوع انسان بحیثیت مجموعی مقصد
خداوندی کے متعلق پوچھے جائیں گے - ویل ہے اس دن ان لوگوں پر جو ظلم
کرتے ہیں - اور مخلوق خدا کو خود غرضی کے خیال سے غلام بنانے کیلئے فتح کرتے
ہیں - مثال کے طور پر ہمیں سمجھایا ہے - کہ اس دن بغیر سینگ کے جانور سینگ والے
جانوروں سے بدلہ لیں گے - اور کمزور نحیف طاقتوروں کے خلاف فریاد رسی ہوگی -

دنیا سے ظلم و فساد معدوم ہو جائے اگر لوگوں کا ایمان ہو کہ انہوں نے
ایکدن آسمانوں اور زمین کے بادشاہ کے حضور میں جانا ہے - انہوں نے
ایکدن آسمانوں اور زمین کے بادشاہ کے حضور میں اور اس دن ان کا حساب
بحیثیت ایک انگریز - فرانسیسی - ہندوستانی یا مصری کے نہیں ہوگا - بلکہ
ہر ایک آدمی نسل انسانی کا ایک ممبر سمجھا جائیگا - بنی نوع انسان کی ترقی کے لئے
ہی انسان کو خدا کا خلیفہ کہا ہے - آسمان سے بارش کا آنا اس ہدایت سے
مراد ہے جو خداوند تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں ہر ایک ملک پر نازل فرمائی - انسانی
کوششوں اور فہم کی حدود کو وادیاں کہا ہے جو مذہب کے پانی سے سیراب
ہوتی ہیں - دریا کی رو جھاگ کو بہالے جاتی ہے - جھاگ سے خیالات فاسدہ

اور عقائد باطلہ مُراد ہیں۔ ایک خاص وقت کیلئے آسمانی بارش بند ہو جاتی ہے لیکن اسکے بعد پہاڑوں پر ابر رحمت چھا جاتا ہے! اور وادیاں پانی سے بھر جاتی ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک خاص عرصہ تک ایک قوم برکت الہام سے متمتع نہ ہو۔ لیکن ضرور بارش الہامی ان پر نازل ہوکر انہیں سیراب کریگی۔ خداوند تعالیٰ ان ہی قوانین سے تمام انسانوں کی ربوبیت کرتا ہے۔ انسان کی بڑی بڑی یادگاریں اسکی عظیم الشان سلطنتیں اور عقائد خداوند کے نزدیک جھاگ کی مانند صغیر اور کم ظرف چیزیں ہیں جو کچھ دیر کے لئے سطح پر آجاتی ہے۔ اور پھر اس کا نشان تک نہیں ملتا۔ اور جو چیزیں زیورات یا اوزار بنانے کے لئے آگ میں پگھلائی جاتی ہیں۔ ان پر بھی میل اور فضلہ آجاتا ہے خداوند تعالیٰ دُنیاوی جاہ وجلال کو ان ادنےٰ چیزوں سے مشابہت دیتا ہے قرآن کریم نے کس خوبی سے تمام انسانی تاریخ کو ان مثالوں سے روشن کیا ہے تیرہ سو برس پیشتر ایک اُمّی عرب کے اس فہم وفراست کو کن وجوہات پر محمول کر سکتے ہو سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی طرف سے ملہم ہو۔ نبی کریم صلعم سے پہلے عرب باندانی اور شاعری میں شہرہ آفاق تھے لیکن ایسے بلند خیالات کہیں بھی ان کے اشعار میں نہیں ملتے۔ اور کسی علم ادب نے بنی نوع انسان کے متعلق خداوند تعالیٰ کے اس وسیع مقصد کو بیان نہیں کیا۔ دنیا ہمیشہ سے ایک کٹھالی میں ہے بعض اوقات یہ مادہ اُبل پڑتا ہے۔ مختلف اجزا ایکدوسرے سے ملجاتے ہیں فضلہ سطح پر آجاتا ہے۔ اور کچھ دیر ٹھیر کر غائب ہو جاتا ہے ہم اس کرۂ ارضی کے آغاز سے ہی ایکدوسرے پر اثر ڈالتے رہے ہیں لیکن اُنہی افعال کا کچھ دائمی اثر رہتا ہے جن کا مقصد بنی نوع انسان کی ترقی اور اخوت انسانی کا قائم کرنا ہوتا ہے۔

غور کریں کہ کس طرح مشرق ومغرب ایکدوسرے پر اثر ڈالتے رہے ہیں۔

سلطنت روما نے ایشیا کا ایک بڑا حصہ فتح کر لیا۔ اور ایشیا نے سلطنت روما پر غلبہ حاصل کیا۔ لیکن یہ غلبہ مذہب سے ہوا نہ کہ تیغ سے عیسائیت کی بنیاد مشرق سے ہوئی۔ اور حضرت مسیح ایک مشرقی درویش تھے۔ کچھ عرصہ بعد یورپ نے عیسائیت میں بہت سی میل کچیل شامل کر کے اس کے اصلی چہرہ کو بدنما کر دیا۔ اور مشرق میں اس نئے مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ محمد صلے علیہ وسلم کی تشریف آوری پر مسلمانوں نے اس غلاظت کو دور کیا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ اسلام نے بہت سی توہم پرستیوں اور عقائد باطلہ کا قلع قمع کر دیا جو عیسائی ممالک میں پہلے سے رائج تھیں۔ اب اسلام نصف دنیا کا مذہب ہو گیا۔ یورپ بھی اسلام کے اثر سے نہ بچ سکا۔ سپینش یونیورسٹیوں اور صلیبی جنگوں کے سلسلہ میں شام اور مصر کے مسلمانوں سے تعلقات کے سبب یورپ میں موجودہ تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑی۔ اسلامی سلطنتوں میں زوال شروع ہوا۔ اور یورپ پھر طاقتور ہو گیا۔ اور اس نے نہایت ظلم و تعدی سے مشرق میں فتوحات شروع کیں۔ اگر آپ اُن مظالم کی داستان پڑھنا چاہتے ہو تو اہل پرتگال کی اوائل ہندوستانی مہم کے حالات مطالعہ کریں۔ اہل پُرتگال کے بعد ڈچ لوگ آئے اور آخر میں فرانسیسی اور انگریز بھی سرزمین ہندوستان پر آدھمکے ان اقوام نے ایکدوسرے کی رقابت کے سبب ملک کے باشندوں کے جان و مال اور حقوق کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ یہ ایک فصلہ تھا اور جلد ہی معدوم ہو گیا۔ بعض لوگ یہ سوال کرینگے۔ کہ یورپ کے عہد حکومت سے مشرق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ میں انہیں بروئے قرآن کریم بتاتا ہوں کہ ان کا یہ خیال غلط ہے جب یورپین لوگ یہاں آئے تو مشرق نفاق اور پراگندگی کی حالت میں تھا۔ اب یہ متفق ہے۔ پہلے اسکی نہ تو کوئی آو[ر]

آواز تھی اور نہ پبلک رائے لیکن اب یہ دونوں موجود ہیں پہلے مشرق ایک خواب کی حالت میں تھا۔ اب یہ بیدار ہے۔ لوگوں کی طبائع آجکل خود بخود غیر ملکی حکومت سے بیگانہ ہوئی ہیں۔ اور ہندوستان جو ایک برّاعظم سے کم نہیں اپنی شخصیت اور اپنے حقوق منوانا چاہتا ہے۔ یہ سب کچھ انگریزی اثرات کے نتائج ہیں۔ اور اسی ایک رُوح کیطرف توجہ ہے جس کے ہم سب مختلف اجزا ہیں آجکل ہم زمانۂ انقلاب میں ہیں تمام فضلہ سطح پر جمع ہو گیا ہے۔ اس سے ہمیں گمراہ نہیں ہونا چاہئیے اتفاق اور اخوت کی ایک رو اس سطحی فضلے کے نیچے چل رہی ہے۔ یورپ سرکردہ آجکل خود مختار بنے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں بنی نوع انسان کا کچھ خیال ہے۔ اور نہ اللہ اور روز قیامت کا کچھ خوف۔ وہ اپنے تئیں لارڈز تصوّر کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ جھاگ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ظاہرا واقعات کی تہ میں خداوند تعالیٰ کا مقصد کام کر رہا ہے کبھی پہلے انسانی اخوت کے قائم کرنے میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی پہلے کبھی مختلف اقوام و مذاہب کے لوگوں نے اسے اپنا نصب العین بنایا تھا۔ اب مشرق میں ترقی کے آثار نمایاں ہوئے ہیں اور یہ یورپ کے تاثرات کا نتیجہ ہے جس سے آخرکار یورپ پر بھی اثر پڑیگا۔ کیا اب بھی وہی ظلم اور بے انصافیوں کا سلسلہ جاری رہیگا۔ جب ہم سمجھ لینگے کہ تمام بنی نوع انسان ایک ہی رُوح سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو پھر ایک قوم دوسری قوم کے ظلم و تشدد سے بچ جائیگی۔ ہر وقت یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہئیے کہ انسانی زندگی بذات خود کوئی اعلےٰ چیز نہیں اسکی قدر و منزلت اسی وقت بڑھتی ہے جب اس کا تعلق بنی نوع انسان سے ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے علم و ہدایت کے بغیر یہ تعلق کبھی مکمل نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۲

اولم یر الانسان انا خلقنٰہ من نطفۃٍ فاذا ھو خصیمٌ مبین ۰ وضرب لنا مثلاً ونسی خلقہٗ قال من یحی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃٍ وھو بکل خلقٍ علیم ۰ الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارًا فاذا انتم منہ توقدون ۰ اولیس الذی خلق السمٰوٰت والارض بقٰدرٍ علیٰ ان یخلق مثلھم بلیٰ وھو الخلّٰق العلیم ۰ انما امرہٗ

اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ہ فسبحن الذی بیدہٖ ملکوت کل شیٔ
والیہ ترجعون (ترجمہ) کیا آدمی کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسکو نطفے سے پیدا کیا۔
با ایں ہمہ وہ کھلم کھلا جھگڑنے لگا۔ اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا۔ اور اپنی اصلیت
کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ کون ایسی قدرت رکھتا ہے کہ آدمی کی ہڈیاں گل کر خاک ہو گئی
ہوں۔ اور وہ ان کو جلا کھڑا کرے۔ کہو کہ جس نے ہڈیوں کو اوّل بار پیدا کیا تھا
انکو دوبارہ بھی جلا ئیگا! اور وہ سب پیدا کرنا جانتا ہے۔ وہی تو ہے کہ ہرے درختوں سے
تم لوگوں کیلئے آگ پیدا کرتا ہے پھر تم اس سے اور آگ سلگا لیتے ہو۔ اور کیا جس نے آسمان
اور زمین پیدا کئے وہ اسبات پر قادر نہیں کہ ان جیسے (آدمیوں کو دوبارہ) پیدا کرے
ہاں (ضرور قادر ہے) اور وہ بڑا پیدا کرنیوالا اور ماہر ہے۔ اسکی تو یہ شان ہے کہ جب وہ
کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس وہ اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو اور وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے
وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے اور تم اسی کیطرف لوٹائے جاؤ گے +

کیا قرآن کریم نازل ہونے کے بعد دنیا بدل گئی ہے۔ کیا اب بھی انسان اپنی پیدائش
کو نہیں بھولجاتا۔ اور اس کے متعلق سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہہ سکتا ہے ایک قدرتی عمل ہے
جس کا یہی مدعا ہے کہ عمل قوانین پر مبنی ہے جن کو نہ کسی انسان نے بنایا اور نہ انکو بدلنا اسکے احاطہ
قدرت میں ہے۔ اگر یہ قوانین خدا کی بادشاہت کو نہیں منواتے تو انسان کو انسان کو زیر باری
کا احساس ضرور کرا دیتے ہیں لیکن انسان یہی سمجھتا ہے کہ وہ اپنی چند روزہ زندگی میں دنیا پر حکومت
کرتا ہے وہ اپنی پیدائش کو بھولجاتا ہے جو اسے سراسر عجز و انکسار سکھاتی ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ انہیں
اپنے اعمال کے متعلق کوئی پرسش نہ ہوگی۔ اگر انہیں روز محشر کے متعلق کہا جائے تو وہ کفا
مکہ کی طرح جواب دیتے ہیں کہ ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون دوبارہ جلا سکتا ہے۔ اوائل میں
عرب کے باشندے حد درجہ کے توہم پرست تھے جو ہمیشہ کسی معجزہ کی تلاش میں رہتے تھے جو نبی کریم صلعم
کی نسبت کہتے یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ کیوں کوئی فرشتہ نازل
نازل نہ ہوا جو اسے ہدایت پھیلانے میں مدد دیتا۔ یہ لوگ ہمیشہ آپ سے معجزہ کیلئے کہا کرتے تھے! اور
انہیں آخرت پر ایمان نہ تھا وہ اس زندگی میں کچھ عمل کرتے چند ایک کلمات دہراتے اور بتوں کے سامنے سجدہ کرنے

سکتا کہ موت اور تکالیف سے بچے رہیں ہر ایک شخص کا اپنی ذات کے لئے یا اپنے قبیلہ کے متعلق یہ طرز عمل ہوا کرتا تھا۔ انکی پبلک سپرٹ صرف اپنے قبیلہ کے متعلق یہ طرز عمل ہوا تھا۔ انکی پبلک سپرٹ صرف اپنے قبیلہ تک ہی محدود تھی وہ روز محشر کا مضحکہ اڑاتے تھے۔ آجکل انگلستان میں بھی یہی حال ہے لوگ قوانین الٰہی سے مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ انکے طریق عمل سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آخرت پر انکا ایمان نہیں یہاں میری مراد دہریوں یا ایمان رکھنے والوں سے نہیں عمل سے اس کا تعلق ہے۔ انگلستان میں بہت سے لوگ جو اپنے تئیں دہریہ کہلاتے ہیں اپنی زندگی میں قانون الٰہی کے پابند ہیں۔ اور بہت سے ایماندار کہلانیوالے ان قوانین کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ خودغرض اور حریص لوگ کس طرح نفس پرستی کیلئے تعویذ گنڈوں اور رمالوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ انکی نظر صرف اپنی ذات تک ہی محدود رہتی ہے۔ اور کفار مکہ کیطرح سوائے اپنے قبیلہ کے انکو کسی سے ہمدردی نہیں ہوتی۔ ایک سچے مسلم کی ہرگز یہ حالت نہیں ہوتی۔ وہ دن کی روشنی کو رات کے اندھیرے کو درختوں اور نباتات کے بڑھنے کو حیوانات کی زندگی کو اور اجرام فلکی کو ایک قانون کے ماتحت مانتا ہے۔ جو انسانوں پر بھی حاوی ہے۔ ایک مسلم اس نظام قدرت میں اپنی پوزیشن کو خوب جانتا ہے اسے علم ہے کہ ایک حد تک اسکی خودمختاری کوئی عبث فعل نہیں اور خداوند تعالےٰ ہی اس دنیا اور آخرت کا مالک ہے وہ سب انسانوں پر یکساں رحم کرتا ہے۔ خودغرض انسانوں کو ضرور سزا دیگا جو اپنے فائدے کیلئے دوسروں کے حقوق کو پائمال کرتے ہیں۔ اور جو لوگ صلح و آشتی سے رہتے ہیں قوانین کی حقوق کو پائمال کرتے ہیں۔ اور جو لوگ صلح و آشتی سے رہتے ہیں قوانین کی فرمانبرداری کرتے ہیں انہیں یقیناً جزا ملیگی۔ یہ سب باتیں قرآن کریم موجود ہیں۔ وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہٗ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاہرًا من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الآخرۃ ھم غافلون ۔ **ترجمہ**۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ کبھی وعدہ نہیں توڑتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وہ اس دنیا کی صرف ظاہر چیزوں کو دیکھتے ہیں اور آخرت سے بیخبر ہیں +

برادران من بحیثیت ایک مسلم کے ہمیں یاد خدا میں اس درجہ محو ہو جانا چاہئے کہ دوسری زندگی کی نسبت وہم و گمان کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ ایک سچے مسلم کا تو اس معاملہ سے تعلق ہی نہیں رہتا اس کا مقصد تو صرف رضائے الٰہی کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ کلام الٰہی کی سند پر ہمیں اس پر بڑا ایمان ہے ہمیں تو حیرت ہوتی ہے جب لوگ آخرت کے متعلق جھگڑتے اور بحث کرتے ہیں۔ یہ محض تضیع اوقات ہے۔ احکام الٰہی موجود ہیں بہت سے فرض ہمارے ذمہ ہیں جنکی ادائگی سے ہر ایک کو خوشی حاصل ہوتی ہے جو دنیا کے ظاہری امور سے ہمیں مستغنی کر دیتے ہیں اور یہ احساس ہر حالت میں ہم سیدھے راستہ پر چلتے ہیں جو اللہ نے ہمارے لئے تجویز کیا ہے۔ اور اسی کے مقصد کو

دنیا میں پورا کر رہے ہیں ہمارے اطمینانِ قلب کا باعث ہوتا ہے بہت کچھ ابھی کرنا ہے اور وقت تھوڑا ہے جسے ہم خیالی باتوں میں نہیں گزار سکتے۔ انسان سے کسی بلند تر ہستی کے قوانین کی فرمانبرداری ایک مسلم کی زندگی کا راز ہے دوسرے لوگوں کو ایمان لانے کیلئے کہا گیا ہے لیکن ہمیں عمل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اگر زمانے میں فتنہ و فساد ہے تو ہم ہی اسکے برپا کرنیوالے ہیں نہ کہ خدا۔ انسان نے دنیا کو خراب کیا ہے۔ اور انسان ہی اسے ٹھیک کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم ہر ایک سے بغیر کسی رو رعایت کے اور تخصیص کے حسن سلوک کریں اسی مقصد کیلئے ہم مسلم ہیں۔ اور اسلام کا بھی مقصد یہی ہے ہمیں ہر ایک کو خداوند کی بادشاہت کا احساس کرانا چاہئے۔ یہ صرف نیکی اور نیک نمونہ پیش کرنے سے ہو سکتا ہے۔ قوانین الٰہی خواہ وہ انسانی اخلاق و طرز عمل سے تعلق رکھیں یا وہ سلطنتوں کے متعلق ہوں اٹل واقع ہوئے ہیں۔ کوئی انسان یا سلطنت جب عملاً بدی پر مائل ہو جاتی ہے۔ تو آخر ایکدن ضرور اسے اپنے افعال کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے ہم نے زار کی سلطنت کا زوال اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ یہ خدا کا عذاب تھا جو اور قوموں کی طرح جن کا ذکر ہم کتب مقدسہ میں پڑھتے ہیں روس پر نازل ہوا۔ مسلمان بھی آجکل انہی قوانین کے ماتحت اپنی کمزوریوں کے سبب تکلیف اٹھا رہے ہیں لیکن ہمیں کامیابی کی راہ کا علم ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہم قوانین الٰہی کی فرمانبرداری کریں۔ اور دوسروں کے ساتھ بلا تمیز نیکی کا سلوک روا رکھیں۔ تم نے ابھی مؤذن کو اذان کہتے سنا ہے۔ حی علی الفلاح سے کیا شخصی کامیابی مراد ہے فلاح سے تہذیب و ترقی نفس کا مفہوم بھی لے سکتے ہیں لیکن اس شخصی ترقی سے ہرگز خود غرضانہ ترقی مراد نہیں جب مؤذن دنیا کے مختلف حصوں سے حی علی الفلاح کی تازہ آواز بلند کرتا ہے تو اس سے بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان کی ترقی مراد ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ کی بادشاہت میں تو ہر ایک آزادی سے اور بغیر کسی وسیلے کے آسکتا ہے۔ قومیت کا یہاں کوئی سوال نہیں۔ اور نہ ہی انمیں باہمی منافرت ہو سکتی ہے جہاں ایک قوم دوسری قوم کو پامال کرتی ہے۔ اور نا انصافی کی تعریف ہوتی ہو سمجھ لیں کہ وہاں وہاں خداوند تعالیٰ کی بادشاہت تسلیم نہیں کیجاتی۔ خداوند تعالیٰ کے قانون تو رحم و انصاف پر مبنی ہیں ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے نیک نمونے اور حسن اخلاق سے دوسروں پر انہیں ظاہر کریں ہر فرد واحد کیلئے ضروری ہے کہ وہ نیک زندگی بسر کرے۔ اور بحیثیت ایک جماعت ہمیں اس خدائی حکومت یعنے اسلام کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے ہمارے تمام سیاسی کام اور ہمارے معاملات کا انتظام ایک جماعت کے رنگ میں ہی سرانجام ہو سکتا ہے جو ایک فوج کی مانند ہم میں یکجہتی پیدا کر دیتی ہے مکمل اخوت صرف اللہ کے نام سے ہی پیدا ہو سکتی ہے

تیرہ سو برس ہوئے کہ اللہ کیطرف سے مکمل یہ آیت نازل ہوئی جس نے کامیابی اور حقیقی خوشی کا رستہ بتا دیا پھر کیوں ابھی تک خداوند تعالی کی سلطنت قائم نہیں ہوئی۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کے وسیع مفہوم کو بھلا دیا۔ اور اسے اپنی ذات تک ہی محدود رکھا۔ اسکی صرف یہی وجہ نہیں مغرب آج سے پہلے اسلام کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ لیکن مجھے اب یقین ہے کہ اگر مسلمان نیک نمونہ پیش کریں تو مغرب اسلام قبول کر لیگا۔ اسلام کا سب سے زیادہ دشمن ایک بدچلن اور لاعلم مسلمان ہے ہمیں خیالات میں ہی مستغرق نہیں رہنا چاہئیے ہمیں تو عمل کیلئے کہا گیا ہے۔ ہم دوسری زندگی کے خیالات میں وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں۔ کہ دوزخ کے متعلق اسلام کی کیا تعلیم ہے جنت کی تصویر جو قرآن نے استعارتاً پیش کی ہے اعتراض کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ تم یوم حشر کے قائل ہو اور مانتے ہو کہ ہم اسی جسم سے اٹھیں گے۔ جو اب ضعیف ہو کر مٹی میں دبا دیا جائیگا اور خاک ہو جائیگا۔ عقل کس طرح اُسے مان سکتی ہے جب تم یہ بھی کہتے ہو کہ سچا ایمان معیار عقل پر ٹھیک اترتا ہے مُردے کس طرح اٹھ سکتے ہیں۔ کیا وہ اپنے طریق پیدائش کو بھول گئے۔ ہماری زندگیاں تو خدا کے ہی ہاتھ میں ہیں۔ ہماری عقلوں کی بلند پروازی کیلئے اس نے ایک حد مقرر کر دی ہے۔ اس کا جواب صرف اسی آیت قرآنی سے دیا جا سکتا ہے۔ اولیس الذی خلق السموات والارض بقادرٍ علی ان یخلق مثلھم بلیٰ وھو الخلٰق العلیم۔ انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون فسبحٰن الذی بیدہ ملکوت کل شیءٍ والیہ ترجعون

ترجمہ۔ اور کیا جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ وہ اس بات پر قادر نہیں۔ کہ ان جیسے آدمیوں کو دوبارہ پیدا کرے۔ ہاں وہ ضرور قادر ہے۔ اور بڑا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور ماہر اسکی تو یہ شان ہے۔ کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ تو بس وہ اسلئے فرما دیتا کہ ہو اور وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰۸

قیمت بےجلد ۱۲؍

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

قیمت مجلد ۱؎ ۲؍

جدید تصنیف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

پیرس کی مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و نومسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی و مراسم نماز پر علی الترتیب مکالمات۔ موجودہ ہندو مسلم اتحاد۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے۔ اور اس کے متعلق صحیفہ قدرت سے استدلال۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح۔ سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں۔ اپنے عقاید کا اظہار۔ نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث۔ نزول و وفات مسیح پر روشنی۔ آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث۔ یہ کتاب امید ہے کہ ہر پڑھنے والے کے دل میں جمہور اہل اسلام کی محبت پیدا کریگی۔ خواہ کوئی کسی فرقہ سے کیوں تعلق نہ رکھتا ہو۔ یہ اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی۔ جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں +

مکالمات ملّیہ

یعنی وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب نے انگلستان و فرانس اور دیگر مقامات پر مختلف فلسفیوں پادریوں اور عیسائی مذہب کے بڑے بڑے علما سے کیں۔ ان کو اسمیں جمع کیا گیا ہے قیمت فی جلد ... ۱؎۲؍

ضرورت الہام

نئی زمانہ تعلیمیافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے یہی حال یورپ میں بعض طبقات کا ہے۔ برہمو سماج بھی اس مد میں آجاتے ہیں۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتلایا گیا ہے۔ کہ الہام کی انسان کو سخت ضرورت ہے۔ اور الہامی مذہب آیا ہے۔ اور الہامی کتب میں سے صرف ایک قرآن ہی اس وقت الہامی کتاب کہلا سکتی ہے۔ قیمت ... ۱؎۲؍

توحید فی الاسلام

جلد اول اور اس کا اثر تمدن اخلاق اور تہذیب پر قیمت ... ۱؎۲؍

درخواستیں بنام خواجہ عبدالغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

مسلم پرنٹنگ پریس بیرون یکی دروازہ لاہور میں حافظ مظفر الدین کے باہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸ قیمت چار روپے آٹھ آنے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۸) بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء نمبر (۳)

فہرست مضامین

درخواست اشتہار خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

(۱) کل خط و کتابت بنام مینیجر رسالہ اشاعتِ اسلام عزیز منزل لاہور ہونی چاہیئے۔

(۲) اشاعت اسلام لاہور ماہواری رسالہ ہے۔ اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

(۳) رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں +

(۴) خریداران رسالہ ازراہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیں +

مینیجر رسالہ اشاعت اسلام

خریداران رسالہ اشاعت اسلام ازراہِ کرم توسیع اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں

مینیجر

The Children of the L & S W Railway Orphanage (Woking) Entertained by Muslims

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۸) بابت ماہ مارچ ۱۹۲۲ء نمبر (۳)

شذرات

اس رسالہ کو ہم اس فوٹو سے زینت دیتے ہیں جو سوتھ ویسٹرن ریلوے یتیم خانہ کے بچوں کو چائے پر مدعو کرنے کے بعد لیا گیا ۔ مسز محمد کے ایما سے جو حال ہی میں بمبئی سے یہاں تشریف لائی تھیں ۔ ملازمین سوتھ ۔ ویسٹرن ریلوے کے یتیم بچوں کو چائے پر مدعو کیا گیا پہلے بچوں کی کھیلیں ہوئیں جسمیں مسز پرسل نے انعامات تقسیم کئے ۔ پیچھے بعد و وکنگ کو اوپر یٹیو سوسائٹی کے زیر اہتمام پر تکلف چائے سے بچوں کی تواضع کیگئی ۔

تلوار یا صلیب

مسلم ورلڈ اکتوبر ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے اپنے اڈیٹوریل میں عیسائی دنیا کو تلوار کی بجائے صلیب اٹھانے کی نصیحت کرتا ہے کیونکہ وہ اسی میں عیسائیت کی کامیابی کا راز دیکھتا ہے ۔ موجودہ حالات میں اس سے بہتر اور کیا نصیحت ہو سکتی ہے ۔ اس وقت جبکہ تقریباً سب روئے زمین پر عیسائیت کا غلبہ ہو چکا ہے ۔ یہ حد درجہ کی حماقت ہوگی ۔ اگر اب بھی غیر عیسائیوں میں تلوار چلائی جائے ۔ خون کی ندیوں سے

پایاب ہوکر عیسائیت نے طاقت کو حاصل کیا ہے۔ اس کشت و خون کی پردہ پوشی اب صرف صلح و امن کی تلقین سے ہوسکتی ہے۔ صلیب اٹھانے کیلئے بھی کلیسیہ کی غلطی ظاہر ہے کیا ابن اللہ نے سب کیخاطر ایکدفعہ صلیب کو نہیں اٹھالیا جنہیں صرف خون کے عقیدے میں ایمان لانے سے ہی جنت کا پاسپورٹ ملجاتا ہے چاہے وہ کیسے ہی اعمال کریں۔ یقیناً ایڈیٹر کا حافظہ بہت کمزور معلوم ہوتا ہے ورنہ وہ کبھی انکساری اور ایثار کی تعلیم صلیب کے ذریعہ دینے کی کوشش نہ کرتا جبکہ اسی اخبار کے صفحات میں وہ اس عقیدہ کو پیش کرتا ہے کہ صرف حضرت مسیح کے خون پر ایمان لانا ہی تمام گناہوں کو دھوڈالتا ہے عیسائیوں کیلئے تو صلیب ایثار کی بجائے نفس پرستی کا نشان ہے۔ یہی تعلیم انہیں بچپن سے دیجاتی ہے کہ کسی گناہ کا مواخذہ ان سے نہیں ہوگا۔ اس رنگ میں تو صلیب بنی نوع انسان کیلئے لعنت ہوجاتی ہے۔ اور جسقدر جلدی اسے توڑ دیا جائے بہتر ہوگا۔ حقیقی صلیب کا نشان کلیسیہ کی تعلیم میں نہیں ملسکتا۔ قرآن کریم کی طرف توجہ کرو۔ وہاں یقیناً حقیقی صلیب کا راستہ تمہیں صاف الفاظ میں ملجائیگا ✣

ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ **ترجمہ**۔ اور البتہ ہم تمکو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مالی اور جانی اور پیداوار کی کمی سے آزمائینگے صبر کرنیوالوں کو خوشخبری سُنا۔ یہ لوگ جب ان پر مصیبت آپڑتی ہے تو بدل اُٹھتے ہیں۔ کہ ہم تو اللہ کے ہیں۔ اور ہم اسی کیطرف لوٹ کر جانیوالے ہیں ✣

یہ ہے سچی صلیب جسے حضرت مسیح جیسے مسلم نے اُٹھایا۔ تلوار کا دور تو اب ختم ہوچکا۔ تمام روئے زمین پر ایک بیداری کی لہر دوڑگئی ہے۔ اور لوگ آزادی کو اپنا پیدائشی حق سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اب ایسا زمانہ آگیا ہے جسمیں عوام کی حکومت ہوگی۔ کیا ان حالات میں عیسائیت زندہ رہ سکتی ہے جو سراسر عقل سے خلاف ہے ✣

ڈاکٹر میغرلی کی اُمیدوں کے برعکس اب نہ تو تلوار اور نہ صلیب کامیاب ہوسکتی ہے واقعات کی رفتار خود بخود تلوار کو نیام میں ڈالدیگی۔ اور صلیب عیسائیوں کے ہاتھوں گرادیجائیگی۔

اِدراک کی شمشیر اور ایثار کی صلیب جو خدمت خلق اللہ میں بلند ہوگی وہ آج ضرور عیسائیت کی آہنی تلوار اور نفس پرستی کی صلیب سے بازی لیجائیگی - کیونکہ ایثار اور ادراک پر ہی اسلام کی بُنیاد قائم ہے - آگے چلکر اڈیٹر ایک اور امر کی توجہ دلاتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ اسلامی سلطنتوں کو حضرت مسیح کیلئے فتح کرنے میں ایسے مرد اور عورتوں کی ضرورت ہے جو اس کام میں ایسی ہمّت دکھائیں جیسے کل ہی سپاہیوں نے اپنے ملک کی حفاظت کیلئے دکھائی +

اس سال ہم نے سمرنا سے طلباء کی کانفرنس میں تُرکوں - ارمنوں اور یونانیوں کو مسیحیّت میں اکٹھے ہو کر گاتے ہوئے سُنا - یہ نظارہ اس دن کا پیش خیمہ ہے جب ایک منبر پر بجائے امام کی چوبی تلوار کے صلیب بلند ہوگئی - جب تک کلیسیہ کے پاس روپے پیسے کی لالچ موجود ہے ایسے مرد عورتوں کی کوئی کمی نہیں لیکن کلیسیہ کو چاہئے کہ تنہلے اپنے گلے کی خبر لے جس کی بھیڑیں ہر روز ادھر اُدھر پراگندہ ہو رہی ہیں جہاں حق کے مُتلاشیوں کو اب اور دھوکے میں نہیں رکھا جاسکتا - اور جن پر کلیسیہ کی تعلیم کا خلاف عقل ہونا دن بدن ظاہر ہو رہا ہے - کلیسیہ کی اس تعلیم کو غلطی سے گلیل کے نبی کی یاد میں عیسائیّت کہا گیا ہے جس کا مذہب درحقیقت اسلام ہی تھا خدا کا بیٹا دراصل اِنسان کا بیٹا ہی نکلا - جیسا کلیسیا کی کانگرس نے ابھی چند روز ہُوئے بیان کیا ہے - یہی بات قرآن کریم نے تیرہ سو برس ہوئے ظاہر کی - اسلام کی شعائیں غلط فہمی کے تاریک مطلع کو روشن کر رہی ہیں - اور وہ دن بہت قریب ہے جبکہ اسلام کا سُورج نہایت آب و تاب سے سب پر چمکیگا ہمیں قارئین کرام کو یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ امام کی چوبی تلوار صرف اڈیٹر کے وہم میں موجود ہے - اور تمام دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں امام اس قسم کی تلوار چلاتا ہو - اسلام کی فتح کا راز تو انسانی میں مضمر ہے - لیکن ضرور دنیا اسلام کو قبول کریگی - کیونکہ اسلام فطرت انسانی کا مجموعہ ہے

مبارک اضافہ - ذیل کی فہرست میں ہم انگریزی اور امریکین بہن بھائیوں کے نام درج کرتے ہیں جو حال ہی مشرف بہ اسلام ہوئے +

وحید	چارلس - ائی - وٹسل
وحیدالدین	ایچ - ڈبلیو - گرین
عبدالرحمن	فریڈرک سی - کراسلے
محی الدین	جان - ایچ - ہیرس
حمیدہ	لیوس - ای - کنھرائین
عزیزہ	وائلٹ ایوِلن
عزیز	جیمس ایولنس
رشید	ماسٹر ایونس
لسان الدین	اے - جے ٹانگ
محمدؐ	لیوس - جے - بل
محمودہ	جوسی - آئی - گلبرٹ
محمود	الفرڈ گلبرٹ
سکینہ	الزابتھ سٹروڈ
صیف الرحمن	ریورنڈ جے - ڈبی ڈبلیو - راس - ڈی ڈی
صدرالدین	سٹیورٹ - اے براڈ (امریکہ)

علمبردارِ اسلام خواجہ کمال الدین صاحب

تمام مسلم دنیا کیلئے یہ خبر باعث مسرت ہوگی - کہ خواجہ کمال الدین صاحب جو مغرب میں اسلام کے علمبردار ہیں صحت خراب ہوجانے کی وجہ سے دو سال کی غیر حاضری کے بعد پھر ووکنگ تشریف لے آئے ہیں جہاں اوائل میں انہوں نے نہایت خلوص دل سے کام شروع کیا تھا بفضل خدا اب آپ کی صحت بہت اچھی ہے - دس سال کا عرصہ ہوا - کہ محبت الٰہی کے شعلہ نے آپ کے سینہ کو منور کردیا - اور آپ نے اسی وقت سے باقی ماندہ

زندگی اسلام کے پھیلانے کی غرض سے وقف کردی۔ آپ کو علم تھا کہ یہ پھولوں کا رستہ نہیں۔ اور آپ جانتے تھے کہ راحت و آسائش کی زندگی چھوڑ کر آپ تکالیف کی زندگی اختیار کرنے لگے ہیں۔ ان تمام امور کو نظرانداز کر کے آپ نے وکالت ترک کردی۔ اور اپنے اہل و عیال کو خدا کے سپرد کر کے ان جزائر میں جو سراسر مادہ پرستی میں غرق تھے نور اسلام پھیلانے کیلئے ۱۹۱۲ء میں تشریف لائے۔ اتنی بڑی تحریک کو شروع کرنے میں جن تکالیف کا سامنا ہوا۔ اس کا اندازہ قارئین خود کر سکتے ہیں۔ اوائل میں مشن کے حالات خواجہ صاحب کی زبانی سُن کر اور بھی دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ مسجد ووکنگ کو آپ نے نہایت خستہ حالت میں پایا۔ جسے آراستہ کرنے کے بعد اس نئی تحریک کا مرکز قرار دیا۔ تن واحد آپ مختلف کام سر انجام دیتے تھے۔ اسلامک ریویو کی ادارت لیکچر اور خطبات لوگوں سے ملاقات اور خط و کتابت سب آپ کے ذمہ تھی +

ہندوستان میں بھی آپ کے مذہبی لیکچروں کے سبب سٹیج پر شہرت حاصل کر لی تھی۔ اور جہاں آپ کی تقریریں ہوئیں لوگ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے فصیح اور شیریں خطبات سننے کیلئے اکٹھے ہو گئے۔ آپ کی شہرت زیادہ تر اسلئے ہوئی۔ کہ آپ مذہبی معاملات میں عقل و ادراک کا تعلق ظاہر کرتے تھے۔ اور آپ نے اس امر پر بہت زور دیا۔ کہ اسلام فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اور یہی تمام عالم کا مذہب ہے۔ اس سچائی کو آپ کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کرتے رہے جسمیں قدرت نے آپ کو بہت دسترس دی ہے حقیقت میں تو آپ اس نئی مذہبی تحریک کے بانی ہیں۔ آپ کے سائنٹیفک لیکچر انگلستان میں خاص طور پر مفید ثابت ہوئے۔ اور اہل دماغ میں نہایت عمدہ اثر پیدا کیا۔ بہت سے حق کے متلاشی آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ کی بے غرضانہ کوششیں آخر کار کامیاب ہوئیں۔ اور وہ دن بھی آ گیا۔ جب اس لامذہبی اور مادہ پرستی کی زمین میں اسلام کے جھنڈے تلے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے۔ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کہ اسلام کا آفتاب آخری زمانہ میں مغرب سے طلوع ہو گا پوری ہو گئی۔ ماہ اگست ۱۹۱۴ء میں دو سال کی محنت شاقہ کے بعد خواجہ صاحب ہندوستان واپس چلے آئے ستمبر ۱۹۱۶ء

میں آپ پھر تشریف لے گئے۔ یہ وقت آپ کیلئے سخت امتحان اور ابتلا کا آیا۔ اور دین میں آپ کی سخت آزمائش ہوئی جس سے انسان کی اصلیت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ اپنے فرزند احمد کی حسرتناک وفات سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا جس نے اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام دنیاوی خواہشات کو ترک کردیا تھا۔ اور اس وقت خدمت دین کیخاطر مذہبی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس حادثۂ جانکاہ میں خواجہ صاحب نے ایک سچے مسلم کی طرح عدیم المثل رضا و تسلیم کا اظہار کیا۔ اس موقع پر جو الفاظ آپ کی زبان سے نکلے وہ ہمیں نہیں بھولے۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں نماز کے لئے بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہوا۔ تو میں نے اپنے دل کو ٹٹولا کہ کیا سورۂ فاتحہ کے سب الفاظ میرے دل سے نکل رہے ہیں۔ اور کیا حقیقت میں خداوند تعالیٰ کو میں رب العالمین مانتا ہوں لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس وقت بھی میں مشیت ایزدی پر راضی ہوگیا۔ اور یہی خیال دل میں پیدا ہوا۔ کہ یہ وفات جو بظاہر رب کی صفات کے منافی معلوم ہوتی ہے دراصل اس سے ہماری روحانی ترقی مراد ہے خداوند تعالیٰ نے آپ کو اس قسم کی روحانی بصیرت عطا فرمائی ہے مشن کے کام میں دن بدن آپ کی مصروفیت بڑھتی گئی۔ اور شب و روز کی محنت نے آخر آپ کی صحت کو خراب کردیا۔ اور طبی مشورہ کے ماتحت آپ کو اپریل ۱۹۱۹ء میں ہندوستان واپس آنا پڑا۔ اور خطرہ پیدا ہوگیا کہ شاید آپ سرزمین انگلستان کے اس پودے کی نگہداشت نہ کرسکیں جسے نہایت جانفشانی سے آپ نے وہاں لگایا تھا۔ ہندوستان میں بھی آپ کو چین نہ ملا۔ آپ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سفر کرتے رہے یہاں تک کہ سنگاپور اور جاوا کا دور دراز سفر اختیار کیا۔ تاکہ ان ممالک کے مسلمانوں کی حالت کا صحیح علم حاصل کریں۔ جہاں کہیں آپ تشریف لیگئے۔ وہاں کے مسلمانوں میں آپ نے خدمت اسلام کیلئے ایک نئی روح پیدا کردی۔ خداوند کریم کا شکر ہے۔ کہ وہ آج پھر ہم میں موجود ہیں۔ اور آپ کی صحت بھی بدرجہا بہتر ہے ہم قوی امید رکھتے ہیں۔ کہ مغرب کی اس تحریک کو خدمت اسلام کا جوش جو آپکے دل میں ہے اور بھی تقویت بخشیگا +

علمی مشاہیر یورپ کا ایک برگزیدہ کیمبرج یونیورسٹی کا ایک گریجوایٹ حلقہ سپرچولزم کا ایک معزز ممبر ایک انگریز خاتون کا مشرف بہ اسلام ہونا

برادران فی الاسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی مصطفیٰ خان صاحب اور مولوی دوست محمد خانصاحب اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی اور ایمانداری سے ادا کر کے اخیر دسمبر میں ہم سے رخصت ہو گئے۔ خداوند تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے رکھے۔ وہ اپنی بہت سی امید افزا صورتیں چھوڑ گئے۔ خدا کے فضل سے اس وقت حضرت خواجہ صاحب کے علاوہ تین اور مبلغین آپکے ہمراہ کام کرتے ہیں۔ یہ ایک نئی بات ہے کیونکہ آج تک اشاعت کے کام کیلئے یہاں ایک ہی مبلغ ہوتا تھا جس کے ہاتھ میں وقتاً فوقتاً مشن کی سرکردگی رہی۔ یہ مبلغین کچھ زیادہ نہیں کیونکہ انکی مصروفیت کے لئے کام پہلے سے ہی موجود ہے مسلم لنڈن ہوس میں پھر سلسلہ تبلیغ واشاعت کا شروع کر دیا گیا ہے جس کی رپورٹ انشاء اللہ وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہیگی۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ اس سال کے شروع میں ہی دو ذی علم اور معزز اصحاب مشرف باسلام ہوئے۔ ایک مسٹر بیلس جو اپنی قابلیت کے لحاظ سے یورپین شہرت رکھتے ہیں اور فرانس کے نامی صحیفہ "لا ریویو" یا پالٹیک کے اڈیٹر ہیں۔ یہ پیرس کا ایک مقتدر پرچہ ہے۔ اور مسٹر بیلس کی زیر ادارت میں کئی سال سے شہرت عامہ حاصل ہے۔ یہ نامور انسان یورپ کے مشاہیر میں سے ہے جیسا کہ برادر شیخ محمد بکھال اڈیٹر بمبئی کرانیکل کی چٹھی سے نظر آتا ہے۔ دوسرے صاحب مسٹر بکرڈ ہیں۔ آپ کیمبرج کے بی اے ہیں۔ اور اس وقت عربی زبان کی تحصیل کر رہے ہیں چہرہ سے نہایت ہی متین نظر آتے ہیں۔ انکے علاوہ مسٹر بلڈورتھ جو مدت سے نماز جمعہ میں شریک ہوا کرتے تھے آخر کار انہوں نے اپنے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا اقرار کیا! ایک خاتون مسز ولیمز بھی مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اللھم زد فزد +

خواجہ نذیر احمد از مسجد ووکنگ (انگلستان)

رسید زر

بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء

نام	پائی	آنہ	روپیہ
تقرر رسالہ مفت تسلیم ہز ہائینس جناب نواب صاحب میجر حاجی سر نیس محمد حمید اللہ خان صاحب	۰	۰	۵۰
امداد مشن حضرت مولوی محمد علی صاحب	۳	۱	۵
ر جناب اہلیہ حضرت خواجہ جمال الدین صاحب	۰	۰	۲
ر جناب خواجہ جمال الدین صاحب جموں	۰	۰	۱۰
ر ر اہلیہ صاحبہ ر ر ر ر	۰	۰	۲
ر ملک شیر محمد خان صاحب جموں	۰	۰	۱۰
ر جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۰	۱۲	۱۸
ر ر اہلیہ صاحبہ ر ر ر	۰	۰	۲
ر ر مولوی مصطفیٰ خان صاحب افغانی			
ر ر امام مسجد ووکنگ	۳	۱۵	۱
ر ر ماسٹر یعقوب خان صاحب افغانی [illegible] مشنری	۶	۱۰	۲
ر ر خواجہ عبد الغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن	۲	۱۵	۱
ر ر اہلیہ صاحبہ ر ر ر لاہور	۰	۰	۱
ر ر ڈاکٹر خالق داد صاحب لاہور	۰	۰	۱۵
ر ر شیخ عبد الرزاق صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور	۰	۰	۵
ر ر ایم رضی الدین صاحب لاہور	۰	۰	۲
ر ر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن لاہور	۰	۰	۱

نام	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب شیخ برکت اللہ صاحب	۰	۰	۵
ر جناب فضل الدین صاحب اکوڑیہ اسٹیشن ماسٹر	۰	۰	۱۰
ر ر محمد اسمعیل صاحب ہیڈ وارڈر جیرم کانپور	:	:	۲۵
ر ر محمد ابراہیم صاحب بھوانی	۰	۴	۲
ر ر شیخ شہاب الدین صاحب نوشہرہ	۰	۰	۵
ر ر کے انور علی صاحب نگر کانڈا	۰	۱۰	۱
ر ر سید عظمت اللہ صاحب	۰	۰	۶
ر ر ٹی محمد یوسف صاحب ٹمکور	۰	۰	۵
ر ر مرزا رحمت بیگ صاحب مالا آلند نیاد	۰	۰	۱۰
ر ر منہاج الدین صاحب انجنیئر منٹگمری	۰	۰	۵
ر ر مرزا احمد سلطان صاحب نیاد	۰	۰	۴
ر ر ایم علی صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۰
ر ر والدہ صاحبہ خادم حسین صاحب بانکی پور	۰	۰	۳
ر ر بابو محمد شعیب صاحب بصرہ	۰	۰	۸
ر ر نور غنی صاحب گوجرانوالہ	۰	۰	۵
ر ر ایس آدم صاحب سیلون	۰	۰	۲۰
ر ر احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵
ر ر شیخ خدا بخش صاحب مردان	۰	۰	۱۰
ر ر عبد الحق صاحب جہلم	۰	۰	۵
ر ر محمد انوار الزمان صاحب	۰	۴	۵
ر ر محمد رمضان صاحب خانیوال	۰	۰	۵

سکرٹری ووکنگ مسلم مشن۔ لاہور

رسید زر

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

تقسیم رسالہ مفت حسب جناب ہز ہائنس نواب صاحبہ بذریعہ منیجر جی پرنس حمید اللہ خان صاحب بھوپال	۰	۰	۵۱
امداد مشن حضرت مولانا مولوی ابو محمد علی صاحب	۹	۵	۷
〃 جناب شیخ رحمت اللہ صاحب	۰	۰	۱۰۰
〃 〃 محمد اسمعیل صاحب سوداگر چرم کانپور	۰	۰	۲۵
〃 〃 خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن	۰	۱۵	۱
〃 〃 مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے	۳	۱۵	۱
〃 〃 ماسٹر یعقوب خان صاحب بی اے بہاولپور	۶	۱۰	۲
〃 〃 بابو محمد ابراہیم صاحب بکنگ کلرک بھوانی	۰	۰	۱
〃 〃 مسٹر رضی الدین صاحب بی اے	۰	۰	۲
〃 〃 کے انور علی صاحب پوسٹ نگر گٹا	۰	۰	۱
〃 〃 ٹی محمد یوسف صاحب ٹمکور میسور	۰	۰	۱۰
〃 〃 میاں محمد امیر الدین صاحب راولپنڈی	۰	۸	۲
〃 〃 ایس۔ اے غنی صاحب نیچہ چھپا دلی	۰	۰	۱
〃 〃 ہمشیرہ صاحبہ 〃 〃 〃	۰	۰	۲
〃 〃 علی احمد خان صاحب فورمین ورکشاپ بہاولپور	۰	۰	۱۰
〃 〃 اہلیہ صاحبہ میاں محمد حسن خان صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۰
〃 〃 مولوی محمد شریف خان صاحب لاچی کوہاٹ	۰	۰	۱۰
〃 〃 نذیر احمد صاحب امرتسر	۰	۰	۹
〃 〃 منہاج الدین صاحب انجینیر منٹگمری	۰	۰	۵

امداد مصنف جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۰	۱۲	۱۲
〃 〃 خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر سکولز	۰	۰	۱۰
〃 〃 اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۰	۰	۲
〃 〃 اہلیہ صاحبہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب	۰	۰	۲
〃 〃 نور غنی معرفت غنی برادرس	۰	۰	۳
〃 〃 شیخ عبدالحق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوشیارپور	۰	۰	۴
〃 〃 شیخ خدا بخش صاحب ای اے سی مردان	۰	۰	۱۰
〃 〃 مسٹر احسان الحق صاحب سشن جج میانوالی	۰	۰	۵
〃 〃 مرزا رحمت بیگ صاحب مالاکنڈ پشاور	۰	۰	۵
〃 〃 شہاب الدین صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس نوشہرہ	۰	۰	۲۰
〃 〃 خادم حسین صاحب ویل مارہ نبجی	۰	۰	۲
〃 〃 شیخ برکت اللہ صاحب لاہور	۰	۰	۵
〃 〃 عبدالرحیم صاحب سعادت گنج لکھنؤ	۰	۰	۲۵
〃 〃 خان صاحب محمد اکبر خان صاحب بغداد	۰	۰	۵
〃 〃 احمد حسین صاحب ڈانڈی نم جنوبی ارکاٹ	۰	۱۲	۰
〃 〃 عبدالعزیز صاحب بصرہ	۰	۰	۵
〃 〃 بابو محمد شعیب صاحب پوسٹل کلرک بصرہ	۰	۰	۵
〃 〃 فضل الدین صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اکوڑیا	۰	۰	۵

سکرٹری ووکنگ مسلم مشن۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

ملفوظات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

سنگاپور

عربی وحی ربی کا واحد ذریعہ

انسانی زبان تلفظ اور آوازوں کے جوڑ سے بنتی ہے۔ آوازیں جب انہیں سوسائٹی کی باہمی رضامندی ڈال دیتی ہے الفاظ بنجاتے ہیں۔ الفاظ کے ذریعہ متکلم اپنا مافی الضمیر دوسروں پر واضح کر سکتا ہے۔ اس حکم کی بجا آوری کیلئے بعض دفعہ الفاظ اپنے اصلی مقام و وقت کی حد سے بہت دُور نکلجاتے ہیں۔ وہ دوسروں کے لئے خیالات کا خزینہ بنجاتے ہیں۔ ایک نسل کے خیالات دوسری نسل کو انہی کے ذریعہ پہنچ جاتے ہیں مقرر کے الفاظ آنیوالی نسلوں کے لئے مفید و سود مند سمجھے جاتے ہیں۔ اسطرح زبان ہمارے لئے گذشتہ دانائی کا خزانہ بنگئی ہے جس کی عدم موجودگی میں ہم پرانے فلسفہ سے مطلقاً بہرہ اندوز نہ ہو سکتے +

زبان کے تغیر و تبدل

دنیا کی تقریباً تمام زبانیں زمانے کی تبدیلیوں سے متاثر ہوتی ہیں بعض دفعہ الفاظ کے شکل و معنی بدلجاتے ہیں۔ اور چند صدیوں کے بعد کی نسلوں کو اسکے پہلے استعمال کرنیوالے شخص کے صحیح مفہوم کو سمجھنا جو اس زمانہ میں نہایت فصیح و بلیغ سمجھے جاتے ہیں یا تو متروک ہو جاتے ہیں۔ یا ان کے معنے ہی کچھ اور ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے پرانی کتابیں عام فہم نہیں ہوتیں۔ اور قارئین وقت کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتیں۔ اور آہستہ آہستہ طاق نسیان کی نذر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر وہ مطلوب بھی ہوں تو صرف ترجموں کی شکل میں باقی رہ سکتی ہیں مگر ترجموں کو بھی پھر وہی فراموشی کی آفت لگی ہے۔ چند صدیاں اور گذرتی ہیں۔ تو اس ترجمہ کے ترجمہ کی نوبت پہنچتی ہے کیونکہ اسکی زبان بھی اسی کے ماتحت غیر مانوس ہو جاتی ہے۔ ترجمہ عموماً اصل کی صحیح ترجمانی نہیں کرتا۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ پرانے مصنفوں کا مافی الضمیر کئی ایک تراجم کے بعد ہزار سال کے ختم ہوتے ہی

بالکل کالعدم ہو جاتا ہے +

کتب مقدسہ کا ناپدید ہو جانا

یہی وجہ ہے کہ پرانی کتب مقدسہ اب اپنی اصلی شکل میں بالکل نہیں ملتیں۔ اور ان کے تراجم میں بھی الحاق انسانی ہو چکا ہے۔ توراۃ پر یہی آفت نازل ہوئی اور انجیل بھی اس سے محفوظ نہ رہی۔ اس امر سے کسی کو انکار نہیں۔ دوسری الہامی کتابوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ ویدوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ انسانی دست اندازی سے بچ رہے ہیں۔ اور قوی الحافظہ برہمنوں کی بدولت ہم تک اصلی حالت میں پہنچیں ممکن ہے یہ ٹھیک ہو۔ مگر ان کے مضامین و مطالب اب یقیناً ان کے معتقدوں کے علم اور سمجھ میں نہیں آسکتے۔ ہندو مذہب جس کا سرچشمہ وید ہیں۔ ہزارہا فرقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ وہ اہم اصول میں اختلاف رکھتے ہیں ایک مذہب کے مختلف فرقوں کے بجائے انہیں الگ الگ مذہب کہنا زیادہ مناسب ہے۔ انہیں سے ہر ایک اپنے عقائد کو ویدوں سے اخذ کرتا ہے جو اصولاً ایکدوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ مختلف پنڈت ایک ہی منتر کے مختلف مطالب بیان کرتے ہیں۔ اور ہندو مذہب کی متفرق شاخوں میں بالکل متضاد اصول قائم ہو گئے ہیں۔ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے۔ ویدوں کی زبان صرف متروک الاستعمال ہی نہیں۔ بلکہ مُردہ زبانوں کے زمرہ میں شامل ہو چکی ہے۔ اس کے الفاظ گذشتہ دانائی کا ایک سربمہر دفینہ ہیں۔ ایسے حالات میں اگر کسی کے آباؤ اجداد پر کبھی کوئی الہامی کلام نازل ہؤا بھی ہو تو وہ اب اسکو اصلی عبارت و شکل میں پیش کرنے سے عاجز ہیں پس اگر مذہب خداوند تعالیٰ کی رضا کو اسکی مخلوقات پر ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے تو امتداد زمانہ کے بعد نئے الہام کی ضرورت بدیہی الثبوت ہے۔ کیونکہ اسباب مذکرہ بالا سے ظاہر ہے کہ الہام الٰہی ہمیشہ کیلئے عام فہم نہیں رہ سکتا +

مختلف اقوام کے مختلف مذہب

تاریخ اس زمانہ پر شاہد ہے کہ جب نسل انسانی کی مختلف شاخیں قدرتی یا مصنوعی حدود کے سبب ایکدوسرے سے الگ الگ پڑی تھیں۔ ان کے درمیان آمدورفت کے کوئی وسائل نہ تھے۔ ایک قوم کے مذہب فلسفہ یا دانش کیلئے دوسروں کی طرف کوئی راہ نہ تھی۔ اور

اگر مذہب الٰہی کا منشاء لوگوں کی اپنے رب کیطرف رہبری ہوتی ہے تو ہر قوم اپنے خدا سے ایک مذہب کی حقدار تھی۔ اور ہمیں قرآن بتاتا ہے کہ امر واقعہ ایسا ہی تھا لیکن ان مذاہب کے بنیادی اصول ایک تھے اختلاف صرف فروعات میں تھا اور وہ بھی مقامی اسباب کی وجہ سے۔ اور اگر اب انکی تعلیم ایک دوسرے کے مخالف نظر آتی ہے تو اسکی وجہ زبانوں کی وہی ظاہری و باطنی تبدیلیاں ہیں جن کا اوپر ذکر آیا ہے

ایک مذہب کی میعاد

حضرت مسیح کی آمد کے کوئی دو تین سو برس بعد زمانہ کی رُو عمومیت (عالمگیر اخوت) کی طرف ہوئی متفرق واقعات و اجزا یگانگت کا موجب ہوئے۔ اس ہمہ گیر میلان کیلئے ایمان و اعتقاد کی وحدانیت ضروری ہوئی۔ کیونکہ مذہب ہمیشہ مخالف عناصر کو نہایت خوش اسلوبی سے یکجا مجتمع کرنے کا نہایت یقینی آلہ ثابت ہوا ہے اخوت عامہ کی کل کا مدار مذہب پر ہے۔ اور اگر خدائی کفایت شعاری کو تمام نسل انسانی کیلئے اپنا آخری کلام ایک مذہب کی صورت میں بھیجنا منظور تھا۔ تو وہ تمام مدعا ضائع ہو جاتا۔ اگر خدا اس کو کسی ہمیشہ تبدیل ہونیوالی زبان میں الہام کرتا

عربی الہام الٰہیہ کا آخری توسط

عربی زبان میں رد و بدل بہت کم ہوا ہے۔ اور حجاز کی بولی تو ہمیشہ بگاڑ سے محفوظ رہی ہے۔ اس کے الفاظ میں کوئی صوری یا معنوی تغیر نہیں ہوا۔ تعمیم و تفرید کو اطلاق و تفہیم میں دخل نہیں ملا۔ دلیل کے لئے فرض کر لو۔ کہ وہ حاکم اعلےٰ اسلام کے ظہور کے وقت اپنے آخری پیغام کیلئے کوئی ایسی زبان چننا کہ جو آئندہ نسلوں تک علی الدوام اس کے مافی الضمیر کو اصلی شکل میں پہنچاتی رہتی اور مختلف مذاہب کے نمائندوں کی ایک مجلس قائم کرتا تو یقیناً سب کے سب عربی کو ہی اس غرض کیلئے انتخاب کرتے۔ ذرا حجاز میں جاؤ (اور خدا کے فضل سے میں وہاں ہو آیا ہوں) بچہ بچہ تمہیں قرآنی زبان ہی بولتا ہوا نظر آئیگا +

حضرت مسیح علیہ السلام و محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

زبان کے نہیں رد و بدل نے ہمیں ایک اور مذہبی نور و ہدایت سے محروم کر دیا ہے مختلف پیغمبروں کی سوانح کے صحیح حالات اگر آج ہمارے پاس ہوتے۔ تو اس تاریک راہ میں ہمیں مشعل کا کام دیتے۔ مگر افسوس کہاں بزرگ حاملانِ حق کے تذکرے بھی فراموشی کی دستبرد سے نہ بچے

اور حضرت مسیح کے سوانح تو کچھ ایسے معدوم ہیں کہ آج ان کا صحیح علم صفحہ تاریخ میں نہیں ملتا اکثر نے تو انکی شخصیت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ بعض کند ذہن مثلاً نام نہاد "مسلم ورلڈ" کے ڈاکٹر زویمر حضرت مسیح و محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تقابل کے نئے سُر راگ الاپتے ہیں۔ اس قسم کے حاسدانہ مقابلے ہمیشہ نفرت انگیز ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن نے ہمیں مسلمانوں کو پیغمبروں میں تفرق مراتب کرنے سے منع کیا ہے۔ ایسے بیوقوف مشنریوں کی گوشمالی کیلئے ہم صرف اتنا کہ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ انکی مختصر تحریرات بھی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتیں۔ ایک "محض فرضی ہستی" کا ایک "تاریخی شخصیت" سے کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہمیں مسیح کا کچھ حال معلوم نہیں۔ اس کے پہلے تیس سال کا زمانہ ایک راز سربستہ ہے۔ اور انکی زندگی کے باقی تین برس کے واقعات کا علم بھی نہایت ہی خفیف سا ہے۔ اسکی کہانی سے معجزوں کا بیان نکال دو۔ اس کے باقی سوانحعمری آدھی درجن صفحوں سے زیادہ کی نہیں۔ کیا ایسی زندگی میں ہماری آجکل کی دنیا کے لیے کوئی ہدایت ہوسکتی ہے؟ اور پھر جب ہم اس پاک ریکارڈ کے منبع پر غور کرتے ہیں۔ تو مسیح کے متعلق ہماری تمام امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کے پہلے قصہ گو نہایت ہی ادنےٰ عقل کے لوگ تھے۔ وہ واقعات سے بیان کرنیوالے نہ تھے۔ بلکہ اپنے جذبات و اثرات کی تانیں اڑاتے تھے۔ ماہیگیروں اور کپڑے دھونے والوں سے توقع بھی کیا ہوسکتی ہے کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کہ یہ گندہ ہائے ناتراشیدہ مسیح کے حواری معجزات اور عجوبہ باتوں میں ہی محو رہے۔ اور اپنے معلم کو آنیوالی نسلوں کے لئے نور اور ہدایت کی حیثیت سے جانچنے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اس پر طرہ یہ کہ جو کچھ خطبہ کوہ میں ہے وہ سب سینا۔ ٹالمڈ اور دیگر یہودی مصنفین خصوصاً فلو کی تحریرات میں موجود ہے یہاں تک کہ بعض امثال و نظائر کا جن پر عیسائی مصنف بیحد نازاں ہیں۔ بدھ کی کتابوں سے جو ولادت مسیح سے کوئی دو سو سال پہلے معرض وجود میں آئیں لیا جانا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے جب مسیح کی زندگی کے ریکارڈ ایسے ناقص اور غیر معتبر ہیں تو اس کا مقابلہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کیونکر ہوسکتا ہے۔ تاہم ان بیرونی مشن کے مبلغوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے میں انشاء اللہ بہت جلد ہی ایک کتاب "محمد" اور "مسیح" تصنیف کرونگا +

میں شاید آج کی گفتگو میں مضمون زیر بحث سے ذرا دور چلا گیا ہوں۔ لہٰذا ہی ہمارا مافی الضمیر دوسروں پر روشن کرتے ہیں۔ اسی طرح الہامی الفاظ خدا کی رضا کو انسانوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور اگر ایسے الہامی الفاظ چند صدیوں کے بعد اپنے اصل معانی و مطالب میں تغیر پذیر ہو جائیں تو وہ ہمیشہ کے لئے رضائے الٰہیہ کا آئینہ نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا اس قادر مطلق نے اپنی کسی مصلحت و حکمت کی وجہ سے جسے سوائے اسکے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ ضروری سمجھا کہ مسیح کے بعد دنیا کو ایک اکمل اور آخری پیغام پہنچا دے جو ابدالآباد تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہے اور اصلی غرض کو پورا کرے۔ اور اس کام کیلئے اس نے بہترین نمونہ حجاز کی زبان کو ہی قرار دیا۔

بدی اور اس کی پیدائش

بدی اور اسکی پیدائش کا مسئلہ مذہب اور فلسفہ میں ہمیشہ سے حل طلب رہا ہے خام خیالیوں اور غلط قیاسوں نے صرف مذہب میں غلط عقاید ہی پیدا نہیں کر دیئے۔ بلکہ زندگی کے لئے غلط اصول معرض عمل میں آگئے ہیں۔ ایران میں زرتشت کے پیرو نیکی اور بدی کے دو مختلف خدا۔ یزدان و اہرمن مانتے تھے۔ انسان ان خداؤں کے ہاتھوں میں کھلونے کی مانند تھے۔ یہ دونوں ہمیشہ برسرپیکار تھے۔ اور جو بھی فتح و غلبہ حاصل کر لیتا تھا۔ وہ انسان کو اپنے احکام کی تعمیل کے لئے آلہ بنا تا۔ اِس طرح نیکی اور بدی وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے دنیا پر حکمران رہی۔ مغرب میں کلیسیہ نے اپنے نیم منطقی فلاسفر اور اپاسل (رسول) پولوس کے زیر اثر گناہ کو انسانی ورثہ قرار دیا جس کو وہ کسی حالت میں بھی چھوڑ نہیں سکتا۔ ابتدا ہی میں انسان کی فطرت ناپاک ہوئی اور گناہ اسکی سرشت میں آیا۔ گویا کہ لارڈ ہیڈلے کے لفظوں میں "مشین شروع ہی میں بگڑ گئی"۔ اور خداوند تعالیٰ اُسے کئی ہزار سال تک ٹھیک نہ کر سکا۔ حتٰے کہ آج سے کوئی دو ہزار برس پہلے اسکو ایسے درست طور پر چلانے کی ایک نئی ترکیب سوجھی۔ مگر بدقسمتی سے وہ سکیم بھی ناکام رہی۔ عیسائیت صدیوں تک غلاموں میں رہی اسمیں ننگ زندگی کے کچھ نشان رہے لیکن ائل کنورشن (شاہی تبدیل مذہب) کے ایام سے آج تک عیسائیت گھٹنوں تک خون میں غرق رہی ہے۔ اس کے علاوہ عیسائی

ممالک میں جن اور متفرق شکلوں میں ہی کا دور دورہ ہمیشہ سے ہے ان کا تو ذکر ہی کیا۔ حضرت مسیح خود انسانیت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں۔ اور انکی تعلیم یقیناً راستی کیطرف رہنما ہے۔ گو وہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی و جامع نہیں تاہم اسکی حسن عظمت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر یہ بھی امر واقعہ ہے کہ عیسویت کی ملکہ جہاں کہیں بھی جاتی ہے شراب قمار بازی اور زنا کی تین دیویاں اسکی رکاب سے الگ نہیں ہوتیں جس سے ظاہر ہے کہ خدائی دستور بھی جس کا پہلا اظہار کیلوا ہی کے دردناک نظارہ میں ہوا اپنے مدعا میں ناکام ہی رہا۔

اس قسم کی الہیات جو حضرت عیسیٰ کے نام کیطرف منسوب کیجاتی ہیں نہ اپنے مصنفوں کے لئے باعث فخر ہیں۔ نہ ان کے ممدوح کی عظمت میں کچھ اضافہ کرتی ہیں۔ یہ تو ہمیں مع اسکی تمام قابلیتوں کے خالق کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ گناہ اگر واقعی جبلی ہے تو خدا کے بندوں پر ایک عنایت ہے۔ اور فطرتی گناہ کیلئے ہم سزا کے مستوجب نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک کتا اپنی دُم کو سیدھا یا سر کو نیچے رکھنے کیلئے ذمہ وار نہیں کیونکہ وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے تو ہم بھی اپنے اعمال بد کیلئے جواب دہ نہیں گردانے جا سکتے۔ عدل و انصاف کے اصول کی رو سے ہمیں اس نیکی کے راستہ پر نہ چلنے کیلئے گرفت نہیں ہو سکتی جس پر گامزن ہونا فطرتاً ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اور اگر مناسب حدود کے اندر اپنی فطرت کے مطابق عمل کرنا سلیقہ و شائستگی ہے تو ہم سوسائٹی کی مجوزہ حدود کے اندر اپنی غلط کاری میں بالکل راستی پر ہوتے ہیں۔ یہ بظاہر اسر متضاد اور خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن ہمیں کرسچین چرچ کی قائم کردہ منطق یہی نتیجہ نکالنے پر مجبور کرتی ہے۔

بدھ کی نظروں میں تو انسان کی ہستی ہی مکروہ ہے۔ اور اسمیں کوئی خوبی دکھائی نہیں دیتی۔ تکلیف اور مصیبت بدی کے پھل انسان کے مقدور میں غالب ہیں۔ اور نجات کا ذریعہ سوائے ہلاکت کے اور کوئی نہیں بھلا آدمی جو عنصری ترکیب کا بہترین مرکب ہے پیدا ہی کیوں ہوا اگر اسکی قسمت میں مصیبت ہی مصیبت تھی۔ حالانکہ باقی قدرت تمام خوبصورتی ہی خوبصورتی ہے۔ یہ ایک معمہ ہے جس کو حل کرنا بدھ مذہب والوں کا ہی کام ہے

قدرت فی نفسہٖ سب کی سب بدی و شرارت ہی ہوگی کہ اس کا بہترین مظہر یعنی انسان مجسم بدی اور آفتوں کا نشانہ ہے۔ ایسے مسائل بنی نوع آدم کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور تہذیب و تمدن کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔

ہندو فلاسفر بھی مسئلہ زیر بحث کا کوئی بہتر حل پیش نہیں کرتے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ بھی پرم برہما (خدائے اعظم) کو بدی کے بانی ہونے سے سبکدوش نہیں کرتا۔ اور خدائی ہاتھ کو بنی آدم سے بدی کرانے میں حق بجانب ثابت کرنے کو کرما یعنی تناسخ کے نظریہ کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے میں تمام دنیا بھٹکتی پھرتی ہے خدا کی آخری کتاب قرآن کریم میں اس مسئلہ کا صحیح اور فیصلہ کن حل موجود ہے۔ خدائے رحمٰن و رحیم جس کو سب نیکی کا سرچشمہ تسلیم کرتے ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ بدی کا منبع نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ خدا کی طرف سے ہے وہ انسان کے فائدہ اور بھلائی کیلئے ہے۔ اسکی ہر پیدا کردہ چیز بشرطیکہ اس کا استعمال جائز طور پر ہو انسانی اغراض کو پورا کرنے کیلئے ہے دوسرے لفظوں میں زمین و آسمان کی کوئی شے مع جملہ انسانی قویٰ کے فائدہ سے خالی نہیں۔ ان میں ایک نہ ایک خاصیت ہوتی ہے جو مقررہ حدود کے اندر مناسب استعمال سے ہمیں پورا پورا فائدہ پہنچاتی ہے تمام علم اور سائنس کا مدعا ان مقررہ حدود کا دریافت کرنا ہے۔ جن سے تجاوز کرنا اس ضرر کا باعث ہوتا ہے۔ جسے عام الفاظ میں بدی کہتے ہیں۔ جب ہم خدا کے عطیوں کو حدود اللہ کے اندر کام میں لاتے ہیں۔ تو ہم نیکی کرتے ہیں۔ اور جب ہم ان سے بڑھ جاتے ہیں تو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تشریح کے طور پر ادویہ کی متفرق قسمیں لو۔ وہ اپنی خاصیتوں کی وجہ سے ایکدوسرے کے اثر کو زائل کرتی ہیں مگر ہر ایک کسی نہ کسی دکھ کیلئے مفید ہے، اگر دو دوائیں اپنے اثر میں ایکدوسرے کے خلاف ہیں۔ تو تم ایک کو اچھی اور دوسری کو بری نہیں کہہ سکتے۔ دونوں اپنے موقعہ پر اچھی ہیں اور بموقع بری بھی افیون جو تسکین درد کے لئے خدا کی رحمت ہے چین اور دوسرے ملکوں میں انسان کیلئے لعنت بن گئی ہے اکسیر اگر بلا ضرورت کھائی جائے تو زہر کا اثر دکھائیگی۔ یہی حال ہمارے تمام قویٰ کا ہے۔

انسانی فعل اور ان کے نتائج ہمیشہ ایک ہی ہیں لیکن وہ موقعہ و محل کی تبدیلی سے نیک یا بد بن جاتے ہیں۔ مرد اور عورت کا ساتھ سوسائٹی کے قانون کے مطابق تو باقاعدہ عقد نکاح سے ہوتا ہے۔ حالانکہ وہی چیز دوسری طرح ایک بدی ہے جو تعلیم قرآنی کی رُو سے قتل سے دوسرے درجہ پر ہے۔ غرضیکہ جو کچھ صادر من اللہ ہے وہ ہماری بھلائی کے لئے ہے۔ یہ ہماری متفرق حاجتیں یعنی مختلف قوتیں اور استعداد ہمارے نشو و نما کیلئے ہے مگر ہماری بد استعمالی ان کو مضر بنا لیتی ہے اور ہمارا فعل گناہ کہلاتا ہے +

ہم اس دنیا میں بالکل پاک آتے ہیں نیکی کرنے اور بلند ترین مقام تک پرواز کی طاقت ہم میں موجود ہوتی ہے۔ ہمارے ماحول کی ہر ایک چیز ہمارے پیدائشی مدعا کی امداد کیلئے ہے بیشک ہمیں اپنی قابلیتوں اور ماحول کا علم ناگزیر ہے۔ اور اگر کوئی چیز دنیا میں بدی کا موجب ہے تو وہ ہماری جہالت ہے۔ قدرت کہا جاتا ہے کہ نہایت سخت گیر ہے۔ اور نافرمانوں کو بخش ہی نہیں سکتی۔ جو لوگ اپنی بے علمی کی وجہ سے اس کے قانونوں کو توڑتے ہیں۔ وہ ان پر تباہی نازل کرتی ہے سائنس آکر اسرار قدرت معلوم کرتی ہے۔ اور آن کی آن میں اس سخت گیر بیگم کو ایک فرمانبردار خادمہ بنا لیتی ہے۔ عناصر کا تمام غضب ہماری اطاعت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ مختلف مظاہر قدرت میں بدی اور ضرر معلوم ہوتا تھا۔ اب صرف خدائی رحمتوں کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔ قدرت کی مختلف قوتیں یا متفرق اشیاء اپنے علیحدہ علیحدہ اثرات کی وجہ سے کہیں اچھی اور کہیں بری ہوں مگر بذاتہ وہ سب خیر کی مد میں سے ہیں۔ سردی اور گرمی مختلف حالات میں اچھی یا بری ہو سکتی ہیں۔ مگر اپنے مقررہ عمل میں دونوں برابر مفید ہیں۔ اسی طرح قانون کشش مرکز اور قانون کشش سالبہ نیک و بد کہے جا سکتے ہیں حالانکہ تمام کائنات کے با اسلوب عمل و قیام کے یہی دو عظیم کارپرداز اور ذمہ دار ہیں۔ کیا سفید کارپسل ہمارے جسم کے لئے مضر نہیں ہے لیکن ہماری تندرستی انہیں سفید اور سرخ جراثیم کی دائمی کشمکش پر منحصر ہے۔ قدرت میں ایسی مثالوں کی کمی نہیں جن سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی چیز جو صادر من اللہ ہے اپنے صحیح استعمال میں اور مناسب محل پر ہرگز "شر" نہیں۔ یہ تو مقررہ حدود کی خلاف ورزی ہے جو شر پیدا کرتی اور گناہ کا موجب بنتی ہے +

خیر و شر کا یہ انکشاف ہمیں قرآن میں ملتا ہے جو شر کو محض کسبی گردانتا ہے نہ کہ "جدی"
اسما بك من حسنة فمن الله ۔ ما اصابك من سيئة فمن الفسك ۔ ترجمہ تمہیں
جو خیر پہنچتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو مصیبت نازل ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے فعلوں کا نتیجہ ہے)
بدی خدا کی طرف سے نہیں بلکہ انسانی افعال یا جہالت اور بے پروائی کا نتیجہ ہے خدائی الہام
انہیں حدود کی ہدایت کے لئے ہوتا ہے۔ خدا نے ہمیں اسکی پیدا کردہ اشیاء کے صحیح و غلط استعمال
میں تمیز کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ اس نے ہمیں اس کا علم دیا ہے۔ اور اگر ہم اس کے
خلاف کرتے ہیں۔ تو ہم اپنے افعال کے جوابدہ اور سزا کے مستوجب ہیں۔ قدرت کی ہر چیز مع
انسان اور اسکی قابلیتوں کے قانون کے زیر حکومت ہے ان قوانین کی پابندی ہمارے لئے "خیر" ہے
لیکن اگر ہم ان کو توڑتے ہیں تو نتیجہ یقیناً اس کا الٹ ہو گا سینٹ پال ایسی سادہ منطق بھی
نہ سمجھ سکا۔ اور نہ ہی اس کے بعد کے پادری اپنے دلوں کو اس کے مغالطہ سے پاک کر سکے
اس کی رائے میں قانون ایک لعنت تھا۔ جو دنیا میں گناہ لایا۔ اور جس سے نجات اسکو
صرف خون مسیح میں نظر آئی۔ قانون گناہ نہیں پیدا کرتا بلکہ اسکی خلاف ورزی بدی کا
موجب ہوتی ہے۔ قانون خیر کے حاصل کرنے کا راستہ ہے۔ اور اسکی خلاف ورزی گناہ ہے۔
قرآن کی زبان اس قدر واضح ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق کوئی شک دل میں باقی نہیں چھوڑتی۔ تمام
عربی الفاظ کے معنی جو انگریزی لفظ (سن) کے مقابلہ میں یا اس کا مفہوم ظاہر
کرنے کیلئے متن میں موجود ہیں تجاوز کرنا یا خاص حدود سے آگے نکل جانا ہے۔

"جناح" جرم کے لغوی معنی ہیں مناسب جگہ سے برطرف ہونا۔
"عصیٰ" کے معنی ہیں بڑھ جانا (حد سے)
"جرم" کے معنی ہیں ایک طرف پھینکے جانا۔
"ذم" کے معنی ہیں جائز خطوط سے اوپر ہونا۔
"عدا" کے معنی ہیں حد سے گذر جانا۔

غرضیکہ یہ تمام عربی الفاظ قرآن میں سن (یعنی گناہ کیلئے آتے ہیں۔ اور ان کے
بنیادی معنی جو اوپر بیان ہوئے ہیں، قرآنی تعلیم کے مطابق "گناہ" کی صورت و اصلیت بتاتے ہیں جو

خاص حدود سے آگے بڑھ جانا ہے +

لفظ تہنی۔ جو قرآن میں تاسف کیلئے آتا ہے۔ اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالتا ہے اس کے لغوی معنی ہیں "واپس ہونا"۔ انسان کے تمام افعال جب تک وہ حدود کے اندر ہے نیکی ہیں۔ اگر وہ حدود سے تجاوز کرے تو وہ گناہگار ہے لیکن جب وہ حدود میں رجعت کرتا ہے تو لفظ کے اسلامی معنوں میں وہ توبہ کرتا ہے۔ اس سوال کا ایک اور پہلو بھی ہے جس پر کچھ کہنے کی ضرورت ہے یہ ہمارے گناہ کرنے کی قابلیت کا مسئلہ ہے +

مذہب بت پرستی اور عناصر پرستی

یہ یقین کہ اگر کسی حقیقی یا فرضی چیز کو اس امید پر پوجا جائے کہ یہ فعل زندگی میں ہماری خوش قسمتی اور آخرت میں نجات کا باعث ہوگا۔ وسط افریقہ میں لوگوں کو اصنام پرستی پر قائم رکھے ہوئے ہے۔ ہم ان لوگوں کو انڈے کے خول کے آگے سر نیاز خم کرنے کیلئے الزام نہیں دے سکتے کوئی زمانہ یا ملک اصنام پرستی سے خالی نہیں رہا۔ لوگ عناصر اور ان کے مرکبات کی اس ایمان پر عبادت کرتے رہے ہیں۔ ثوابت۔ دریا۔ اشجار۔ حجر حیوانات انسان سے اپنی پرستش کراتے رہے ہیں۔ جو صرف خدائے بزرگ و برتر ہی کا حق تھا۔ کیا یہ سب بت پرستی نہیں۔ اگر بعض ہندوستانی ایک چیز کی ایسی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جیسی افریقہ کے غیر مہذب دہقانی انڈے کے چھلکے کی تو عقل افریقہ اور ہند کی نفسیات کے درمیان فرق نہیں کر سکتی لیکن سائنس نے تو ان تمام دیوتا دیویوں کو ہماری کنیزیں بنا دیا ہے۔ وہ الوہیت کے تخت سے اتار کر ہماری خدمت پر لگا دی گئی ہیں کسی زمانہ میں وہ ہماری حکمران تھیں۔ اب تو ہمارے قدموں میں بیٹھی ہیں + مگر مادہ بھی ایک ہرجائی کیر یکٹر ہے۔ مختلف زمانوں اور ملکوں میں مختلف شکلوں اور صورتوں میں رونما ہوتا ہے۔ جب ایک نسل کا ربانی لباس بالکل پھٹ جاتا ہے اور اسکے عیب ظاہر ہونے لگتے ہیں تو یہ نئی پوشاک بدلتا ہے۔ اور بنی آدم سے پھر تعظیم کا مدعی ہوتا ہے ٹھیک جس طرح ایک برہمن ہر روز تازہ پھول اپنے دیوتا پر چڑھاتا ہے۔ اور کل کے ہار اتار کر پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح انسان مختلف خیالات و جذبات کے ماتحت کبھی انڈے کو پوجتا اور کبھی کسی آدم زاد میں خدا کو جلوہ گر دیکھتا رہا ہے۔ اگر ہمیں یقین ہے کہ کسی شخص کی یا اسکی زندگی کے کسی واقعہ کی تقدیس اور برتری

انسان عظمت پر ایمان لانا ہمارے اخلاق کی حیرت انگیز طور پر کایا پلٹ دیتا ہے! وہمیں خدا کی بہترین انعام واکرام کا مورد بنا دیتا ہے۔ حالانکہ حیرت وہم ہی وہم ہے اصلیت کچھ بھی نہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ہم اپنے وسط افریقہ کے ہمجنسوں پر کیا فوقیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ مقدمات صحیح ہیں۔ تو کیا میں یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ دنیا کے ایسے تمام مذاہب وعیسائیت ان میں شامل ہی جو آدمی کی دنیوی اور اُخروی نجات کو صرف چند معتقدات پر منحصر سمجھتے ہیں۔ اور اعمال سے واسطہ نہیں رکھتے۔ مادہ پرستی اور عناصر پرستی کی ایک جلا کی ہوئی شکل ہیں بعض رسمیات کو جنہیں ہم نے ان میں خدا کی عبادت کہا جاتا ہے۔ اس ایمان سے ادا کرنا کہ وہ ہماری جانی ترقی کیلئے کافی ہیں انتہائی درجہ کی بت پرستی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ عشاء ربانی کا کھانا یہاں تک تو بالکل ٹھیک ہے کہ اس سے مسیح کی آخری دعوت کی یاد تازہ رہتی ہے مگر اسکو اس خیال سے قرب الٰہی کہنا کہ یہ ہمارے جسم میں مسیح کا خون اور گوشت لے آتا ہے ایک ایسی بات ہے جس کو کوئی ذی عقل عزت کی نگاہ سے تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہ اپنی قسم کی کوئی نئی بات نہیں۔ ہندوستان کے ہر مندر میں قرب الٰہی حاصل کرنے کے ایسے ہی طریق رائج ہیں۔ بتوں کی منتیں ماننا اور چڑھاوے چڑھانا ان آسمانی روحوں کے قرب کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے جن کی مورتوں کے آگے نذریں پیش کیجاتی ہیں جب تک انسان مذہب اور عقل کو دل کے دو علیحدہ علیحدہ خانوں میں بند رکھیگا۔ بت پرستی کسی نہ کسی شکل میں رونما ہوتی رہیگی۔ ان تمام معتقدات ورسمیات کو جو مختلف مذاہب میں دائر وسائر ہیں اس خدا کے عطیہ جو انسان اور حیوان میں ما بہ الامتیاز ہے یعنی عقل کی کسوٹی پر پرکھو تمہاری تمام دیوتا اور دیویاں خاک میں ملجائیں گے۔ وہ محض مٹی کے بت رہجائیں گے جن کو پہلے جہالت اور خوش اعتقادی نے خوشنما پوشاک میں ملبوس کر رکھا تھا۔ کائنات عالم کی تمام اشیاء ایکدوسرے کی

نوٹ: لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین ج واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل و السائلین وفی الرقاب ج واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ج والموفون بعھدھم اذا عاھدوا ج والصٰبرین فی الباساء والضراء وحین الباس ط اولٰئک الذین صدقوا ط واولٰئک ھم المتقون ٭

ممد و معاون ہیں۔ وہ بعض خاصیتوں میں مختلف ہیں لیکن سب کی سب خوش سلوبی سے اپنے افعال کو انجام دے رہے ہیں۔ اگر مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ اور اسی کا عطیہ ہے تو کوئی مذہب یا ایمان جو ہمارے اور اس کے منافی ہو۔ آسمانی مذہب نہیں۔ بلکہ صرف بت پرستی و مادہ پرستی ہے خدا ہماری عزت و تکریم کا محتاج نہیں۔ اگر ہماری عبادتیں اسکی خوشنودی کا باعث ہوتی ہیں تو وہ جذبات کا خدا ہے۔ ایسے خیال "انسان صفت خدا" کے ماننے کا باعث ہوتے ہیں جو اخلاقیات کے لئے مفید نہیں۔ اگر انسان واقعی جیسا عموماً کہا جاتا ہے خدا کی بہترین صنعت ہے۔ تو اسکی پیدائش کا ضرور کوئی اعلےٰ مقصد ہونا چاہئیے۔ کھانا پینا اور افزائش نسل تو کوئی بلند غرض نہیں اس طرح تو عالم حیوانات کے تمام ادنےٰ ممبر بھی اشرف المخلوقات کے ہم پایہ ہوئے۔ انسانی ڈھانچے میں کچھ اور بھی ہے مثلاً اخلاقیات۔ عادات فاضلہ۔ روحانیت۔ اور روح۔ خدائے برتر کے مقدس قرب کے لئے خواہش پرواز۔ اگر انسان کی یہ بالقوی استعدادیں کسی مذہب کی پیروی سے بالفعل نہیں ہو سکتیں تو وہ مذہب نہیں بلکہ بت پرستی کی متفرق شکلیں ہیں۔ اسلام نے مذہب میں ایک نیا مقصد پیدا کر دیا ہے یعنی اسے زندگی کا ایک نظریہ بنا دیا ہے اور ایسے قواعد و ضوابط مہیا کر دیئے۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنی فطری استعدادوں کو بالفعل بنا سکتا ہے +

اسلام میں عبادت خدائی قانون کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ جو کچھ مسلمان مسجدوں میں کرتے ہیں۔ وہ ان کے دلوں کی حالت کا پتا بتاتا ہے۔ ان کا رکوع اور سجود صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کی رضاء کیلئے پست و ذلیل کرنے کے لئے بالکل مستعد ہیں۔ تاکہ اس مقصد عظیم کو پورا کر سکیں جس کے لئے انسان پیدا ہوا ہے یعنی آخرت میں ترقی کرنے کیلئے اپنے آپ کو قابل بنانا +

لندن مسلم ہاؤس ۱۸-۱۹ء

دیوتاؤں کی پیدائش۔ موت اور دوبارہ پیدائش

انسان ایک عبادت گذار حیوان ہے۔ وہ کسی نہ کسی کی پرستش ضروری سمجھتا ہے بت پرستی سے انسان پرستی تک اسکی جستجوئے معبود نے اسکے دیوتاؤں کو مختلف لباسوں اور رنگوں میں پیدائش،

دی ہے منکر خدا کا بھی ایک ایک بُت ہوتا ہے۔ وہ اپنے مطلوب و مرغوب خواہشات کی پرستش کرتا ہے
اس میلانِ طبع کو قرآن کریم نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ارءیت من اتخذ الٰھہ
ھواہ (الفرقان رکوع ۴ آیت ۴۳) انسان کی اپنی خواہشات ہی آگی دیویاں نجاتی
ہیں سبکی حاجات اس کے دیوتاؤں کو متفرق پوشاکوں میں ملبس کرتی ہیں۔ اور اس کے
نصب العین اِن کو خدائی اوصاف سے آراستہ و مزین کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے لئے ایسے
دیوتا ہمارے نصب العین کی طرح ابدی معلوم ہوتے ہیں مگر ہمیشہ غیر مرئی طور پر بدلتے رہتے ہیں
ہماری حالتیں تبدیل ہوتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ہماری حاجات و خواہشات بھی۔ نئے ماحول ہمارے
خیالات پر اثر ڈالتے ہیں۔ اور ہمارے مقصد و نصب العین کو نئی شکل دیتے ہیں۔ کل کا خوبصورت
آج مکروہ اور بدنما ہو جاتا ہے۔ دیوتاؤں کی پرانی صفات اب ہمیں ہرگز اپیل نہیں کرتیں
لہذا پرانا خدا مرجاتا ہے اور نیا خدا جدید خیالات میں ملبس ہو کر پیدائش پاتا ہے۔ بدھ مذہب کا
ایک شاعر کہتا ہے "جو ہار اس نے پہنا ہوتا ہے۔ اسکے پھول مرجھاتے ہیں۔ اس کا
شاہی لباس کہنہ اور دریدہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی بلند جگہ سے نیچے گرتا ہے۔ اور پھر نیا جنم لیتا
ہے اسے نیا نام ملتا ہے مگر انسان کی اپنی ہی مخلوق ہوتا ہے۔ نئے خیالات ایک نئے دیوتا
کے لباس میں اس کے دل میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کے مختلف قصوں میں
خدا کے تصورات میں جو اختلافات ہیں اسکی یہی وجہ ہے لیکن دنیا کبھی حکایات اور افسانوں سے
خالی نہیں ہے۔ وہ ایسی رمز شناس ہے کہ ہوا کے ہر جھونکے پر اپنی شکل کاٹ چھانٹ کر سنوار لیتی ہے
زمانہ کی تبدیلیاں جو نئے خیالات پیدا کرتی ہیں وہ ہمیشہ اسکو کسی نہ کسی نئی صورت میں ڈھال دیتے
ہیں عیسویت کے گذشتہ دو ہزار سالوں میں معبود نے کئی جنم لئے ہیں الوہیت مسیح کے عام خیالات
کے ماتحت وقتاً فوقتاً مختلف تصریح و تشریح ہوتی رہی ہے چرچ ہمیشہ سے ابن الوقت ہا ہے ضروریات
زمانہ کے مطابق اس کے قدم بھی پھیلتے ہیں۔ یہ تبدیلی گو محسوس نہیں ہوتی لیکن ہمیشہ ہوتی رہی ہے
ہمارے ایام نو عجائبات و معجزات کے دن ہیں۔ زمانہ اڑتا چلا جا رہا ہے صدیوں کا کام کوئی
دس سال میں پورا ہوتا ہے۔ ہمارے دن لوگوں کے خیالات کو بدلنے میں سالوں کا کام کرتے ہیں
بھلا ایسا زمانہ مغرب میں چرچ کی الہیات پر اثر کئے بغیر کب رہ سکتا تھا۔ میرے خیال میں بھی نہیں

ہم پر پھر نزع کی مصیبتیں اور بلائیں ایک ہی وقت میں نازل ہیں۔ پہاڑ پر سے بھولنے والا خدا۔ ایام جنگ میں پھر کیلوا ری پر موجود تھا۔ شاہزادہ امن کا لباس دریدہ ہو چکا تھا۔ وہ قبر میں رکھدیا گیا مگر اس کا دوسرا جسم بھی کچھ دور نہ تھا پھر اٹھایا گیا اور مسیح شاخ زیتون کی بجائے مریخ کا رسول ہاتھ میں لئے خندقوں میں خاکی وردی زیب تن کئے ہوئے دکھائی دیا۔ امن کا خدا جو برائے نام صدیوں تک عیسائی ملکوں پر نرمی و محبت کی روح پھونکتے ہیں حکمران رہا مغرب کی جوع الارض کے موافق طبع تھا۔ لہٰذا اُسے مرکر پھر جنگ کے دیوتا کا مظہر بنکر آنا پڑا ۔

ایک وقت امن کی خوشخبری لانیوالا خداوں گویا تھا "میں تمہیں کہتا ہوں کہ بدی کا مقابلہ مت کرو۔ بلکہ جو کوئی تمہیں دائیں رخسار پر مارے تو دوسرا بھی اسکی طرف پھیر دو۔ اور اگر کوئی آدمی تیرا کوٹ لے جائے تو اُسے اپنا جبّہ بھی دے دو۔ دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم پر لعنت بھیجیں تم اُن کیلئے برکت مانگو۔ جو تمہیں حقیر سمجھتے ہیں تم ان سے نیکی کرو۔ اور جو تم پر ظلم کریں تم اُن کیلئے دعا " الفاظ بالکل سادہ تھے لغوی معنوں کے علاوہ ان سے کبھی کوئی کوئی اور مفہوم نہیں لیا گیا۔ اس کے پجاریوں کے لئے مسیح کی بھیڑیں کہلانا باعث فخر تھا لیکن واقعات نے پلٹا کھایا۔ اور کئی ایک شبان جُبے اور سفید چغے زیب تن کئے ہوئے لندن کے بشپ کی زیر سرکردگی ۹ جون ۱۹۱۷ء کو بعد دوپہر ہائیڈ پارک کی طرف ایک جلوس میں نکلے۔ جب وہ ماربل آرچ پہنچے تو لندن کے ایک بشپ نے اپنے خطبہ میں ذیل کے الفاظ کہے :-

"نئے عہد نامہ کی تمام آیات جو نیک مقرض پیش کرتے ہیں صحیح طور پر نہیں سمجھی گئیں۔ اور غلط طریق سے بیان ہوئی ہیں..... اگر ہم ایک بدمعاش کو کسی ننھے بچے سے بدسلوکی کرتے ہوئے دیکھیں تو کیا ہمیں خاموش رہنا چاہئے نہیں بلکہ ہمیں فوراً پوری قوت سے اس بدمعاش کو سزا دینی چاہئے چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اپنے حقوق کیلئے لڑیگی۔ طاقتور قوموں کا فرض ہے کہ وہ دُنیا کی کمزور قوموں کو حملہ آوروں سے بچائیں.... ہمیں حملہ آوروں کو مقبوضہ زمین سے نکالنا چاہئے۔ اگر ہم خاموش بیٹھے رہتے۔ اور ہاتھ پاؤں نہ ہلاتے تو انگلینڈ کی عورتوں اور بچوں کا بھی وہی حشر ہوتا جو بلجیم والوں کا ہوا "

اسی مہینے میں جب چلمسفورڈ کے لارڈ بشپ نے الفورڈ میں زخمی سپاہیوں کے

دھونے کے دستور کی پرواہ نہ کرنا۔ قانون کی نہیں بلکہ ربیوں کے رواج کی خلاف ورزی تھی اس فسخ کے باوجود بھی وہ ایسا ہی سبت کا لاڈو تھا جیسا کوئی اور پابند قانون مگر رسمیات سے لاپرواہ رہتی اس زمانہ میں ہو سکتا تھا بشرطیکہ رواج اور قانون میں جو فرق ہے اسے سمجھنے کی کبھی کوشش بھی کی ہو +

ایک ایسی قوم کو جو قانون سے بےخبر اور رواجات میں پھنسی ہوئی تھی بیدار کرنے کیلئے کئی ایک سخت تدابیر کی ضرورت تھی۔ اس کا منشا تھا کہ اول الذکر کی پیروی کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو موخر الذکر کو ترک کر دیں۔ اور اس کا بہترین طریقہ یہی تھا۔ کہ وہ ان کے ایک مسلمہ دستور کو خود توڑتا۔ وہ اپنے گروہ کو تکلفات کی غلامی سے آزاد نہ کرا سکتا تھا۔ جبتک انکو خود نہ چھوڑتا ایک طرف تو اس نے سبت کو توڑا لیکن دوسری طرف صاف کہا کہ میں قانون کو تباہ کرنے کیلئے نہیں آیا۔ اس طرح اس نے رواج کے بندوں کو قانون اور رسم میں فرق کرنا سکھلایا۔ ربانی ہدایات کے مطابق سبت کا منانا خلاف فطرت تھا۔ لہذا خدائی قانون نہ ہو سکتا تھا۔ اس غلطی سے آگاہ کرنے کیلئے مسیح نے سبت کو توڑا۔ وہ صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ سبت کا مدعا احکامات کے مطابق بنی آدم کی خدمت یعنی چھ دنوں کے کام کے بعد راحت دینا تھا۔ اس کا یہ کہنا بالکل ٹھیک تھا۔ کہ سبت انسان کے لئے بنا نہ کہ انسان سبت کے لئے سبت کو توڑ کر اس نے ایک عمدہ سبق دیا کہ عیسائیوں اور پادریوں نے اسکی پرواہ نہ کی اور اس انحراف کو خدائی اختیار کی علامت سمجھا جو اسکی ذات کے لئے مخصوص تھی۔ وہ اندھا دھند غلامانہ طور سے دو ہزار برس تک سبت مناتے رہے۔ حتیٰ کہ اس جنگ عظیم نے انکی آنکھیں کھولیں۔ یہ خدائی استحقاق جو چرچ نے مسیح کیلئے مخصوص کر رکھا تھا ضروریات زمانہ کے ہاتھوں چور چور ہوا۔ ہر ایک با ایمان عیسائی سبت کے دن بولنے اور بھٹے توڑنے لگا۔ جس کی عزت پابندی سے خلاف ورزی ہی تھی +

اسلامی اور عیسائی تہذیب

(از قلم مسٹر آر - لقمان صاحب)

سوسائٹی میں عورتوں کی قدر و منزلت تہذیب کا ایک یقینی معیار ہے۔ حضرت مسیح نے جیسا ہم انجیل میں پڑھتے ہیں اس کے متعلق ہدایت فرمائی ہے۔ نبی کریم صلعم نے بھی اپنے قول و فعل سے عورتوں کی عزت کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ آپ کا فرمانا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے اس امر کی کافی دلیل ہے۔ کثیر الازدواجی کو نبی کریم صلعم نے رائج نہیں کیا بلکہ تمام پرانی اقوام میں اس کا رواج تھا۔ اس رسم کی آڑ میں عورتوں سے نہایت برا سلوک ہوتا تھا۔ آپ نے اس رسم کے بدنتائج کو روکنے کیلئے اسے باقاعدہ بنانے کی کوشش کی تا کہ تعدد ازدواج وہی شخص کر سکے جو اس بوجھ کو سنبھالنے کے قابل ہو۔ اور اپنی بیویوں میں انصاف قائم رکھ سکے۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلث و ربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (ترجمہ) تو اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار نکاح کر لو لیکن اگر تم کو اسبات کا اندیشہ ہو کہ کئی بیبیوں میں برابری کے ساتھ برتاؤ نہ کر سکو گے تو ایک ہی بی بی کرنا (النساء رکوع ۲)+

اس قسم کی بندشوں نے عورت کی حالت میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں نبی کریم صلعم نے اور کوئی نکاح نہیں کیا۔ بعد میں ازواج مطہرات تو اولاد کیلئے تھے جسے مشرق میں بہت اہمیت دیجاتی ہے جنہیں سے ایک اصحابہ میں نفاق کو روکنے کی خاطر سے ہوا۔ حرم کی علیحدگی اور بہت سی بداخلاقیوں کو روکنے کیلئے کافی تھی۔ اسلام میں عورتوں نے بڑے بڑے جلیل القدر مراتب حاصل کئے۔ زبیدہ جو ہاروں کی اہلیہ تھیں بہت سے عہدوں پر ممتاز رہیں۔ سکینہ حضرت علیؓ کی نواسی اپنے زمانہ کی نہایت ہی قابل اور نیک خاتون تھیں۔ بوران اہلیہ مامون ان کی دختر اور ہمشیرہ سب اپنے علم و فضل کی وجہ سے شہرہ آفاق تھیں۔ شیخہ مشہور شندہ بغداد میں زباندانی نظم اور علم پر لیکچر دیا کرتی تھیں۔ ذبورہ بڑے بڑے جنگجو بہادروں کے ساتھ جنگ میں شریک

ہوتی تھیں پاکباز رابعہ بھی آخری زمانہ کی مشہور خاتون ہیں۔ قرطبہ کے کالجوں میں زنانہ مریضوں کیلئے عورتیں ہی سرجری کا کام کرتی تھیں۔ عیسائیت عورتوں کو کسی اور نظر سے دیکھتی ہے کرائیسوسٹم ایک جگہ لکھتا ہے۔ عورت کیا ہے مگر رفاقت کی دشمن ایک لابدی سزا ایک ضروری بدی ور ایک قدرتی لالچ آنسوؤں کا منبع قدرت کی ایک بد کائنات جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ یہ ہو خاہے اور ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے۔ اسلئے اسی وقت سے اسکی فطرت ٹیڑھی چلی آتی ہے بعض کے مطابق عورت جہنم کا دروازہ ہے۔ اسی قسم کے اور الفاظ عیسائیوں نے عورت کی نسبت لکھے ہیں کلیسیہ نے عورت کو بے عزت بخشی ہے اور پھر حضرت مریم کی پرستش بھی ہوتی ہے۔

لی (Lea) اپنی تصنیف (Superstition and force) میں جادوگری کی سزا جو عورتوں کو دیجاتی تھی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایک جادوگر عورتوں کی شناخت کرنیوالے کا بیان ہے۔ کہ اس نے اکیسو بیس عورتوں کو ناحق آگ میں جلوادیا۔ یہ قبیح رسم ۱۷۲۲ء تک جاری رہی جب ایک بوڑھی عورت کو جس کا دماغ عمر کی وجہ سے صحیح نہ تھا جلانے کا حکم دیا گیا۔ یہ عورت جلتی آگ دیکھ کر خوش ہوئی اور اپنے ہاتھ آگ پر تاپنے لگی (Rogers, Scotland Social and Domestic Page 4)

اسی طرح فرانس اور جرمنی میں بھی عورتوں کو جلایا جاتا تھا۔ کلیسیہ کے ارا کین اور مذہبی پیشوا انجیل مقدس کو ہاتھ میں لیکر اس رسم کی حمایت کرتے تھے۔ لوتھر نے بھی جن بھوت کے عقیدہ کی توسیع کی۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ ذہنی علوم بالکل نابود ہوگئے۔ اور دنیا پر جن بھوت اور اسی قسم کی تاریک ہستیوں کی حکومت قائم ہوگئی سینٹ گریگوری اعظم نے فوکاس کو سلطنت بیزنطائن کے حقیقی وارث شہنشاہ موراٹس کے قتل پر مبارکباد دی +

موراٹس کو اسکی جائے پناہ سے نکالا گیا۔ اس کے پانچ بیٹوں کو اسکی آنکھوں کے سامنے مارکر آخر اسے ہلاک کردیا۔ ملکہ کو بھی سینٹ صوفیا کے گرجے سے نکالکر اسکی تینوں بیٹیوں سمیت ایزارسانی کے بعد قتل کردیا گیا۔ اس خاندان کے باقیماندہ اشخاص سے بھی سخت انتقام لیا گیا بعض کو اندھا کردیا۔ اور بعض کی زبانیں کاٹ ڈالیں۔ اور کئی ایک آگ کی نذر ہوئے

یہ عذاب اسے دیا گیا کہ یہ خاندان پکا عیسائی نہ تھا۔ گریگوری نے فوکاس کو دو خط لکھے
جو انجیل کی آیات سے پُر تھے۔ اور اس کامیابی پر مبارکباد دی +

اسلام میں مادہ پرستی یا بت پرستی کا نام و نشان تک نہیں شروع سے ہی یہ مذہب توحید کا حامی رہا ہے۔ نبی کریم صلعم نے آکر بت پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام سے پہلے بتوں کی پوجا اور مختلف مظاہر قدرت اور عناصر کی پرستش ہی لوگوں کا مذہب تھا۔ کلیسیہ میں آج بھی یہی رنگ موجود ہے۔ بیشمار اولیاء۔ فرشتے اور شہید عبادت کے مطلع کو تار یک کئے ہوئے ہیں بلجیم میں ابھی تک تین درخت ہیں جنکی پرستش ہوتی ہے۔ اور ان کے گرد عجیب و غریب رسوم ادا کیجاتی ہیں عیسائیت نے پرانے مذہب کا خاتمہ نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ اور بہت سی توہم پرستیوں دیوتا اور ولیوں کے قصوں کو اپنے اندر رائج کر لیا۔ مذہب کی روشنی میں توہم پرستی قائم نہیں رہ سکتی۔ زمانہ وسطیٰ کے ہر ایک گرجا میں ایک جادوگر کا ہونا ضروری تھا۔ جو تعویذ گنڈے اور سحر کے متعلق ایسی ہی اور اشیاء فروخت کیا کرتا تھا۔ (ریڈبرگ) آج بھی حادثات سے بچنے اور بچوں کو ارواح اور بھوتوں سے محفوظ رکھنے کیلئے گھوڑے کا آہنی نعل استعمال ہوتا ہے۔ ان باتوں کے تحریر کرنے سے صرف یہ مقصد ہے۔ کہ آج بھی انگلستان میں توہم پرستی عوام میں کس قدر رائج ہے۔ ہمارا مدعا یہ نہیں کہ حضرت مسیح پر کوئی حرف آئے۔ مسلمان آپ کو خدا کی طرف سے ایک نبی مانتے ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لوتھر میں اتنی رواداری نہ تھی۔ اس نے جو الفاظ نبی کریم صلعم کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ وہ ہرگز ایک عیسائی عالم الہیات کے شایاں نہیں لیکن ان سے لوتھر کی وسعت قلبی کا اندازہ ہو جاتا ہے آج بھی ایسے عیسائی موجود ہیں جو ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ واقعات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسلامی اور عیسائی تہذیب کا مقابلہ کرتے ہیں کہ بنی نوع انسان کو کس نے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے ہمیں کینن آئزک ٹیلر کے مندرجہ ذیل ریمارک سے کلی اتفاق ہے +

اوائل میں اسلام کی اشاعت ہی ایک حل طلب معمہ نہیں بلکہ قبولیت اسلام کے بعد

بھی اس کے پیرو نہایت مضبوطی سے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہیں۔ افریقہ میں اگر کوئی قبیلہ ایکدفعہ اسلام قبول کرلیتا ہے۔ تو وہ پھر کبھی بت پرستی یا عیسائیت کی طرف مائل نہیں ہوتا عیسائیت کی نسبت اسلام کا حصہ تہذیب میں بہت زیادہ ہے اس کا عملی ثبوت انگریزی حکام کے بیانات میں ملتا ہے۔ ایک حبشی قبیلہ مشرف بہ اسلام ہونے پر جن بھوت اور بتوں کی پرستش ترک کردیتا ہے۔ مردم خوری انسانی قربانی بچوں کا قتل اور جادو سب غائب ہو جاتے ہیں پھر یہ لوگ لباس کے عادی اور غلاظت سے نکلکر صفائی پسند ہو جاتے ہیں۔ مہمان نوازی ایک مذہبی فرض سمجھا جاتا ہے شراب خوری اور جوے کی طرف شاذونادر ہی کوئی رجوع کرتا ہے۔ مرد عورتوں میں بیحیائی کے تعلقات دور ہو جاتے ہیں۔ لوگ امن پسند اور محنتی بن جاتے ہیں عورتوں میں پاکبازی ایک نیکی سمجھی جاتی ہے۔ خانہ جنگی غلاموں اور جانوروں پر ظلم کرنے کی ممانعت ہو جاتی ہے شفقت اور اخوت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں تعدد ازدواج اور غلامی صدود کے اندر آجاتی ہیں اسلام دنیا میں سب سے بڑی ٹمپرنس سوسائٹی ہے اس کے برعکس یورپین تجارت کی وسعت شراب خوری اور بداخلاقی کے مترادف ہے اسلام کے ذریعہ جو تہذیب پیدا ہوتی ہے وہ کوئی ادنےٰ درجہ کی نہیں۔ بلکہ اسکے ذریعہ لوگ علم و ہنر سیکھنے لگتے ہیں صفائی پسند اور خوددار ہو جاتے ہیں۔ افریقہ میں بیشمار آدمی بھیجے جاتے ہیں۔ اور پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے آخر کیا نتائج مرتب ہوئے۔ اگر عیسائی ہزاروں کی تعداد میں ہیں تو مسلمان لاکھوں کی"+

مندرجہ بالا امور سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام ہمیشہ سے اور اب بھی دنیا میں تہذیب پھیلانے کی ایک زبردست طاقت رہی ہے جو سوشل اور مذہبی نکتہ نگاہ سے عیسائیت سے افضل ہے عیسائیت کے گذشتہ گناہ تعصب ظلم اور قتل اب ضرور رنگ لائیں گے۔ اسے سب مانتے ہیں کہ عوام پر عیسائیت کا اثر نہیں رہا۔ یورپ اور امریکہ میں لوگ مذہب سے عیسائیت کا اثر نہیں رہا یورپ اور امریکہ میں لوگ مذہب سے غافل ہو گئے۔ اور عبادت کی مطلق پرواہ نہیں کرتے لیکن اس حالت کا الزام کس پر ہے۔ کیا کلیسیا لوگوں کی بہتری کے لئے تدبیر عمل میں لایا۔ کلیسیا تو موجودہ

طلاق کی اصلاح کے بھی سخت خلاف ہے۔ حالانکہ یہ اصلاح نہایت مفید ثابت ہوسکتی ہے +

اسلام ہمیشہ تہذیب اور علوم وفنون کا حامی رہا ہے۔ اس نے اپنے پیروؤں کے ہر پہلو میں ترقی کو مدنظر رکھا ہے اور نبی کریم صلعم کی اتباع میں ہر ایک کو وحدانیت اور اخوت کا سبق دیا ہے +

نورِ ہدایت کا واحد ذریعہ

(از قلم مسٹر چارلس روشیر)

اے دل تو بسرّ این معما نہ رسی
در نکتۂ زیرکان و دانا نہ رسی
ایں جا زمے و جام بہشتے میساز
کانجا کہ بہشت است رسی یا نہ رسی

علمی تحقیقات ہمیں یقین دلاتی ہیں۔ کہ جس زمین پر ہم رہتے ہیں۔ وہ عرصہ دراز و مدت مدید سے اسیطرح قائم ہے۔ بنی نوع انسان کے حالات۔ مثلاً مقبروں۔ چٹانوں وغیرہ پر کندہ ہمیں زیادہ سے زیادہ آج سے کوئی سات ہزار برس پہلے تک کا پتا دیتے ہیں۔ یہ مدت اس سیارہ کی عمر کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ بنی نوع انسان کا آغاز اور اسکی عمر کا مسئلہ ابھی تک تنازعہ فیہ ہے۔ مگر اس معاملہ میں غور و فکر کرنے والے عالم اس بات پر متفق ہیں۔ کہ انسان کے اس نقطہ ارتقاء پر پہنچنے سے پیشتر جس کا پتہ ہمیں تاریخ سے ملتا ہے۔ ایک زمانہ دراز گذر چکا ہے۔ ہم تاریخی ایام سے پیشتر کے حالات کا صرف دھندلا سا قیاس ہی کر سکتے ہیں۔ اور جس زمانہ کے ریکارڈ محفوظ رکھے گئے ہیں اس کے بھی ابتدائی مدارج کا صحیح اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے۔

جب ہم قدیم ترین ریکارڈ کو مثلاً مصر قدیم یا وسط امریکہ وغیرہ کے دیکھتے ہیں تو ہمیں

معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تر مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہم بلا خوف یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مذہب کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ سے آدمی کے ساتھ رہا ہے۔ اور جوں جوں انسان کا دماغ ترقی کرتا گیا اس نے مذہبی خیالات کو بھی ترقی دی۔ اور ایمانیات کی بنیاد ڈالی۔ مذہب کی نوعیت سے قطع نظر کر کے بعض عقائد کو لوگوں کی کافی تعداد نے قبول کر لیا جس کا نتیجہ ایک باقاعدہ باقاعدہ مذہبی عقیدہ میں متشکل ہوا۔ ہمارا ذہن ایک ایسے انسان کا تصور باندھ سکتا ہے جو ابتدائی ایام میں اپنی ہستی کے متعلق علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کہ میں کیا ہوں۔ یہ زندگی کا احساس ہی تھا جس نے انسان کے دل میں اسکی ذات کی نسبت ایسے خیالات پیدا کیئے۔ کیونکہ خدا نے اس کو وہ طاقت عنایت کی تھی۔ جس کو ہم ادراک کہتے ہیں یعنی مشاہدہ اور مقابلہ کرتے واقعات و خیالات کو ملانے اور پھر ان پر رائے قائم کرنے اور نتائج نکالنے کی قوت +

اسمیں شک نہیں کہ انسان نے مادی ماحول نے پہلے سے ہی توجہ اور غور کو اپنی طرف منعطف کر لیا۔ اور ان کا سمجھنا بھی مقابلۃً آسان تھا مگر اس نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ شروع ہی سے وہ ہستی پیدائش زندگی اور موت کے اسرار کو ڈھونڈنے کے درپے رہا ہے۔ اور پرانے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے ہمیشہ اس دنیا کی زندگی کے بعد بھی کسی دوسری حیات ابدی پر ایمان رہا ہے بیسیوں چیزیں اسکی عقل کیلیئے تاریک اور پُر اسرار تھیں انہوں نے اس ابتدائی انسان کو ایک ایسی ہستی کا یقین دلا دیا جو اسکی ذات اور ماحول سے بالاتر ہے۔ اس بالاتر ہستی اور اپنی ذات کے باہمی تعلق کی نسبت انسان کے اپنے خیالات اور اعتقادات (خواہ وہ پیچھے کچھ ہی رہے ہوں اور آج کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ مذہب کی بنیاد اور جوہر ہیں۔ ان معنوں میں بلاشبہ انسان نے ہمیشہ مذہب کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ غرضیکہ مختلف زمانوں میں انسان نے اعلےٰ ہستی کے متعلق اپنے تصورات کو رے کر ایک قابل الفہم وجود سا بنا لیا اور غیر محدود کو انسانی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ اس غیر معلوم ہستی کی طاقتیں مختلف طریقوں میں ظہور پذیر ہوں مثلاً نور اور ظلمت سورج۔ چاند ستارے اجرام فلکی کی حرکات آگ بجلی ہوا اور زمین کے عناصر اور مخلوقات کے عجائبات جو اسکی طرح زندہ اور متحرک تھے +

اور پھر عالیشان پہاڑ ۔ دریا ۔ ندیاں اور سمندر ۔ رعد و باران ۔ اولے ۔ برف اور تمام مظاہرات قدرت تمام آسنگ ہو کر خدائے بزرگ کی ہستی کے ثبوت کے لئے نعرہ زن ہوئے لیکن ان سب سے بڑھ کر اس نے اپنے قوائے ظاہری ۔ باصرہ ۔ سامعہ ۔ شامہ ۔ ذائقہ اور لامسہ سے دریافت کیا اور اس کے اندرونی قوائے نے بھی ایک بزرگ از قیاس بزرگ ہستی کے اس تصور کی تطبیق و تصدیق کی ۔ اس کے احساسات خواہشات شہوات ۔ رنج و خوشی محبت و نفرت کے جذبات جو بالکل حقیقی تھے ۔ اگرچہ حواس خمسہ پر ظاہر نہ تھے ۔ مختلف زمانوں میں انسان کے ذہن نے اپنی بناوٹ کے متعلق متفرق تصورات باندھے آخر اس نتیجہ پر پہنچا ۔ کہ بحیثیت انسان وہ کئی ایک عناصر کا مجموعہ ہے ۔ قدیم مصری انسان کو دس حصوں کا مرکب سمجھتے تھے ۔ اور فیثا غورثی فلسفہ کے سکول کے ہندوستانی انسان کو سات عناصر کا مجموعہ خیال کرتے تھے +

پھر عبرانیوں کے خیالات کی بنیاد غالباً قدیم مصر کے علم و فضل پر تھی ۔ شاید سب سے آسان اور سب سے سادہ بھی مقبول عام نتیجہ ہے جو وہ انسانی وجود کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے جنمیں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ زیر غور آسکتا ہے یعنی جسم روح اور جان ہمیں جسم کے متعلق اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ۔ کہ یہ انسان کی شخصیت کو قائم کرتا ہے ۔ اور روح کی ہالش کا مقام ہے ۔ روح سے دل اور قوائے ذہنی مراد ہیں ۔ یہ انسان کی انفرادی ہستی کا موجب ہے ۔ اور جان یعنی نور آلہی کی چنگاری کا مکان ہے یہی نورانی چنگاری جب بھڑک کر شعلہ بن جاتی ہے تو انسان کے روح کو روشن کرونتی ہے ۔ اور اسے اپنے خالق کی صورت پر متشکل کرتی ہے یہانتک کہ جسم بھی اندرونی نور کا بدیہی ثبوت ہوتا ہے کہ ایسے پُرنور اشخاص دنیا کے معلم پیغمبر اور لیڈر ہوئے ہیں +

ہر زمانہ میں انسانوں کی کثیر تعداد اس اعلیٰ ہستی کے خالق اور ہر چیز کا ہادی ہونے پر متفق رہی ہے ۔ اور اس کے مختلف صفات بیان کرنے میں کوشاں رہی ہے سچائی ۔ انصاف محبت ۔ قوت ۔ رحم ایسی کوششیں اور خاصکر ان زمانوں میں جب مذہبی اور روحانی پیشواؤں نے رہبری کر کے عقائد گھڑے اور لوگوں پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا کیونکہ

مذہب حکمرانوں کے ہاتھوں میں ایک زبردست آلہ رہا ہے) بلا استثنٰے ایسی بیہودہ صورتوں کا
سبب ہوئیں جو تضاد اور پریشانی سے لبریز تھیں جنکا نتیجہ اوہام پرستی بے پرواہی اور جہالت
ہوا جنہوں نے روحانیت کو کالعدم کیا۔ اور لوگ ادنے اور مادی زندگی میں ملوث ہوگئے
انسانی تاریخ کے ان نازک وقتوں پر کوئی نہ کوئی پیغمبر ہمیشہ اس پیچیدگی بدی
خود غرضی۔ ریاکاری۔ اوہام پرستی۔ ظاہری رسم ورواج کے دور کرنے اور انسان کو
سادگی۔ صداقت۔ دیانت۔ خوشی اور امن کی طرف بلانے کو کھڑا ہوا۔ ایسے ہی
پیغمبر موسیٰ۔ گوتم بائدھ۔ مسیح اور محمد علیہم السلام والتحیۃ تھے۔ وہ سب کے سب انسان
تھے۔ گو آلہی فطرت وصفات سے متصف تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی روح
نور الٰہی سے درخشاں اور بنی نوع آدم کی محبت سے پر تھی۔ ان کا مشن انکے
دلوں میں گھر کر چکا تھا۔ اوران کا تصور خدا کی ہستی اوران قوانین کی نسبت جن سے اپنے اعمال و
افعال کو باقاعدہ کر سکتے ہیں نہایت اعلیٰ وارفع لیکن سادہ تھا۔ کسی پیغمبر نے خداوند تعالیٰ
کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک لا الٰہ الا اللہ کا قائل تھا +

موسیٰ۔ بدھ اور محمد علیہم السلام نے نہ خود نہ ان کے مذاہب کے بڑوں نے کبھی اس بات
کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ انسان کے رتبہ سے بڑھ کر تھے۔ ہاں مسیح ناصری نے بھی کبھی خدا ہونے
کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ (تاریخی مسیح نے) حقیقت میں اس عیسائی مذہب کی بنیاد رکھی جو اب
لامحدود فرقوں کے مجموعہ کی شکل میں نظر آتا ہے +

بہترین عیسائیت اس تعلیم پر مبنی معلوم ہوتی ہے جو اناجیل میں مسیح کی طرف منسوب ہے،
مگر ایک اور اس سے کہیں زیادہ وسیع عیسائیت بھی ہے جسے عموماً چرچینٹی یا کلیسیہ کا
مذہب کہا جاتا ہے جو درحقیقت انسانی مسیح کی تعلیم پر مبنی نہیں بلکہ ایک ایسی فرضی شخصیت
پر جس کو تمام صفات کاملہ کا مظہر بنایا جاتا ہے۔

وضاحت۔ سادگی اور عملی قابلیت میں کوئی معلم یا پیغمبر عرب صلے اللہ علیہ وسلم سے
بڑھکر نہیں ہوا۔ جس نے بنی آدم کیلئے صاف مذہب اور مثالیں ہر مسئلہ پر جو انسان کو
پیش آسکتا ہے بیان کردی ہیں۔ اور پھر آپ کی تعلیم آج تک اپنی اصلی شکل میں موجود ہے

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو اختراع نہیں کیا۔ بلکہ اپنی زندگی کے پورا ہونے سے پہلے آپ نے ایک منتظمہ مذہب یعنے اسلام کو قائم کردیا اور اپنی کوششوں کی کامیابی کو ملاحظہ فرمالیا۔ اوپر ہم بیان کرچکے ہیں۔ کہ نور الٰہی کی چنگاری کس طرح خدا اور انسان کے درمیان رشتہ قائم کردیتی ہے۔ اور جب انسان قرب الٰہی حاصل کرلیتا ہے تو اسے وہ درجہ حاصل ہوجاتا ہے جسے ہم اسلام کہتے ہیں۔ اسکی روح میں اطمینان پیدا ہوجاتا ہے۔ اور وہ خدائے رب العالمین سے راضی ہوجاتا ہے۔ خواہ تم اس کا کچھ ہی نام رکھ لو یہ ایک امر واقعہ ہے جو مقدس کتابوں یا منتظمہ مذاہب اور ان کے دائروں اور الزاموں سے پاک ہے +

ایسا انسان ان بزرگ پیغمبروں کی طرح جن کا میں نے ذکر کیا ہے مسلم ہے خواہ وہ زبان سے اقرار کرے یا نہ کرے۔ خدا کرے کہ اس دنیا کی بہتری اور اصلاح کیلئے بہت سے مسلم پیدا ہوں اور روح اسلام جو مذہب کا جوہر ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے اصلی نجات اور فلاح کا موجب ہو۔ آمین

مشرق و مغرب

اس وقت ایشیا کے مقابلہ میں یورپ کا قدم میدان ترقی میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور تمام اچھی باتیں جو مادی دنیا میں نظر آتی ہیں یورپ ہی کی تہذیب اور تمدن کی طرف منسوب کیجاتی ہیں۔ بلکہ اس تہذیب کے حامی و دلدادہ روحانی اور اخلاقی ووڑ میں بھی اسی کی فتح تیز بتلاتے ہیں۔ اس امر کی تحقیقات اسلئے خالی از دلچسپی نہوگی کہ یہ دعویٰ واقعات کی روشنی میں کہانتک صحیح ہے اور تجربہ کی کسوٹی پر کس درجہ تک ٹھیک اترتا ہے۔ اسبات سے تو کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ کہ یورپین قوموں نے سائنس کے خزانوں کی تحقیقات میں اور انہیں عوام کے سامنے پیش کرنے میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے۔ اور اس دنیا

سے اپنی روزمرہ ضروریات کو احسن طور پر پورے کرنے میں کمال حاصل کیا ہے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں
کہ اہل یورپ کی سمجھ اور دانائی سے جو بات ابھی کل ہی ناممکنات سے تھی وہ آج معمولی خیال کیجاتی ہے
تو ہماری عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اگر ان کی بےمثال ترقی اور کمال کو ہم ہیچ خیال کریں اور اسے
وقعت کی نظر سے نہ دیکھیں تو یہ ایک نہایت کمینہ حرکت ہوگی۔ تاریخ بہت کم ایسے زمانوں کا ذکر
کرتی ہے جبکہ تہذیب کے مادی پہلو پر نظر ڈالنے سے علوم و فنون کی وسعت اور نظم و ضبط کا اعلےٰ
نمونہ ہمیں دکھائی دے۔ اس کا ثبوت آسانی سے ملسکتا ہے۔ مثلاً مشرق کا رخ مغرب کیطرف ہو رہا
ہے۔ اور وہ اپنے تمام کاروبار اور اپنے تمام محکمہ جات کو یورپ کے سانچوں میں ڈھال رہا ہے
اور اپنی عملی زندگی میں مغربی اصولوں کی پیروی کر رہا ہے۔ گویا وہ مغربی طرز و اصول کی فوقیت کو
تسلیم کر رہا ہے۔ ہوائی جہازوں۔ کلدار توپوں اور بغیر تار کے خبر رسانی کے محکمہ کو دیکھ کر وہ
ششدر رہجاتا ہے۔ اور اگر زندگی کیلئے صرف یہی سامان کافی ہوتا اور اسکی غرض و غایت
صرف اسیقدر ہوتی تو وہ اس تہذیب کی تہ تک پہنچنے کے خیال کو دماغ سے نکال دیتا جس کی وہ حد سے
زیادہ تعریف کر رہا ہے لیکن جب کبھی مشرق نے مغربی اخلاق اور مذہب کے بارے میں توجہ
کی اور کسی جدید اور تازہ بات کو حاصل کرنیکی کوشش کی تو اسے ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا
اسے بقول شخصے قبر کے سفید شاندار گنبد کے اندر ایک گلا سڑا مردہ ہی نظر آتا ہے لہذا اسکے
اخلاقی نور نے اسے یقین دلا دیا کہ وہ عمارت جس کی بنیاد حرص پر ہو۔ ناجائز جبر پر ہو اور
جھوٹی اسناد کے مستحکم اصولوں کے ستون اسے سہارا نہ دیں۔ وہ بہت دیر تک کھڑی نہیں رہ سکتی
اور اس کا اسبات پر بھی پختہ ایمان ہوگیا کہ سب ظاہری پردے جس کے اندر مکاریوں کا ایک جال
بچھا ہوا ہے آخر کار بے سود ہو جائیں گے۔ بہرحال یورپ کا پلڑا بھاری ہے۔ اس کے ہاتھ میں
لاٹھی ہے اور مشرق سر تسلیم خم کئے کھڑا ہے +

مگر ان اسباب کا مطالعہ بڑے غور سے کیا جانا چاہئے جن سے یورپ اپنے موجودہ دنیاوی ترقی کے
معراج پر پہنچا ہے خود اہل یوروپ کی رائے ہے کہ انکی تہذیب تین عناصر سے مرکب ہے۔ اول سفید رنگ
دوئم یوروپین نسل سوئم عیسائیت۔ جنگ روس اور جاپان سے پہلے یوروپ بھر میں یہ خیال تھا
کہ ترقی کی شاہراہ پر قدم مارنے کیلئے یہ تینوں باتیں از بس ضروری ہیں۔ اور کوئی قوم ترقی کا منہ

نہیں دیکھ سکتی جب تک انہیں یہ خصوصیات پیدا نہ ہو جائیں لیکن جاپانیوں کے یوروپین طریق عمل کی کامل طور پر تتبع کرنے اور دنیا کے حالات کے مطابق روش اختیار کر لینے سے یورپ کی رائے کا بودہ پن ظاہر ہو گیا ہے۔ جاپان نے اسی راہ پر چلنے کی قوت حاصل کر لی ہے جسے اختیار کر لینے سے یورپ کی نظر میں کوئی قوم مہذب ہو سکتی ہے اور لطف یہ ہے کہ اُسنے نہ تو اپنا مذہب تبدیل کیا ہے نہ اسکی رنگت میں فرق آیا ہے اور نہ نسل میں اختلاط ہوا ہے۔ بلکہ ایشیائی قوموں کا خاصہ ان میں اب تک موجود ہے کم از کم اسباب سے یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ اہل مشرق باوجود قدامت پرست ہونے کے اور باوجود اپنے نام نہاد وحشیانہ پن کے عملی رنگ میں تہذیب کے زینہ پر چڑھ سکتے ہیں اگر وہ چاہیں۔ اور زمانہ حال میں علامات بھی اس قسم کی نظر آ رہی ہیں لیکن اس وقت تک کیوں مشرق نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کی تہ میں اصلی اور صحیح طور پر ضروری امور موجود ہیں مشرق کو تا حال اس بارے میں اطمینان نہیں کہ یورپین تہذیب اور خیال اس قابل ہے کہ اسکی تقلید کر کے وہاں تک پہنچا جائے۔ اور تمام باتیں جسے یوروپ پیش کرتا ہے اُسے صحیح و سچی تہذیب خیال نہیں کرتا۔ اور اسکی نظر میں یہ سب کچھ ایک ابدی سمندر میں طوفان کی مانند ہے جو اس وقت ساکت ہو جائیگا جبکہ مادی قوتیں اور طاقتیں کمزور ہو جائیں گی۔ اور اخلاقی کُرہ ہوائی مسلط ہو جائیگا۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ مشرق میں تغیر پیدا ہو رہا ہے اور ہوتا چلا جائیگا۔ اس خیال سے نہیں کہ مغربی قوموں کے نمونے اعلے اور عمدہ ہیں۔ یا انہیں یقین ہے کہ انکے اپنے اخلاقی معیار خام اور ادنٰے ہیں بلکہ اس خیال سے کہ نام نہاد مہذب قومیں انکے اخلاقی اور قدرتی ذرائع پر دست تعدی دراز نہ کریں مگر یہ سب معاملہ انہیں راہوں پر چلنے اور انہیں ذرائع کو اختیار کرنے سے طے ہو سکتا جو مغربی دنیا کی سمجھ میں آئے ہیں +

جمہوریت اسلام

(از قلم فیض محمد صاحب)

نبی کریم صلعم نے اوائل میں جب اسلام کی بنیاد رکھی تو آپ کی زندگی قریش اور دیگر قبائل کی دشمنی سے معرض خطر میں پڑ گئی۔ مکہ سازش کا گھر بن گیا۔ اور آپ کو جان بچا کر وہاں سے بھاگنا پڑا مشکلات یہاں تک بڑھ گئیں کہ آپ کو شاہ حبش کے پاس پناہ لینی پڑی۔ ایک مٹھی بھر جماعت جس نے اپنا وطن مال و اسباب خویش و اقارب سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ ان کیلئے بظاہر دنیا تاریک ہو گئی دشمنوں نے اسقدر تنگ کرنا شروع کیا کہ امن کی زندگی انکے لئے دشوار ہو گئی۔ اور مکہ سے ہجرت کر جانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ نبی کریم صلعم باوجود اس خطرہ کے حضرت علی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ میں ہی رہے۔ اور باقی گیارہ آدمیوں اور چار عورتوں کی چھوٹی سی جماعت حبش میں جا کر پناہ گزین ہوئی نجاشی نے ان مہاجرین سے نہایت عمدہ سلوک کیا۔ یہ خبر جب قریش کو ملی تو یہاں بھی انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا چھوڑا اور ایک سفارت کو حبش روانہ کر دیا۔ تاکہ وہاں یہ ظاہر کریں کہ یہ پناہ گزین ایک ملزموں کی جماعت ہے۔ جسے فوراً ان کے حوالہ کر دینا چاہئے نجاشی نے سب کو طلب کیا اور پوچھا کہ تم نے کس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس جماعت کے سردار نے جواب دیا کہ ہم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ عیسائیت اور بت پرستی کے علاوہ تم کس مذہب سے تعلق رکھتے ہو حضرت جعفرؓ نے جو اس جماعت کے سردار تھے ایک نہایت فصیح تقریر میں عرب کی جہالت کو بیان کیا اور فرمایا کہ ایک مصلح اور معلم کی اشد ضرورت ہے جو وہاں کے لوگوں کو بت پرستی اور قبیح رسوم سے نجات دے۔ کیونکہ یہ ان کی تباہی کا موجب ہو رہی ہیں۔ ایک معلم اسلام پر نازل ہوا ہے جس کا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جسے ہم سب نے خدا کا رسول اور پیغمبر مان لیا ہے۔ یہ ہمارا جرم ہے جس کی وجہ سے ہمیں ملزم قرار دیا جاتا ہے اور ہر قسم کی اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں۔ اور جلاوطنی کی سزا دی جاتی ہے کیا آپ کی فراخ دلی اور انصاف پسند طبع اس سلوک کو جائز قرار دیتی ہے کیا ایک انسان کا حق نہیں کہ جس چیز کو وہ صحیح سمجھتا ہے اُسے اختیار کر لے۔ کیا میں اسلئے بت پرست

رہوں کہ میرے باپ دادا بت پرست رہے ہیں۔ میں اس معاملہ میں آپ سے انصاف کا خواہاں ہوں نجاشی کی ہمدردی بڑھانے کیلئے حضرت جعفرؓ نے نہایت خوش الحانی سے سورہ کہف کی تلاوت کی جس نے نجاشی کے دل پر جادو کا اثر کیا۔ وہ وفد کے ممبروں کیطرف متوجہ ہوا اور نہایت خوش خلقی سے کہا میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں ان مہمانوں کو آپ کے حوالہ نہیں کر سکتا۔ عمر عاص جو اس وفد کا سردار تھا اپنی ناکامیابی پر بہت غضبناک ہوا اور اس نے بدلہ لینے کے خیال سے ایک خطرناک چال چلی جسمیں اراکین دربار کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا مسلمانوں کی یہ جماعت دوبارہ نجاشی کے دربار میں حاضر کی گئی۔ سب کی آنکھیں ان پر لگی تھیں۔ اور ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ سب سمجھتے تھے کہ شکار شیر کی زد میں آ چکا۔ نہایت غضبناک آواز میں عاص نے کہا۔ اے طاقتور بادشاہ جو تمام نیک و بد کا انصاف کرتا ہے کیا اسے علم ہے کہ یہ ملزم اسکے خدا حضرت مسیح کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ حضرت جعفر نے معلوم کر لیا کہ اب انکی حالت اس شخص کی مانند ہے جو جلتے ہوئے جہاز میں سمندر پر ہو یا تو وہ اپنے آپ کو شعلوں کی نظر کر دے۔ یا لہروں میں غرق ہو جائے۔ کیا نبی کریم صلعم کی تعلیم کے مطابق وہ سچائی کا اظہار کر دیں اور نجاشی کے غضب کے لئے تیار ہو جائیں یا سچائی کو چھپالیں حضرت جعفر کے نزدیک شاہانہ غضب سچائی کے مقابلہ پر ہیچ تھا۔ آپ نے نبی کریم صلعم کی سچائی قائم رکھنے کیخاطر موت کو ترجیح دی۔ آپ اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اور نہایت اطمینان کی آواز میں کہا۔ ہمارے معزز میزبان نے ایک سوال کیا ہے جس کا جواب دینا مجھ پر فرض ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ صاف گوئی اور سچ کہنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں اسلام کا سب سے بڑا رکن سچائی کے راستہ پر چلنا ہے۔ اور میں اپنے والدین رسول اور اللہ کے خلاف کرونگا۔ اگر میں حق گوئی سے رک جاؤں۔ موت کا خوف مجھے اپنے ضمیر کے مطابق کہنے سے نہیں روک سکتا۔ ہم مسلمان حضرت مسیح کو ایک انسان سمجھتے ہیں۔ وہ خدا کے ایک رسول تھے جو زمین پر اس کا پیغام لیکر آئے۔ اور یہ بتانا میرا کام نہیں کہ آپ کی تعلیم اور مقصد کو سمجھنے میں کتنی غلط فہمی ہوئی ہے۔ جس کا ثبوت

موجودہ سوسائٹی میں موجود ہی۔ اس دلیرانہ تقریر سے جس میں حضرت جعفر نے اپنے ایمان اور مذہب کو بیان کیا۔ حاضرین دربار ششدر رہ گئے۔ آپ نے خدا و ند تعالیٰ پر بھروسہ کر کے سچائی کو ظاہر کر دیا۔ اس دربار میں جہاں ایک حرکت نازیبا کی وجہ سے جلاوطنی یا موت کی سزا دی جاتی تھی۔ قدیم مذہب کی یہ بیعزتی کفر سے بڑھ کر تھی۔ قریش اپنی یقینی فتح پر مسکرا رہے تھے۔ نجاشی کے چہرہ پر یکایک ایک روشنی سی چھا گئی۔ اور اس نے نہایت پُرزور لہجہ میں کہا۔ حضرت مسیح ایک گھاس کے تنکے کی مانند تھے جسے ہوا ادھر اُدھر لئے پھرتی تھی۔ قریش اور اراکین دربار کے لئے یہ الفاظ ایسے تھے گویا ان پر ایک بم گر گیا۔ ان کی سب اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔ تمام پادری جو لمبے لمبے چُغوں میں ملبوس تھے بیتاب ہو گئے۔ ایک عیسائی دربار میں عیسائیت کی بے حرمتی اور اپنے ہی بادشاہ کے یہ الفاظ ایک ایسا نظارہ تھا جس کی انہیں ہرگز توقع نہ تھی۔ نجاشی نہایت استقلال سے اپنی بات پر اڑا رہا۔ کیونکہ اسکی طبع سلیم گوارا نہ کر سکی کہ اسکی موجودگی میں ہی سچائی جمہوریت اور اخوت کی رُوح پامال کی جائے۔ اس واقعہ سے حضرت جعفر نے اسلام کا نام وہاں روشن کیا اور اسلام کو نیست و نابود کرنے کی کوشش بالکل ناکامیاب رہی۔ دربار برخواست کیا گیا۔ اور نجاشی نے اعلان کر دیا کہ اس جماعت کو میں کسی کے حوالے نہیں کر سکتا۔ بعد میں نجاشی نے اسلام قبول کر لیا +

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک سچا انسان

ایکدفعہ ایک نوجوان انگریزی خاتون نے ایک پادری سے پوچھا۔ کہ مذہب اسلام کے عقاید کیا ہیں محترم خسر لیف کا جواب قابل غور ہے۔ کہنے لگا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک سچا انسان تھا۔ اور خلوص دل سے خدا کی عبادت کرتا تھا لیکن اس نے چرچ کی برکتوں کا انکار کیا۔ لہٰذا اس کا شمار کھوئی ہوئی روحوں میں ہے" پھر فرمایا۔ عیسائی مسیح کی تعلیم کی پرواہ نہیں کرتے لیکن مسلمان اپنے نبی کی تعلیم پر بڑے طور سے کاربند ہیں وہ خدا اور حیات آئندہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کا ضابطہ اخلاقیات بہت اعلےٰ ہے" لیڈی نے پوچھا اگر امر واقعہ یہی ہے۔ تو ان لوگوں کی طرف مشنری بھیج کر روپیہ ضائع کرنے سے حاصل ؟ پادری صاحب بولے " ان کو یہ کہنے کیلئے کہ حضرت مصلوب کو نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ تسلیم کر لو" +

آؤ اس معاملہ میں ذرا زیادہ غور کریں۔ اس کا اپنا اقرار ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچا انسان تھا۔ اور خدا کی عبادت خلوص سے کرتا تھا۔ اس سے یقیناً ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایسی زندگی فردوس کے انعام کی مستحق تھی۔ رسول کریم کے متعلق تسلیم کرنا۔ کہ آپ صحیح معنوں میں انسان ہیں صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ میں وہ سب صفات تھے جو انسان کو اس قابل بنا سکتے ہیں۔ کہ وہ تمام حقوق و فرائض کو جو اس پر بحیثیت انسان عائد ہوتے ہیں بخوبی ادا کر سکے ہم مسلمان جانتے ہیں کہ مہد سے لحد تک ہمارا مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں " ایک سچا انسان " تھا ہم اس کے بچپن کے حالات جب وہ اپنے دادا کے ساتھ تھا پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسطرح ہر دلعزیز بن رہا تھا۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ ابو طالب کے پاس رہتا تھا اور وطن کا ہر بوڑھا یا جوان اسکی عزت کرتا تھا ہمیں وہ ستاروں بھرے گنبد فلک کے نیچے ریوڑ

چُراتے ہُوئے نظر آتا ہے۔ اس کا رُوح اسرار قُدرت کا ہم راز اور اس کا دل اس پردے کو پھاڑنے میں مشغول جو ہم کیا ہیں"۔ اور ہم کیوں قائم ہیں کے بھید کو چھپائے ہوئے ہے ہم اسکی پیاری بیوی خدیجہ کو جانتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ بحثیت ایک خاوند وہ دُنیا کیلئے ایک نہ ہمیں معلوم ہے کہ ایکدفعہ جب خدیجہ اپنے خاوند کی اپسی کا دریچہ میں بیٹھے انتظار کر رہی تھی تو اس نے بہت فاصلے پر شہر کیطرف آتے ہُوئے سوار دیکھے۔ اس نے سب سے آگے والے پر نظر جمائی۔ اور کہا ایسا معلوم ہوتا ہے گویا فرشتے سے بازو اسکی حفاظت کر رہے ہیں ہم جانتے ہیں کہ قدرت کے ساتھ مخفی اتحاد اُسے حرا کی چوٹیوں پر لے گیا۔ اس بے رونق پہاڑی کی قسمت میں "کوہ نور" ہونا لکھا تھا۔ ہم اُسے ہر روز وہاں جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس کی پیاری بیوی اس کیلئے خوراک لاتی ہے۔ اور اسکی رُوح الہام الٰہی کیلئے بیقرار ہے۔ وہ عیش و راحت کی زندگی بسر کر سکتا تھا۔ وہ اپنی خوشی کو زیادہ کرنے کے لئے جو چاہتا خرید سکتا تھا مگر غرور اور عشرت سے الگ ہو کر اس نے چٹان کے سخت فرش پر سونا پسند کیا زندگی نہایت سادہ تھی۔ اور دل ان اعلیٰ خیالات میں مستغرق تھا۔ جو اس کے ہموطنوں کی سمجھ میں بھی نہ آسکتے تھے مگر اس سے کچھ اور غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تارک دنیا نہ تھا وہ اپنے لوگوں کی مجلسوں میں بھی شریک ہوتا تھا۔ وہ ایک اچھا شہری تھا۔ اور اپنے فرائض کو پوری طرح بجا لاتا تھا۔ وہ ایک **کامل انسان** تھا +

پھر پردہ اٹھتا ہے روشنی کی ایک شاندار کرن غار حرا پر پڑتی ہے۔ اور خدا کیطرف سے اسے ایک پیغام ملتا ہے۔ جو ہمیشہ کیلئے دنیا میں گونجیگا۔ خدا نے اسے اپنا آخری اور مکمل الہام انسانوں تک پہنچانے کیلئے چن لیا۔ یہاں ہم تھوڑی دیر کیلئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کیریکٹر کو سمجھنے کیلئے ٹھیرتے ہیں +

خدا کی نظر میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل انسان تھا۔ جو دنیا کے لوگوں پر ارادہٴ ایزدی کو ظاہر کرنے کیلئے بہترین وجود تھا۔ اور آدمیوں کی نظروں میں وہ الامین یعنی قابل اعتماد علیہ تھا۔ عرب کے تاریک گوشوں میں خدا کی آواز پھر سُنائی دی جیسی کہ عہد قدیم میں سنی گئی تھی

ایکدفعہ پھر دنیا اپنے خالق کے کلام سے گونجی۔ اور وہ نور آگیا جس نے صدیوں کی تاریکی توہم پرستی اور باطلہ عقیدوں کی نحوست کو دور کیا۔ جب ہم لیلتہ القدر مناتے ہیں تو کیا محسوس نہیں کرتے۔ کہ ایسی رات نسل انسانی کیلئے کیا معنی رکھتی ہے پیغمبر یکے بعد دیگرے مبعوث ہوئے ہر ایک نے تلقین کی اور چلا گیا۔ اسکی تعلیم کو لوگوں نے اپنے مطلب کے موافق منحرف کیا۔ حتٰے کہ کوئی لفظ بھی اپنی اصلی پاک حالت میں نہ رہا۔ تمام دنیا نبی موعود کیلئے چشم براہ تھی آخر وہ نور فاران سے چمکا اور اہل زمین کو معلوم ہوا۔ کہ اللہ کا کلام نازل ہوا ہے۔ آؤ رسول کی مکی زندگی پر غور کریں۔ اس نے نہایت دلیری سے خدا کا پیغام سنایا جسکے عوض اسے پورے تیرہ سال تک ظلم و تعدی مضحکہ اور بیعزتی کا تختۂ مشق بنایا گیا۔

آج کے کم ظرف انسانوں ہمارے مبارک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبات سے سبق سیکھو جب تمہارے مذہب کے لئے تمہاری ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو خوش ہو کہ تم اس کے مبارک قدموں پر گامزن ہو۔ جب تمہیں مضحکہ اور بیعزتی سے سامنا ہو تو اپنے آپ کو بے قابو نہ ہونے دو استقلال و ہمت سے کام لو۔ اور یاد رکھو کہ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جرأت و صبر سے دشمنوں کو دوست بنایا تھا۔ وہی زندگی ہماری زندگی کیلئے نمونہ ہونا چاہئے ہمارا فرض ہے کہ اسکی معجزانہ زندگی کی ہر تفصیل کو دیکھیں۔ اور اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ ہاں پھر تم جو سپاہیوں کی طرح لڑتے ہو۔ یاد رکھو کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک اسوۂ حسنہ ہے اس پر بھی مخالفوں نے حملہ کیا تھا۔ وہ بھی قلیل التعداد والوں میں سے تھا۔ مگر وہ بالآخر مظفر و منصور ہوا۔ اور پھر جب اس کے دشمن اس کے پاؤں میں جبیں بر خاک تھے۔ تو کیا اس نے وہ لمبے مصائب و ظلم کے سال یاد دیکئے؟ کیا وہ کینہ جو بھی تھا؟ کیا اس نے ان سے وہی سلوک کیا جس کے وہ مستحق تھے۔ اور جس کی انہیں خود توقع بھی ہے؟ نہیں۔ وہ اللہ کا رسول تھا۔ اور اللہ رحیم اور رحمن ہے۔ جب اس کے دشمن مغلوب ہو گئے تو کیا اس نے اپنی زندگی کو بدل ڈالا؟ کیا وہ مغرور اور متکبر تھا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ لہٰذا آج اس عیسائی کے الفاظ امر واقع کو بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک سچا انسان تھا۔ جو خدا کی عبادت اخلاص سے

کرنا تھا۔ ہم مسلمان خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ صرف امر واقعہ کا صحیح بیان ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف متواتر و طویل نماز کے توسط سے ہی خدا کی عبادت نہیں کی۔ بلکہ ہر ممکن طریقہ سے خدا کی عبادت میں شامل رہے۔ وہ تمام مخلوق کیلئے مہربان اور سخی تھا۔ اور بنی آدم کی خوشی اور بہتری ہمیشہ اسکو مدنظر تھی۔ اے اللہ۔ ان عقلمندوں کی جہالت اور بیوقوفی کو کیا کیا جائے۔ خدا ان کو معاف کرے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی روح آج عرش معلے پر خدا کے حضور میں درخشاں ہے۔ اے مسلمانوں ان غریبوں کی کوتاہ نظری پر رحم کھاؤ جو ابھی روشنی میں نہیں آئے۔ اور ان کو نور کی طرف راہ دکھانے کی کوشش کرو +

اب ہم دوسرے حصے کو لیتے ہیں۔ عیسائی مسیح کی تعلیم کی پرواہ نہیں کرتے لیکن مسلمان اپنے پیغمبر کی تعلیم پر پوری طرح کاربند ہیں وہ (مسلم) خدا اور حیات بعد الممات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کا ضابطہ اخلاقیات بہت اعلیٰ ہے۔ میرے خیال میں متذکرہ بالا اعتراف پر میری قلمرانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ الفاظ اپنی ترجمانی خود ہی کر رہے ہیں بلکہ مشنری تبلیغ کے بے سود ہونیکے جواب پر نظر ڈالنی چاہئیے۔ "انکو یہ بتانیکے لئے کہ حضرت مصلوب کو نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ تسلیم کریں۔ کیا عجیب بات ہے ہیں نے کبھی نہیں سنا کہ مسلمانوں نے مسیح کا انکار کیا ہو۔ ہم مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں عیسیٰ ابن مریم خدا کا رسول تھا ہم مسلمان ہو کر اسکی پورے درجہ کی عزت و تکریم کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے +

نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ اگر معزز نامہ نگار کے خیال کے مطابق صرف تسلیم کر لینا ہی نجات کی کنجی ہے تو مسلم سب کے سب ناجی ہیں۔ مگر "نجات حاصل کرنے کے واحد ذریعہ" سے اسکے پہلے الفاظ پر غور کرتے ہوئے یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر ایمان لانا کوئی ضروری چیز نہیں۔ اصل بات تو چرچ کی برکات کا اقرار ہے +

اب ہم صاف صاف کہے دیتے ہیں ہمیں کلیسیا کی برکات سے قطعاً انکار ہے۔ اور اس تمام مجموعہ مسائل علم الٰہیات کو جو بالکل ناقابل فہم ہے ہم رد کرتے ہیں مگر

ہم اس پیغام پر خدا کی طرف سے حضرت عیسیٰ پیغمبر خدا کی طرف آیا ایمان رکھتے ہیں مجموعہ مسائل نوع انسانی کا اُستاد ہے۔ اور پیغام خدا کی طرف سے ہے ہم اپنے غیر مسلم احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچ کریں۔ کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات ذریعہ نجات ہو سکتی ہے۔ اب ہم اپنے رسول اکرم صلعم کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ پیغام جو آپؐ لائے۔ وہ اس وقت تک اپنی اصلی حالت میں رہا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی ملاوٹ اور آمیزش نہیں ہوئی۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت ہوا۔ قرآن شریف کا ایک لفظ بھی تبدیل نہیں کیا گیا اور نہ اس کی کوئی آیت حذف کی گئی ہے۔ ہمارے دشمنوں اور دوستوں کو چاہئے کہ وہ ہماری مذہبی تعلیم کو خود دیکھیں۔ اور پھر رائے زنی کریں۔ اور دوسروں کی تحریر اور تقریر پر اعتماد نہ کریں۔ ان تمام پیغامات میں جو پہلے پیغمبروں کے ذریعہ پہنچے تحریف کر دی گئی ہے۔ اور وہ تغیر و تبدل اور آمیزش سے خالی نہیں لیکن قرآن کریم جو وحدت سکھلاتا اور بشارت دیتا ہے ہیرے کی طرح اس وقت بھی چمکتا ہے جس کی انتظار میں تمام عالم تھا۔ پادری صاحب کو چاہئے کہ وہ اپنی مقدس کتاب انجیل میں حضرت عیسیٰ کے الفاظ کا مطالعہ کریں جنہیں محمد صلعم کی آمد کی بشارت دی گئی ہے۔ آپ کو حضرت عیسیٰ نے شہزادہ صدق کے نام سے ہی آپ حقیقت میں صادق اور صحیح معنوں میں انسان تھے۔ اور جب آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا کلام پہنچا دیا تو اس وقت واقعی وہ پیشگوئی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کے الفاظ میں پوری ہو گئی +

اپیل

زمانہ قدیم سے اسلام اور عیسائیت غلبہ حاصل کرنے کیلئے باہم برسر پیکار ہیں اس جنگ کے اوائل میں جب مذہب ہی ایک مسلم کی زندگی کا نصب العین ہوتا تھا تو اس وقت

صلیب ہلال کے مقابل ہیچ ثابت ہوئی۔ لیکن جوں ہی مسلمانوں نے مذہب کو چھوڑا ان پر مصائب ٹوٹ پڑیں۔ ان میں تنزل رونما ہونے لگا۔ مذہب کی بدولت ہی مسلمان دنیا کے ایک بڑے حصہ پر حاکم ہو گئے۔ اسلامی تعلیم و تمدن پھیلانے کی عزت تھی جو مسلمانوں کو دنیا کے مختلف کونوں میں لے گئی۔ اور انہیں ایک ایسی تہذیب کا بانی بنا دیا جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ لیکن جب انہوں نے اعلیٰ مقاصد کو ترک کر کے دنیاوی خواہشات اور خود غرضی کے خیالات کو دل میں جگہ دی تو ان کی حالت بھی بدلنی شروع ہو گئی اگر مسلمان اپنی کھوئی ہوئی شان و شوکت پھر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو انکی یہی راہ ہے حبل اللہ یعنی قرآن کو مضبوط پکڑ کر اپنے پہلے طریق زندگی کو اختیار کریں +

ان اللہ لا یغیر قوم حتی یغیرو ما بہ انفسکم۔ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں +

خدمت دین سے ہی مسلمان دنیا کے حاکم بنے۔ اور اسی طریق سے پھر وہ اپنی گمشدہ بزرگی پا سکتے ہیں۔ اس جنگ کا فیصلہ کن معرکہ اب بذریعہ قلم ہی ہوگا۔ اسلام کو عیسائیت کے خلاف اب ایک اور سخت جنگ درپیش ہے جو کاغذ پر ہی لڑی جائیگی آجکل اشاعت کا زمانہ ہے۔ اور اسکے لئے عیسائیت کے پاس مال و دولت آدمیوں اور ذرائع کی کمی نہیں۔ لیکن اسلام کی اس کمی کو ایک دوسری بات سے تقویت پہنچتی ہے عیسائیت کا عقل و ادراک کے خلاف ہونا ایک ایسا گھن ہے جس نے عیسائیت کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ حال ہی میں الوہیت مسیح کے متعلق ڈین اوف کارلزلی پرنسپل میجر اوف آکسفورڈ اور دیگر ارکین کلیسیا کا اعلان عیسائیت کیلئے برق سوزاں ثابت ہوا ہے۔ یہ اس سپرٹ کا اظہار ہے جو کلیسیا کے غلط عقاید کے خلاف عوام میں پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے بالمقابل اسلام کی ارفع تعلیم نے لوگوں کو گرویدہ بنا لیا ہے۔ جسے نہایت محدود ذرائع کے ساتھ ہم ان تک پہنچا سکتے ہیں۔ اسلئے آدھی فتح تو ہم نے حاصل کر لی ہے ضرورت صرف ایک مجموعہ کوشش کی ہے پھر انشاء اللہ ہم ایک بینظیر فتح حاصل کرلیں گے۔ تعلیمیافتہ حلقہ پر تو عیسائیت کا پایا ڈگمگا گیا ہے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ عیسائیت کی عمر کا جام لبریز ہو چکا اور اسکی بجائے

ایک نئے دور کی ضرورت ہے۔ یورپ عیسائیت کے عقاید سے تنگ آچکا ہے جو عقل کے خلاف ہیں۔ اور عملی زندگی میں کوئی راہنمائی نہیں کرتے۔ جنگ یورپ کے بعد عیسائی دنیا کے خیالات میں ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اور مختلف شعبہائے زندگی کو نیا جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ اور سب کے دل میں ایک اعلیٰ اور پاک زندگی کی تڑپ ہے جسے پورا کرنے میں عیسائیت بالکل ناکامیاب رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار سپریچولزم۔ یونیورسلزم۔ نیوتھاٹ جیسی تحریکوں کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ جن سب میں ایک حد تک اسلامی تعلیم پائی جاتی ہے۔ اور جو اسلامی تعلیم کے ایک حصہ کو ظاہر کرتی ہیں۔ کیا مسلمانوں پر اپنے خدا کی طرف سے یہ فرض نہیں کہ وہ اسلامی تعلیم اور حقائق کو مغرب پر ظاہر کریں۔ کیا یہ بنی نوع انسان کی سب سے بڑھ کر خدمت نہیں کہ اسلام کے منور چہرہ کو لوگوں پر ظاہر کیا جائے +

ہمارا مشن خدا کے فضل سے اس کام کو بخوبی سرانجام دے رہا ہے۔ ہم اسلام کے متعلق تجسس کی روح پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور اہل دماغ ایک محدود دائرہ میں اسلام کی نسبت بہت سی غلط فہمیوں کو دور کر چکے ہیں۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں عیسائیوں نے اسلام کی سچی تعلیم کو قبول کر لیا ہے۔ لیکن کیا اسی پر اکتفا کرنا چاہئے۔ یہ کام تو اس قدر وسیع ہے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ سمندر میں سے ایک قطرہ بھی نہیں۔ پہلے کبھی عوام میں اسلام کا اتنا چرچہ نہیں ہوا جتنا آج ہو رہا ہے۔ پریس اور پبلک جلسوں میں اسلامی معاملات پر بڑی دلچسپی سے بحث کیجاتی ہے۔ اب تعدد ازدواج اور تلوار کے استعمال پر اعتراض کئے جاتے ہیں جو اس بیداری کا نتیجہ ہے۔ ان حالات میں اس بات کی سخت احتیاج ہے کہ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنی چاہئے ہمیں مختلف گرجوں اور سوسائٹیوں میں اسلام پر گفتگو کرنے کیلئے بلایا جاتا ہے ہم ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کے زیر احسان ہیں۔ کیونکہ آپ ہمیشہ مشن کے کام میں دلچسپی لیتی ہیں۔ ہز ہائنس نواب صاحب بہاولپور کی طرف سے دلی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ حال ہی میں آپ نے ہمیں مشن کے کام کی زیادتی کو پورا کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔ ان فرمانرواؤں کے علاوہ ہم رنگون کے ملک التجار سر عبدالکریم جمال کی عنایت کے مشکور ہیں کہ آپ نے ہمیں اس کار خیر کیلئے چند ایک قابل مشنری مہیا کر دیئے لیکن ہمیں اسباب

کو ظاہر کرنا ہے کہ ہمارے پاس اسقدر اسلامی لٹریچر موجود نہیں کہ جو اسکی ضرورت کو پورا کر سکے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس امر کو ان بہن بھائیوں پر ظاہر کردیں جو خدمت دین کے کام میں دلچسپی لیتے ہیں کہ کتابوں ۔ رسالوں اور پمفلٹوں کی شکل میں ہمارے پاس اسلام پر ایک مستقل لٹریچر ہونا چاہئے جسے ہم اس ملک کے چاروں طرف پھیلا دیں +

"اسلام اینڈ مسلم پریئر" کی طبع بھی ہمارے ایک مربی کی مہربانی کا نتیجہ ہے جو اپنا اسم گرامی ظاہر نہیں کرنا چاہتے ۔ اس کتاب کی پانچہزار کاپیاں جو پہلی اڈیشن میں شائع ہوئیں ان میں سے اب ایک بھی باقی نہیں ۔ اسی مکرم دوست کی بدولت ہم اس کتاب کی دوسری اڈیشن چھپوانے لگے ہیں ۔ ایک دوسری کتاب دی سینگز اوف محمد جسے بیگم صاحبہ حکیم الدولہ صاحب مرحوم چیف جسٹس حیدر آباد ہائیکورٹ کی مہربانی سے ہم نے پانچہزار کاپیوں کی تعداد میں چھپوایا ہے اسلام کے ایسے ہی اور بیشمار موضوع پر بہت سی تصانیف کی سخت ضرورت ہے جنہیں وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا جا سکے ۔ ان واقعات کی موجودگی میں ہم کل برادران اسلام سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس اہم فرض کو محسوس کریں ۔ کیونکہ آج مغربی دنیا اسلام کا پیغام سننے کو تیار ہے ۔ اسلام کے متعلق بیداری پیدا ہو چکی ہے ہمیں صرف اسلام کے رخ تاباں سے نقاب ہٹانے میں ایک جدوجہد کی چاہئے ۔ اگر ہم تن من دھن سے اس کام میں حصہ لے تو خدا کے فضل سے کامیابی یقینی ہے ۔ اسلئے سب کی خدمتمیں ہماری یہ درخواست ہے کہ ہر ایک مسلم بھائی اور بہن اپنی استطاعت کے موافق اس کام میں ہماری امداد کریں ہماری یہ خواہش ہے کہ سرزمین انگلستان میں اسلامی لٹریچر کا ایک دریا بہا دیں اور ہر ایک لائبریری میں اسلامک ریویو کی ایک کاپی مفت تقسیم ہوا کرے ۔ کیا آپ کیطرف سے اس آواز کا کوئی جواب ملیگا ۔ ان تصانیف کے سلسلہ میں پہلی کتاب اس اعتراض کے رد میں شائع ہوگی کہ عورت روح نہیں رکھتی +

یہ وہ اعتراض ہے جو سینما کی تصویر (Woman of Zamboull) میں اسلام پر کیا گیا ہے ۔ اس غلط فہمی کا علاج یہی ہے کہ اسلامی لٹریچر کی مفت اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو ۔ امید ہے کہ برادران اسلام اس کام میں ہماری امداد فرمائیں گے +

مینجر اسلامک ریویو ۔ مسجد ووکنگ ۔ انگلستان جنوری ۱۹۲۲ء

تازہ مطبوعات مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

ازحیات یا انجیل - بلا جلد عہ مجلد .. .. ۱۰ آ ر

توحید فی الاسلام - بلا جلد عہ مجلد .. .. ۵ عہ ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں تعلیم اول عہ دوم ۱۴ ر مجلد ۵ عہ دوم ۱۴ ر

اسلام اور علوم جدیدہ - قیمت .. .. .. ۱۴ ر

ذرائع عالم کا مذہب .. .. .. ۸ ر

مطالعہ اسلام زیر طبع

باطنیات اسلام .. .. .. ر

براہین نیرہ حصہ اول معروف زندہ و کامل الہام - ۱۲ ر مجلد عہ ر

ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان - ۱۲ ر مجلد ۱۴ ر

اُسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی - ۸ ر مجلد ۱۴ ر

خطبات غربیہ .. .. بلا جلد ۱۲ ر مجلد عہ ر

(۱) مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات .. .. ۲ ر

(۲) توحید فی علم التصوف .. .. ۲ ر

(۳) خطبات عیدین .. .. ۲ ر

(۴) دہریوں اور ملحدین کو خطاب .. .. .. ۲ ر

(۵) اسلام اور دیگر مذاہب .. .. .. ۲ ر

(۶) حقوق نسواں .. .. ۲ ر

سیر افکار یا روحانیات فی الاسلام .. .. زیر طبع

ہستی باری تعالیٰ .. .. ر

ضرورت الہام - بلا جلد ۱۲ ر مجلد عہ ر

مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر .. ۶ ر

مسلم مشنری کے وائتنگ لیکچر حصہ اول ا ر حصہ دوم ا ر

حصہ سوم ر الصحیفۃ الآصفیہ ۲ ر بنگال کی تجلی ر

کرشن اوتار ار

لمعات انوار محمدیہ - قیمت ۶ ر مجلد ۱۰ ر

اسلام یعنی بنی نوع کا مذہب ۵ ر

تائید حق .. .. ۸ ر

اسرار سلیمانی .. .. ۸ ر

لندن میں جلسہ میلاد النبی صلعم ۳ ر

پیغام صلح .. .. .. ا ر

جام عرفان (مجموعہ نظم) .. .. .. ا ر

سیرت نبوی .. .. ۵ ر

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ سقراط مسیح حسین بلا جلد مجلد ا ر

سیرت خیر البشر - عما ر مجلد عما ر

جمع قرآن .. .. ۱۲ ر

النبوۃ فی الاسلام .. عما ر مجلد عما ر

مسیح موعود .. .. عہ ر

حدوث مادہ .. .. ۵ ر

سرمہ چشم آریہ .. .. عہ ر

عصمت انبیاء .. .. ۹ ر

اسلامی اصول کی فلاسفی .. .. .. ۱۲ ر

ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب .. .. ۶ ر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

سلکِ مروارید

یہ ان دس زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۱ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات پر دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے مختلف موضوع کے ماتحت اسلام پر دیئے۔ اور جسے مسلم بک سوسائٹی نے کمال محنت و جانفشانی سے ترجمہ کرا کر شائع کیا۔ یہ دس چوٹی کے لیکچر دراصل بہت سے علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جاوے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے قریباً تمام اہم مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ ارکانِ اسلام کا فلسفہ نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے تمام ادیان باطلہ کی تردید کے لئے اس میں کافی مسالہ موجود ہے۔ اور جن مسلم احباب کو مخالفین و دشمنان اسلام سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان کے پاس ایسے در نایاب کا ایک نسخہ ہونا از بس ضروری ہے۔ عیسائیت کے زہر کیلئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے +

یہ سلک مروارید اسلام اور قرآن کے حسن و جمال کا آئینہ ہے۔ اس روشن آئینہ میں اسلام کا حسن دلربائی جلوہ گر ہے اور اسلام کی اس مذہبی رواداری کا اس میں تذکرہ ہے جو دیگر مذاہب کے متعلق اسلام رکھتا ہے۔ اس بے بہا نسخہ میں عملی زندگی۔ عبادت کی حقیقت۔ زندگی کا مکمل ہدایت نامہ۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم۔ عورتوں کی حالت۔ علوم جدیدہ۔ احیائے علوم۔ بہشت و دوزخ اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشرح بحث کی گئی ہے۔ اور دلائل سے مذہب اسلام کو ایک سچا مذہب ثابت کیا ہے +

اب ذیل میں ان دس لیکچروں کے عنوان معہ مقام سن و تقریب لیکچر کی تفصیل شائع کی جاتی ہے جن پر یہ ضخیم کتاب تین سو آٹھ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اور جس کا سائز ۲۰×۳۰ کی چھوٹی تختی ۱۶ صفحات کی ہے قیمت بلا جلد عہ اور مجلد عہ

نمبر	مضمون	تقریب	مقام	سنہ
۱	اسلام	جلسہ مذاہب	الہ آباد	۹ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء
۲	اسلام اور اصول اسلام اور ان کا مقابلہ عیسائیت سے	دہریہ سوسائٹی	کیمبرج لندن	۲۷ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء
۳	خصوصیات اسلام	مذہبی کانفرنس	پیرس (فرانس)	جولائی سنہ ۱۹۱۳ء
۴	اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب		ڈنبرا (لندن)	سنہ ۱۹۱۴ء
۵	عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں ضرورت اسلام		لندن	۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء
۶	اسلام اور علوم جدیدہ	محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس	دہلی	۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء
۷	عالمگیر اخوت اور عالمگیر ملت قائم کرنے کی غرض سے ایک آزادانہ مذہبی تحریک	"	لندن	سنہ ۱۹۱۸ء
۸	لیگ بین المذاہب	تبلیغی دورہ	وکٹوریہ ہال مدراس	۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء
۹	فلسفۂ اسلام	"	رنگون	سنہ ۱۹۲۱ء
۱۰	اسلام اور مفہوم اسلام	"	سنگاپور (سماٹرا)	سنہ ۱۹۱۳ء

درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

مطبع اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دروازہ لاہوری لاہور میں حافظ مظفر الدین کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

قیمت چار روپے آٹھ آنے سالانہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالۂ اشاعت اسلام

اسلامک ریویو مجریۂ ووکنگ (انگلستان) اُردو ترجمہ

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۸) | بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء | نمبر ۷

فہرست مضامین

درخواستہائے خریداری بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

(۱) کل خط و کتابت بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ہونی چاہئے +

(۲) اشاعت اسلام لاہور ماہواری رسالہ ہے۔ اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا۔

(۳) اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں +

(۴) خریداران رسالہ ازراہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیں +

خریداران رسالہ اشاعت اسلام ازراہ کرم ایک ایک جدید خریدار ارسال فرما کر ممنون فرمائیں مینیجر +

عید مبارک کے بہترین رنگین کارڈ

جناب والا ہم عرصہ ۱۲ سال سے کارڈ فروخت کر رہے ہیں ہر سال اعلےٰ سے اعلےٰ کارڈ تیار کرائے جاتے ہیں۔ جو خوشنا ڈیزائن اس وقت بنوائے گئے ہیں پہلے کبھی ملاحظہ سے نہ گذرے ہونگے ایک درجن کے قریب ڈیزائن آذر کئی درجن اشعار ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسے لاجواب کارڈ اسقدر ارزاں دوسری جگہ سے نہ ملینگے اگر بعد ملاحظہ پسند نہ ہوں تو فوراً واپس کر دیئے جاویں۔ ہندوستان بھر میں سب سے اول درجے کے کارڈ ہم ہی فروخت کرتے ہیں جسقدر ضرورت ہو فوراً منگائیں

قیمت	فی عدد	درجن	۲۵	۵۰	ایکسو
عید کارڈ مکہ مدینہ شریف وغیرہ والے ...	۲؍	۸؍	۱۴؍	[illegible]	۳ روپے
عید کارڈ دست مدد دھاگا ڈیزائن والے	۱؍	۶؍	۱۰؍	[illegible]	۱؍۱۴
عید چک قیمتی کئی لاکھ رقم نہایت خوبصورت	۱؍	۶؍	۱۰؍	[illegible]	[illegible]
لفافہ مع کاغذ خوردہ اشعار والے	[illegible]	۱۲؍	[illegible]	[illegible]	[illegible]
لفافہ مع کاغذ کلاں اشعار والے [illegible]	۳؍	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ولایتی کارڈ پالش دار جرمنی اعلےٰ درجہ کے	۶؍	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ولایتی تو کارڈ فوٹو والے نہایت خوبصورت	۳؍	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ولایتی بہتر نہایت خوبصورت کارڈ	۲؍	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

پنسل کرسمس کتابی اردو اشعار کے ۳ ورقی کارڈ سے لیکر ۲ ؍ فی کارڈ قیمت تک

نرخ علاوہ محصول ڈاک پیکنگ رجسٹری خرچ ....

اسکے علاوہ بھی اور کئی ایک قسم کے عید کارڈ وغیرہ موجود ہیں جو ختم ہو جانیکے بعد بھیجے جاتے ہیں۔ گلدستہ عید جو کہ تحفہ عید ایک لاجواب عید کی بیاض ہے ملک کے بہترین مصنفین کا کلام نظم و نثر اسی میں موجود ہے۔

حجم ۱۵۰ صفحات قیمت بارہ آنے ... (۱۲؍)

مکمل فہرست کتب مع کیلنڈر ۱۹۳۲ء اپنا پتہ لکھ کر ہم سے مفت منگالیں۔

ملنے کا پتہ مینیجر میسو چوہان ٹریڈنگ ایجنسی موچی دروازہ لاہور

ضروری ضروری ضروری

کل تمام ترسیل زر متعلقہ مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور

A FRATERNAL MUSLIM GROUP TO WELCOME HIS EXCELLENCY SARDAR ABDUL HADI KHAN TO ENGLAND

سردار عبدالہادی خان جو انگلستان میں سلطنت افغانستان کی طرف سے پہلے سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء کو مسجد ووکنگ میں تشریف لائے۔ اس موقع پر جو فوٹو لیا گیا وہ اس ماہ کے رسالے کو زینت دے رہا ہے۔ برٹش مسلم سوسائٹی کی طرف سے جو ایڈریس پیش کیا گیا وہ پہلے ہی مئی کی اشاعت میں ہدیۂ ناظرین کر چکے ہیں +

ہز ایکسیلنسی کا استقبال مندرجہ ذیل اصحاب نے کیا:۔

لارڈ ہیڈلے۔ پروفیسر لیون۔ ہز ایکسیلنسی کاظم پاشا جو فلسطین کی عرب ڈیلیگیشن کے پریزیڈنٹ ہیں۔ حبیب اللہ لوویگرو۔ خالد شیلڈرک۔ بشیر پکرڈ بی اے۔ امام مسجد۔ داؤد شاہ صاحب اور ہمارے ووکنگ سٹاف کے ممبر بھی شامل تھے +

ووکنگ مسلم مشن کا حساب آمد و خرچ بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۲ء کسی دوسری جگہ درج کیا جاتا ہے۔ اس سے ناظرین ہمارے اخراجات میں روز افزوں ترقی کا اندازہ لگا سکتے ہیں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی ایک اندرونی چٹھی کا ترجمہ بھی شائع کیا جاتا ہے جو مسلمانان عالم کو اشاعت اسلام جیسے اہم فریضے کی طرف متوجہ کر رہی ہے +

ڈین آف کارلائل اور انگلش چرچ یونین

گذشتہ اشاعت میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ ڈین آف کارلائل کی اس تقریر کی پاداش میں جو انہوں نے گذشتہ سال ماڈرن چرچ مینز کانگریس کیمبرج میں الوہیت پیدائش اور معجزات مسیح کے خلاف کی تھی۔ انگلش چرچ یونین نے اپرہوس آف کنووکیشن میں ان پر فتویٰ کفر صادر کرنے کی تحریک ہے +

اس تحریک پر غور کرتے ہوئے مختلف پادریوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا جو سننے کے قابل ہیں:+

بشپ آف ایلی کی رائے

بشپ آف ایلی نے ڈین آف کارلائل کی بڑے زور سے حمایت کی۔ اور صاف طور پر کہا۔ کہ سوچ و بچار سے کام لینے والے عیسائیوں کا خیال بائبل کے متعلق مجھے یقین ہے کہ ہمیشہ کیلئے بدل چکا ہے۔ اور اس کا فیصلہ ہونا اب محال ہے" +

بشپ آف لندن کا خوف

بشپ آف لندن نے ڈین آف کارلائل کی بعض آراسے جو شائع شدہ رپورٹ میں ظاہر کیگئی ہیں اتفاق کیا لیکن ان کے نزدیک اسمیں مغالطہ آمیز خیالات موجود ہیں جن سے اُن کو یہ خوف پیدا ہو گیا ہے کہ آیندہ نسلوں پر ایسی تعلیمات کا اثر بہت بُرا ہوگا۔ اور یہ نہایت سخت خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ کہ ایسی کوششوں سے دین مسیحی پر پانی پھر جائیگا" +

بشپ آف گلوسٹر کا غصہ

بشپ آف گلوسٹر نے کہا۔ کہ یہ نہایت خطرناک بات ہے کہ یہ مصنفین کلیسیا کے باقاعدہ منتخب شدہ لوگ ہیں۔ جو ذمہ واری کے عہدوں پر فائز ہیں۔ اور نہایت سخت قسمیں کھائے ہوئے ہیں انہوں نے یہ تجویز کی کہ کیتھولک مذہب کی تعلیم جو ناٹس کے مقررہ عقیدہ کے مطابق ہو۔ کلیسیا کی حیات کا جزو لاینفک ہے۔ اور وہی دیجانی ضروری ہے۔ اور اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ کلیسیا کے منصب پر وہی لوگ فائز ہو سکتے ہیں جو اپنا تعلق اس کے ساتھ نہایت پختہ اور مضبوط رکھیں +

آرچ بشپ آف کنٹربری کی ملاطفت

آرچ بشپ آف کنٹربری نے کہا کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ ایسے دیانتدار باخدا انسانوں کو کلیسیا سے علیحدہ کیا جائے۔ اگر وہ اپنی تعلیمات کو کلیسیا کے مطابق کر سکیں۔ یہ تمام لوگ نہایت نہایت عمدہ کام کر رہے ہیں۔ اور ہوس ایک خطرناک غلطی کا مرتکب ہوگا۔ اگر وہ یہ فتویٰ دیدے کہ وہ اخلاقی انسان نہیں ہیں۔ ہاں اس طریق عمل کے متعلق جس کے مطابق انہوں نے اپنی تحقیقات کے نتائج کو بیان کیا ہے۔ ان کو تنبیہ کر دینی چاہئے +

ان تقاریر سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ صرف ڈین آف کارلائل ہی نہیں کلیسیائے انگلستان کے بہت بڑے بڑے اراکین حتیٰ کہ آرچ بشپ آف کنٹربری بھی دل سے ان خیالات کے مؤید ہیں۔ جو ڈین موصوف نے ظاہر کئے۔ ورنہ فتویٰ کفر کی تحریک آخر کار تنبیہ پر آ کر ختم نہ ہو جاتی۔ اور الوہیت مسیح کے اس کھلے انکار پر جو ڈین آف کارلائل نے کیا۔ ان کے حق میں ستائش و آفرین کی آوازیں نہ اٹھتیں +

مسیحیت کا روحانی غلبہ

اسلام کی اپیل مسلمانان عالم سے

از قلم حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایدہ اللہ بنصرہ

حضرت مولینا کی طرف سے ایک چٹھی بزبان انگریزی معزز معاصر لائٹ کی تازہ ترین اشاعت میں بطور ضمیمہ شائع ہوئی ہے جسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو اس وقت کس قدر ضرورت ہے۔ ان جان نثاروں کی جو جان و مال کے ساتھ اسکی حفاظت و اشاعت میں منہمک ہو جائیں۔ اور اسکے بغیر کسقدر خطرات مسلمانوں کو درپیش ہیں جن کا سامنا کرنا محال ہے۔ ہم اس چٹھی کے ترجمے کو بتمام و کمال ناظرین اشاعت اسلام کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔ مترجم

مجتبی اخویم! السلام علیکم

اس حقیقت نفس الامری کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اسلام کی کامیابی و فلاح ہبات پر منحصر ہے۔ کہ

اکنافِ عالم کے تمام مسلمان متفقہ طور پر اس کے لئے جدوجہد کریں۔ میں آپ کی توجہ کو ایک ایسے اہم سوال کیطرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ جو اسلام کی اصل زندگی سے متعلق ہے۔

یہ عیسائی مشنری "مومنٹ" کے مہیب خطرہ کا سوال ہے۔ دنیا کی مسیحی اقوام میں صدیوں سے یہ تحریک وسیع پیمانہ پر موجود تھی کہ

اقوامِ عالم پر پولیٹیکل غلبہ

و تسلط حاصل کیا جائے۔ اور صلیبی جنگوں کی روح ہمیشہ کسی نہ کسی رنگ میں اپنا کام کرتی رہی ہے۔ اسلام کو عیسائیت نے دنیا پر پولیٹیکل غلبہ حاصل کرنے کے لئے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھ رکھا ہے۔ لیکن مسلمان اقوام کو ان کے زیرنگین کرنے میں عیسائیت کے زور و طاقت نے اسقدر کام نہیں دیا جسقدر کہ مسلمانوں کی اپنی بے رغبتی اور لاپروائی نے انہیں مدد دی ہے۔ مگر ملکی اقتدار بھی ایک وقتی اور عارضی بات ہوتی ہے جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے تلك الایام نداولها بین الناس عیسائیت کو محض اپنے پولیٹیکل غلبہ سے تشفی حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہونی چاہیئے تھی کیونکہ ملکی تسلط ایک گذر جانے والی حالت ہے اور اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ دنیا کے عام خیالات کا رجحان اس طرف ہے کہ ہر ایک قوم آئندہ خود ہی اپنی حکمران ہوگی۔ اور باوجود ان تمام جسمانی طاقتوں کے جو اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ اس نتیجہ کا پیدا ہونا ایک یقینی اور لابدی امر ہے۔ لیکن اصل چیز جو باقی رہنے والی ہے وہ

رُوحانی غلبہ

ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے لئے مسیحیت اب نہایت سخت کوشش اور جدوجہد کر رہی ہے اس کے مشنری ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور کل عالم کو مسیحیت کا بپتسمہ دینے کیلئے ایک عظیم الشان میدانِ رزم بالخصوص اسلامی ممالک میں تیار کیا جا رہا ہے۔ عیسائیت کے ذرائع تبلیغ غیر محدود ہیں اور اس کی دنیوی طاقت اس قدر وسیع ہے کہ سابقہ تاریخ عالم میں اسکی مثال نہیں پائی جاتی۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے عیسائیت

اسلام کی روحانی طاقت

سے نہایت خوف زدہ ہے اسلام ہی اس کے نزدیک ایسا مذہب ہے جسکو عیسائیت کا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ اور

باقی تمام مذاہب صرف غیر مسیحی ہیں۔ اس کا سبب کوئی خاص عناد نہیں جو اسلام نے مسیحیت کے ساتھ روا رکھا ہو۔ کیونکہ اسلام نے تمام مذاہب کے متعلق یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور سب کے مذہبی لیڈروں کی عزت و تکریم کی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اس نے عیسائیت کے متعلق اپنی خاص خوش دلی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے جنہیں عیسائیوں کو اقربھم مودۃ للذین امنوا (ایمان والوں سے مودت میں قریب ترین) قرار دیا گیا ہے۔ عیسائیت کا اسلام کو اپنا دشمن سمجھنا محض اس وجہ سے ہے کہ وہ اسلام کی روحانی طاقتوں کو بہت زبردست سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں۔ کہ اسلام ہی آخرکار دنیا میں غالب آئیگا۔ اس وقت دنیا کی تمام مادی طاقتیں عیسائیت کی پشت و پناہ ہیں۔ اور اسلام محض ان روحانی طاقتوں ہی پر انحصار رکھتا ہے جو اس کے زیر تصرف ہیں۔ اور اسلام ہی آخرکار کامیاب ہوگا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کریگا لیکن افسوس ہے کہ آج اس عظیم الشان روحانی معرکہ میں مسلمان اسلام کی امداد سے ایسے ہی غافل ہیں جیسا کہ جسمانی معرکوں میں انہوں نے غفلت سے کام لیا تھا۔

اسبارہ میں میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک بہی خواہ اسلام کو اس عظیم الشان کام کی طرف توجہ دلاؤں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ اس کی سالانہ رپورٹ کو (جو طلب کرنے پر بھیجی جا سکتی ہے) دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نے سالگذشتہ میں اسلامی مذہبی لٹریچر کی تیاری اور انگلستان اور دیگر ممالک میں تبلیغی کوششوں پر ایک لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔ دیکھنے کو تو یہ رقم بہت بڑی ہی ہے لیکن وہ

بڑی بڑی رقوم جو مسیحی مشن صرف کر رہے ہیں

ان کے سامنے اسکی کچھ بھی حقیقت نہیں صرف ایک لندن کی چرچ مشنری سوسائٹی نے ۱۹۲۰ء میں اکیاسی لاکھ سے زیادہ روپیہ صرف کیا ہے۔ سینتالیس لاکھ رقم کو جمع کیجئے جو اس سوسائٹی نے انجیل کی اشاعت پر خرچ کی پھر سپیٹ مشنری سوسائٹی کا چالیس لاکھ لندن مشنری سوسائٹی کا اکتیس لاکھ ویسلین مشنری سوسائٹی کا پینتالیس لاکھ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کا ستاسٹھ لاکھ بھی اس کے ساتھ شامل کیجئے اور کل میزان تین سو تیئیس لاکھ ہوگی۔ جو ان چند ایک عیسائیت کی تبلیغ کرنے والی سوسائٹیوں کا

ایکسال کا خرچ ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ تمام مسیحی دنیا کے مشنری اخراجات کو ملائیں۔ تو تین سو تینتیس لاکھ کی مذکورہ بالا رقم بھی ناچیز نظر آئیگی +

پس جس حد تک ذرائع کا تعلق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام مسیحیت کے زور و طاقت کا سواں حصہ بھی فراہم نہیں کر سکتا خواہ تمام کی تمام اسلامی دنیا بھی جو افسوس ہے کہ اس وقت خواب غفلت میں سوئی پڑی ہے اسلام کی اس اہم ضرورت کے لئے بیدار کیوں نہ ہو جائے۔

لیکن کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اس سے حوصلہ ہار بیٹھیں۔ اور اس تحریک میں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے شروع کر رکھی ہے طاقت پیدا نہ کریں یہاں مختصراً ان تین شعبوں کا ذکر کرتا ہوں جنہیں یہ انجمن کام کر رہی ہے +

ا۔ مسلم مشنوں کا قیام اور ان کا کام

سب سے پہلا کام مسلم مشنریوں کو عیسائی ممالک بالخصوص یورپ اور امریکہ میں بھیجنا ہے اس بارہ میں ووکنگ مشن نے جو کام خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کے زیر سرپرستی کیا ہے وہ عیاں ہے اور اسکے دوہرانے کی چنداں ضرورت نہیں لیکن ان کے علاوہ انجمن نے اس سال

دو نئے مشن

قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے ایک جرمنی میں اور دوسرا امریکہ میں جنمیں سے ایک مولوی صدر الدین صاحب کے چارج میں ہوگا۔ ان دونوں مشنوں کے لئے ایک خاص رقم فی الحال جمع ہو چکی ہے لیکن ابتدائی اخراجات کیلئے جو بہت زیادہ ہونگے ہر ایک مسلمان بھائی کی جس کا دل اسلام کی خیرخواہی سے لبریز ہے امداد کی ضرورت ہے +

یورپ اور امریکہ میں مسلم مشن صرف یہی کام نہیں کرتے۔ اور نہ ہی آیندہ صرف یہی ایک کام انکے پیش نظر ہوگا۔ کہ عیسائیوں میں سے لوگوں کو مسلمان بنائیں۔ گو اسمیں شک نہیں کہ لارڈ ہیڈلے مسٹر مارمیڈیوک پکتھال اور دیگر فضلا و امرائے مغرب کے قبول اسلام سے اس پہلو میں کام کی ابتدا نہایت عمدہ ہوئی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری کام جو ان مشنوں کے قیام سے ہمارے پیش نظر ہے یہ ہے۔ کہ اسلام کی اصل تصویر کو ان ممالک میں پیش کیا جائے۔ اور ان غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ جو اسکے پاکیزہ معتقدات اور بانی اسلام کی مقدس زندگی کے متعلق مغرب میں بالعموم پھیلی ہوئی ہیں۔ یہی غلط فہمیاں ہیں۔ جو اس بغض و عناد کا سب سے بڑا سبب ہیں جو مغرب میں ہر ایک اس چیز کے متعلق پایا جاتا ہے جو اسلام سے کوئی تعلق اور لگاؤ رکھتی ہے۔ یہ کام بجائے خود ایسا اہم اور

ضروری ہے کہ اگر دعوت اسلام کا کوئی سوال بھی پیش نظر نہ ہوتا - تو بھی مسلمانوں کی قومی عزت
کو بحال رکھنے کیلئے اس کا ہونا ضروری تھا +

۲-عیسائیت کا اثر اور اس کے زائل کرنے کی کوشش

عیسائیت کے روز افزوں اثر کا مقابلہ اور اسکے زائل کرنے کی کوشش یہ اس انجمن کی تبلیغی
سرگرمیوں میں سے دوسرا بڑا کام ہے مسلمانوں نے آج تک اپنے سب سے زیادہ ضروری فرض سے تغافل کیا ہے
اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کے ہم مذہب لوگوں کی بہت بڑی تعداد عیسائیت کی نذر ہو چکی ہے فلپائن
کی آبادی کا جو ایک وقت ساری کی ساری مسلمان تھی ۴/۵ اس وقت عیسائی ہے جاوا میں چوبیس ہزار
مسلمان صلیب کی نذر ہو چکے ہیں - اور یہ رفتار ابھی تک تین سو نفوس سالانہ کے حساب سے جاری ہے
عیسائیت کا یہ اثر ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) میں بھی ترقی پر تھا جہاں انجمن نے دو سال ہوئے
ایک مشنری بھیجا تھا - اور اسکی کوششوں سے وہاں کے لوگوں میں ایک عام بیداری ہوگئی ہے ایسا ہی
بعض دوسری انجمنیں بھی امداد کی محتاج ہیں - اور ایسی مسلمان جماعتوں کے جو دنیا سے
الگ تھلگ پڑی ہیں زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو چکا ہے لیکن صرف تمام مسلمانوں کی
متفقہ کوشش ہی ایک چیز ہے جو عیسائیت کے ہزارہا مشنریوں ڈھیر ڈھیر روپیہ اور
کثیر لٹریچر کی پشت پناہ میں ممالک اسلام کے اندر گھسی چلی آ رہی ہے - ان زبردست حملوں
کے بالمقابل اسلام کی عزت کو بچا سکتی ہے +

۳-مسلمانوں میں اسلامی لٹریچر کی ضرورت

اس کے علاوہ انجمن نے خود مسلمانوں کے اندر اسلامی لٹریچر کو پھیلانے کا جو کام کیا ہے وہ
بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا - اس شعبہ میں ہمارے سامنے دو کام ہیں - ایک تو لٹریچر پیدا کرنا اور دوسرے
اسکی وسیع اشاعت کے سامان بہم پہنچانا - اول الذکر حصہ کو اگر دیکھا جائے تو انجمن نہ صرف قرآن کریم کے
انگریزی ترجمہ اور تفسیر کو صرف کثیر کے ساتھ شائع کرنے میں ایک اعلےٰ درجہ کی خدمت اسلام سرانجام
دینے کے قابل ہوئی ہے - بلکہ اس نے بعض دیگر ضروری کتب بھی شائع کی ہیں لیکن اس کام کے دوسرے
حصہ کو پورا کرنے میں بہت سی دشواریاں ہیں - ہماری نئی پود یعنے مسلمان طالبعلموں کو خاص طور پر یہ ضرورت
ہے کہ پاکیزہ اسلامی لٹریچر ان کے ہاتھوں میں دیا جائے - مسیحی مذہبی سوسائٹیاں مسلمان طلباء میں اپنے

لٹریچر کو بعض وقت بالکل مفت تقسیم کرتی ہیں لیکن ہمارے پاس اس کے لئے فنڈ نہیں باینہمہ انجمن انگریزی ترجمۃ القرآن جیسی قیمتی چیز اور بعض دوسری کتابیں طلباء کو نصف قیمت پر بہم پہنچاتی ہے علاوہ "لائٹ" نامی ایک پندرہ روزہ اخبار برائے نام ایک روپیہ سالانہ قیمت پر شائع ہوتا ہے جو طلباء کو ۸ رسالانہ میں دیا جاتا ہے یہ سالانہ چندہ اخبار کے صرف پیکنگ اور محصول ڈاک کیلئے ہی مکتفی ہو سکتا ہے۔ اپنے نوجوانوں کے اندر سچی اسلامی روح کو پھونکنا ہی سب سے زیادہ مفید تعمیری کام ہے جس سے مسلمان قوم دوبارہ بن سکتی ہے۔ اور جتنی جلدی مسلمان اس ضرورت کیلئے بیدار ہوں اتنا ہی بہتر ہے۔ +

مسلمانوں سے اپیل

یہ سیدھے سادے حالات اور وجوہات ہیں جو چاہیئے کہ ہر ایک مسلم دل کو اپیل کریں اسلام کی پولیٹیکل طاقت قریبًا مفقود ہو چکی ہے یہاں تک کہ اسکی خلافت بھی پاش پاش ہو گئی ہے۔ لیکن یہ وہ اسلام کے مصائب ہیں جنمیں سے وہ زیادہ شان و شوکت کے ساتھ پھر دوبارہ اٹھیگا۔ مسیحی مشنری موومنٹ ہی ایک چیز ہے جس کا اسلام کو سب سے زیادہ خطرہ ہو سکتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اسلام کی ہستی کو اس سے خطرہ ہے۔ اگر اب بھی ہم اس خطرہ کے خلاف نہیں اٹھیں گے تو ہمیں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑیگا +

امداد کے طریق

ہر ایک مسلمان ذیل کے طریقوں میں سے کسی ایک طرز پر اسلام کو امداد دے سکتا ہے +

(۱) عام چندوں اور عطیات کے ذریعہ سے۔

(۲) زکوٰۃ کے ایک حصہ کو اشاعت اسلام کیلئے مختص کرنے اور اسکو انجمن کے خزانہ میں داخل کرنے سے۔

(۳) اپنے حسب توفیق ماہواری چندہ دینے کی ذمہ واری اپنے اوپر لے کر۔

(۴) اسلام اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے انجمن کے نام اپنی جائداد کا ایک حصہ وصیت کرنے سے

(۵) بہت سے مسلمان ہیں جو بینکوں اور ڈاکخانوں میں حفاظت کے لئے روپیہ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم نے سود کے لینے سے منع فرمایا ہے لیکن سود کا روپیہ ایسے خیراتی کاموں جیسے کہ اشاعت اسلام ہے صرف کیا جا سکتا ہے اسلئے یہ درخواست کیجاتی ہے کہ تمام سود جو ایسے جمع شدہ مال پر ملے انجمن کے خزانہ میں داخل کرایا جائے۔

(۶) اس خط کے مطالب و مفہوم سے اپنے شناساؤں کو واقف کرتے سے +

آپ کا دلی دوست۔ **محمد علی** پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قرآن کریم کی کامیابی

(از قلم زین العابدین بن احمد ملایا)

ما المسیح ابن مریم الا رسول (مریم کے بیٹے مسیح تو صرف ایک رسول ہیں) مائدہ ع ۹
قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیاً۔ اس پر (مسیح) بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب عنایت فرمائی اور مجھ کو پیغمبر بنایا (مریم ع ۲) قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ کہو وہ اللہ ایک ہے۔ اور اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اسکی برابر کا ہے +

کارلزلی کے ڈین نے حال ہی میں جو رائے الوہیت اور ابنیت مسیح کے خلاف ظاہر کی ہے اس نے عیسائیت کے قلب کو ایک عظیم الشان صدمہ پہنچایا ہے اور مندرجہ بالا آیات قرآنی کی صداقت کو عیسائی دنیا میں روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ ایک مدت سے سمجھدار عیسائی ابنیت مسیح کی منطق پر غور کرتے رہے۔ آخر اراکین کلیسا میں سے بعض لوگوں نے ایمانی جرأت دکھائی۔ اور اپنی رائے کا اظہار کر دیا۔ کہ حضرت مسیح خدا نہیں تھے۔ اور نہ وہ مظہر خدا تھے۔ عوام بھی اب اسلام کے دعوی کی صداقت کو محسوس کرنے لگ گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلعم اس معاملہ میں غلطی پر نہ تھے دی گریفک (The graphic) کے ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہو جائیگا۔ کہ کلیسا کو اس سے کس قدر شدید صدمہ پہنچا ہے +

چند روزہ کے دوران میں جو صدمہ کلیسا کو پہنچا ہے وہ شاید برسوں میں بھی اس نے نہ دیکھا ہو۔ کلیسا کے دائرہ سے باہر بھی بہت سے ایسے لوگ دینیات کے ماہر ہیں جو یہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں کہ عیسائیت کی بنیاد بالکل غلطی پر ہے اور موجودہ سائنس نے اسے تباہ کر دیا ہے۔ یہ اندرونی صدمہ ہے۔ مین اراکین کلیسیا جو دینیات کے ماہر گنے جاتے ہیں اور چرچ آف انگلینڈ سے تعلق رکھتے ہیں وہ ہمنوا بات ہو کر اس امر کا اعلان کرتے

ہیں کہ حضرت مسیح ابن اللہ نہ تھے بلکہ فلسطین کے ایک یہودی تھے جو جو دلائل سینن نے اپنی تصنیف "دی لائٹ آف جیسز" میں دیئے ہیں۔ اور دیگر سائنسدانوں نے جو آراء ظاہر کی ہیں ان کا ایک بم کیمبرج کی کانفرنس میں کلیسیا پر پھینکا گیا ہے جس نے انگلیکن چرچ کو متزلزل کر دیا ہے اور اس صدمے کا اثر برسوں تک رہیگا +

جو رپورٹ ہم کو پہنچی ہے اگر وہ ان کے الفاظ کی صحیح ترجمانی کرتی ہے تو ڈاکٹر رشیڈل ڈین آف کارلزلی ڈاکٹر بیتھ دن بیچرلیسٹی مارگریٹ اور ریورینڈ آر۔ جی پارسنز نے انگلیکن کانفرنس میں الوہیت مسیح کا انکار کیا ہے۔ ڈاکٹر رشیڈل نے بیان کیا کہ حضرت مسیح خدا نہ تھے بلکہ ایک انسان تھے۔ ڈاکٹر بیتھ دن بیچر نے کہا میں ایک لمحہ کے لئے بھی خیال نہیں کر سکتا کہ حضرت مسیح نے کبھی الوہیت کا دعویٰ کیا ہو۔ ریورینڈ پارسنز کی رائے میں حضرت مسیح بغیر کسی خصوصیت کے پورے طور پر انسان تھے۔ آپ فلسطین کے ایک یہودی تھے اور انسانی زندگی کی قیود میں رہ کر آپ نے اس زمانہ کے حالات کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ تین شخص ایسے نہیں جن کی رائے کو راسخ الاعتقاد عیسائی بھی رد کر سکیں۔ یہ سب اصحاب نہایت اعلیٰ تعلیمیافتہ اور دینی علوم کے ماہر ہیں جنہوں نے لیکچراروں اور پروفیسروں کی حیثیت میں کلیسیا کے سینکڑوں پادریوں کو تعلیم دی ہے" +

عیسائی دنیا میں اسی قسم کی اور بہت سی آوازیں گونج رہی ہیں جو عیسائیوں کے دلوں پر سچائی کو آشکارا کرتی جاتی ہیں۔ جس رائے کا اظہار ان بے دھڑک ڈاکٹروں نے کیا ہے۔ اس سے عیسائی مذہب میں ضرور اہم نتائج پیدا ہونگے۔ کیونکہ اس اعلان نے تو عیسائیت کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکا ہے۔ حضرت مسیح کی دوسری یا تیسری صدی بعد کے زمانہ سے عیسائیت کی تمام بالائی عمارت اسی بنیاد پر قائم تھی۔ یہ صدمہ جو کلیسیا کو پہنچا ہے یقیناً حضرت مسیح کے اس نام نہاد مذہب کی تباہی کا موجب ہوگا۔ اسی تباہی کے ساتھ قرآن کریم کی کامیابی وابستہ ہے جو فطرت انسانی کے مذہب کی تعلیم دیتا ہے قرآن کریم کے مطابق خدا کے نزدیک یہی ایک سچا مذہب ہے جس کا دوسرا نام اسلام ہے۔

عیسائیت کے ان لیبرل پروفیسروں نے جو اعلان کیا ہے کہ حضرت مسیح ہرگز خدا نہ تھے بلکہ انسان تھے آپ نے کبھی اپنے تئیں خدا نہیں سمجھا۔ اور آپ فلسطین کے ایک یہودی تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرت مسیح کے اصلی مذہب کی طرف آرہے ہیں۔ اور قرآن کریم کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جس میں تیرہ سو برس ہوئے ابنیت اور الوہیت مسیح کے بیہودہ عقائد کی تردید مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم و قال المسیح یٰبنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی و ربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظٰلمین من انصار (ترجمہ) جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو یہی مریم کے بیٹے مسیح ہیں یہ لوگ بیشک کافر ہو گئے اور مسیح سمجھایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو۔ (وہ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے) اس میں شک نہیں کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے تو اللہ کی طرف سے بہشت اس پر حرام ہو چکی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلٰثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو یہی تین میں کا ایک تیسرا ہے بے شک کافر ہو گئے۔ حالانکہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور جیسی باتیں یہ لوگ کہتے ہیں۔ اگر ان سے باز نہیں آئینگے تو جو لوگ ان میں سے کفر کرتے رہینگے ان پر عذاب دردناک نازل ہوگا (المائدہ رکوع ۹)

وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا۔ لقد جئتم شیئا ادا۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا (ترجمہ) اور بعض لوگ قائل ہیں کہ خدائے رحمٰن بیٹا رکھتا ہے۔ تم ایسی بڑی سخت بات اپنی طرف سے گھڑ کر لائے جس کی وجہ سے عجب نہیں آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں۔ کہ لوگوں نے

خدائے رحمٰن کے لئے بیٹا قرار دیا۔ حالانکہ خدا کو شایاں ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے
(سورۃ مریم۔ رکوع ۵)

جس صداقت کا اظہار قرآن کی مندرجہ بالا آیات کر رہی ہیں۔ در حقیقت حضرت مسیح کے مذہب کی بنیاد بھی انہی حقائق پر تھی۔ جس ایک مذہب کو خدا کے تمام رسولوں نے تقاضائے زمانہ کے مطابق دنیا کے مختلف حصص میں تعلیم کیا۔ وہ اپنے بانی کی عدم موجودگی میں ہمیشہ ہی خراب ہوتا رہا ہے۔ اسی وجہ سے تیرہ سو برس ہوئے کہ خداوند تعالیٰ نے اس مذہب کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پھر دنیا میں نازل کیا۔ نبی کریم صلعم نے تائید یزدانی سے الہام کے ذریعہ اس مذہب میں ایسی ترمیم کر دی اور اس خوش اسلوبی سے اسکی تشریح کی کہ یہ مذہب تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل ہدایت بن گیا۔ اس مذہب کی تعلیم ہر ایک زمانہ پر حاوی ہے اور قرآن کریم کی پاکیزگی کو قائم رکھنے کیلئے خداوند کریم نے کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہ رکھی جو دنیا میں کوئی نئی کتاب لائے +

مندرجہ بالا آیات میں قرآن کریم نے جو سزا شرک کی مقرر کی ہے وہ بھی اسکی صداقت کو ظاہر کرتی ہے توحید تو خداوند تعالیٰ نے فطرت انسانی میں ودیعت کر دی ہے۔ اور یہ ادراک کا ایک جزو اعظم ہے۔ اس دنیا میں بھی جس حد تک وحدانیت پر انسان کا ایمان ہے۔ وہ اسی کے مطابق جنت کا وارث ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے بچ جاتا ہے۔ دنیا کبھی بت پرستی سے پورے طور پر آزاد نہیں ہوئی۔ اسی لئے تمام دنیا آگ سے نجات پا کر جنت میں داخل نہیں ہو سکی۔ اپنی خواہشات نفسانی کا غلام بن جانا بھی خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اور یہ سب سے بڑا جرم ہے۔ جو بدکاری اور شراب خوری اور اسی قسم کی اور مختلف شکلوں میں ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور جن کیلئے آگ اور کئی ایک سزاؤں کی ضرورت ہوتی ہے +

جن ممالک میں حضرت مسیح کو خدا سمجھا جاتا ہے اور جہاں جنگ کے دیوتا کی پرستش ہوتی ہے وہاں ضرور جنگ ہی ہمیشہ تباہی کا موجب ہوتا ہے۔ صدیوں تک بہت سے ملک بت پرستی اور جہالت کے سبب ایک ماتمی غلامی کی بدتر حالت میں پڑے رہے +

وحدانیت پر پوری طرح ایمان لانے سے ہی اس زندگی میں دُنیا بہت ہی دور ترقی کی معراؤں پر پہنچ جائیگی۔ سچا مذہب وہی ہوسکتا ہے جس کی بنیاد وحدانیت پر ہو جیسا قرآن کریم میں آیا ہے۔ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذٰلک الدین القیم ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون (ترجمہ) اللہ نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی پرستش کرو۔ یہی دین سیدھا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (سورۃ یوسف ۴۶)

اگر وحدانیت پر اتنا زور دیا گیا ہے تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ خدا کو ایک نہ مانا جائے تو نعوذ باللہ اسے کوئی حسد پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ وحدانیت قانون قدرت کا ایک جزو ہے۔ اور ادراک اور حیات انسانی کا جوہر ہے۔ بت پرستی کی مختلف شکلیں قدرت کے اس قانون کی نفی کرتی ہیں۔ اگر انسان کئی ایک خداؤں کی پرستش شروع کر دے۔ تو فطرتاً وہ حقیقی اور واحد خدا کو فراموش کر دیگا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے طرح طرح کے گناہ اور خطائیں سرزد ہونگی۔ اور وہ مورد غضب الٰہی بن جائیگا۔ عیسائی دنیا کو اسی قسم کی ایک جہنمی سزا جنگ یورپ کے ذریعہ مل چکی ہے۔ الغرض وحدانیت کا عظیم الشان پیغام جو قرآن کے ذریعہ دنیا میں نازل ہوا اسکی صداقت اور کامیابی دن بدن ظاہر ہوتی جاتی ہے۔ یہ نیئوں صحاب جن کے نام اوپر درج ہو چکے ہیں مغرب میں اس کامیابی کی شہادت دے رہے ہیں جب مغرب میں ترقی اسلام کی تاریخ لکھی جائیگی تو سب سے پہلے انہی کا ذکر ہوگا۔ زویمر اور والٹر جیسے متعصب مشنری جن کی تمام طاقت نبی کریم صلعم کے مذہب اور قرآن کی بدگوئی میں صرف ہوتی ہے۔ اب انہیں ان امور پر غور کرنا چاہئیے۔ تثلیث کی حمایت اور نبی کریمؐ کو بدنام کرنے کے لئے جو کوششیں وہ سالہا سال سے کر رہے تھے۔ آخر نے سود ثابت ہوئیں۔ اور ان کا یہ الزام کہ نبی کریم صلعم ابنیت مسیح کے مسئلہ کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ اور اسے جسمانی رنگ پر محمول کرتے رہے نے بنیاد ہی نکلا۔ کیونکہ اگر اس مسئلہ کو روحانی رنگ میں لیا جائے تو پھر ہم سب خدا کے بیٹے ہیں۔ اور صرف حضرت مسیح کو ہی خصوصیت سے کیوں خدا کا بیٹا سمجھا جائے۔ ہم ان متعصب پادریوں کو مبارکباد دیتے ہیں محمد صلی اللہ

علیہ وسلم اور ان کے مذہب کو تباہ کرنے کی کوششیں یہ برسوں سے کر رہے تھے۔ تباہ کرنا تو درکنار جو تیر یہ دوسروں پر چلا رہے تھے وہ انہی کی طرف واپس ہو گئے اور اسلام کلیسیا کے مذہب کو تہ و بالا کر رہا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اخبارات نے انکے الفاظ کی صحیح ترجمانی نہیں کی۔ تو پھر بھی یہ الفاظ ایک دن سچ ہو جائیں گے اور قرآن اور اسلام کی کامیابی ہوگی۔ کیونکہ سچائی دنیا کی مخالفت اور ڈاکٹر وں کی رائے سے بہت زیادہ طاقت رکھتی ہے صداقت آخر ضرور غالب آجائیگی اس حالت میں ان متعصب پادریوں کو افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر روز دنیا نئے سرے سے شروع ہوتی ہے۔ اور ہر صبح جو طلوع ہوتی ہے وہ دنیا کو نیا پاتی ہے +

راز حیات یا انجیل عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ انگلستان

نقصان ترقی تنزل انسان کے اپنے ہی اعمال کے نتائج ہیں حقیقت تقدیر۔ یورپ کی موجودہ ترقی قوت عمل کا نتیجہ ہے مومن اور مسلم میں فرق علوم جدیدہ کی حقیقت مسلمان سلطنتوں کے مٹ جانے سے اسلام پر حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ قرآنی تعلیم سے انحراف کا نتیجہ ہے یورپ کی جنگ عظیم کی بنا کمرشیلزم تھی نہ کہ حقوق انسانی کی حفاظت۔ علماء کے لئے ضروری ہے کہ واقعات حاضرہ پر از روے قرآن روشنی ڈالیں حقیقت عبادت و دعا۔ کسی بزرگ کی اولاد ہونا ہی اُسے مقرب الٰہی نہیں بنا سکتا انسان اپنی کوششوں سے خدا کا مورد فضل بنتا ہے۔ موجودہ بیداری۔ عدم تعاون کا وہی پہلو اختیار کرو جس کی اجازت قرآن دے۔ خدا کسی کو فدیہ۔ کفارہ یا سفارش پر کچھ نہیں دیتا۔ اسلام کی علت نمائی قوائے مضمرہ کا نشو و نما پانا ہے۔ اگر ہماری غلط کاریاں ہمارے اختیار اور رضامندی سے نہیں ہوتیں تو پھر خدا کا میزان عدل کچھ معنے نہیں رکھتا۔ خدا نے ہمارے لئے گنہگار زندگی پسند نہیں کی۔ تقدیر نام حدود اللہ کا ہے۔ قدرت تامہ نے اسباب اور نتائج کا رشتہ دنیا میں قائم کر دیا ہے جو علمی تحقیقات کا محرک ہوتا ہے خدا انسان کو قوت ارادی و تمیز عطا کر کے ایک دستور العمل بھی دیتا ہے پھر انسان اپنے قدم اٹھانے کے مطابق اچھے یا بُرے نتائج مرتب کرتا ہے +

ہدایت اور ضلالت کی تقسیم پہلے ہی سے نہیں ہو چکی ہمارا اپنا عمل ہمیں صحیح یا غیر صحیح راہ پر لیجائیگا۔ کوشش کے بغیر انسان کو کچھ نہیں ملسکتا مسلمانوں کے پاس دولت یا اسباب نہیں تو نہ سہی۔ اگر ان میں جزو عمل موجود ہے اور اپنے قویٰ کا صحیح استعمال کریں تو کل دنیا ان کا وطن ہے حجم ۲۸۴ صفحات $\frac{20 \times 30}{16}$ تقطیع قیمت ۱؎ عہ

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۲ء

متعلق مسلم مشن ووکنگ (انگلستان)
بابت دفتر ہندوستان و ووکنگ (انگلستان)

نقشہ آمد مشن ہندوستان و انگلستان

تفصیل آمد	نمبر نقشہ	رقم آمد در ہندوستان			رقم آمد در انگلستان			نمبر نقشہ
		پائی	آنہ	روپیہ	پنس	شلنگ	پونڈ	
امداد مشن	نمبر ۱	۹	۴	۱۸۰۸	۶	۱۰	۱۰۹	نمبر ۳
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	نمبر ۲		۳	۳۰۰۷	۵	۱۵	۲۴۷	نمبر ۴
کتب خانہ	×	×	×	×	۱۰	۱۳	۳۷	
میزان کل		۹	۷	۴۸۱۵	۹	۱۹	۳۹۴	

دستخط
آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

دستخط
محاسب مسلم مشن در انگلستان

نقشہ اخراجات مشن در ہندوستان و انگلستان بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۲ء

تفصیل خرچ	نمبر نقشہ	رقم خرچ در ہندوستان			رقم خرچ در انگلستان			نمبر نقشہ
		پائی	آنہ	روپیہ	پنس	شلنگ	پونڈ	
خرچ ووکنگ مشن	نمبر ۵	۳	۳	۴۶۸۳	۷	۷	۱۱۱	نمبر ۷
خرچ اسلامک ریویو	نمبر ۶	—	۳	۱۰۳۰	۲	۵	۱۹۴	نمبر ۸
کتب خانہ	×	×	×	×	۹	۶	۲۶	نمبر ۹
میزان کل		۳	۶	۵۷۱۳	۶	۱۹	۳۳۱	

دستخط
آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

دستخط
محاسب مسلم مشن در انگلستان

نقشہ نمبر ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ مارچ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۹	۲	۲۴	امداد مشن جناب نذیر احمد صاحب امرتسر	۰	۰	۶
" " اہلیہ صاحبہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لاہور	۰	۰	۲	" " خواجہ جمال الدین صاحب جموں	۰	۰	۲۰
" " خلیفہ محمد عبداللہ صاحب لاہور	۰	۰	۱	" " اہلیہ صاحبہ " " "	۰	۰	۴
" " رضی الدین صاحب - لاہور	۰	۰	۲	" " نور غنی صاحب گوجرانوالہ	۰	۰	۵
" " حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب	۰	۱۲	۵	" " شیخ خدا بخش صاحب مردان	۰	۰	۱۰
" " بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی	۰	۰	۲	" " احمد خان صاحب حیدرآباد دکن	۰	۰	۲
" " فضل کریم صاحب پشاور	۰	۰	۶	" " احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵
" " زین العابدین صاحب مدراس	۰	۰	۱	" " تاج دین صاحب کالی کرچی	۰	۰	۵
" " مولوی الہ بخش صاحب مظفرگڑھ	۰	۵	۱	" " فضل الدین صاحب اکودیا	۰	۰	۵
" " منہاج الدین صاحب بھٹنڈا	۰	۰	۵	" " محمد امین الدین صاحب راولپنڈی	۰	۰	۱۰
" " مولوی غلام حسن صاحب اکاڑہ	۶	۱	۱	" " خواجہ عبدالغنی صاحب لاہور	۳	۱۵	۱
" " محمد حسین خان صاحب لدھیانہ	۰	۱۲	۰	" " مولوی مصطفیٰ خان صاحب "	۰	۹	۰
" " کے انور علی صاحب نگر کنڈا	۰	۰	۲	" " ماسٹر یعقوب خان صاحب "	۶	۱۰	۲
" " نامعلوم الاسم	۰	۰	۴۰	" " الیس فتح محمد صاحب یالاکول	۰	۰	۱۰
" " سید علی رضا صاحب	۰	۰	۵	" " مولوی دوست محمد صاحب	۳	۴	۰
" " مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۰	۰	۳	" " غلام نبی صاحب ناقہ	۰	۲	۰
" " مولوی عبدالحق صاحب	۰	۰	۴	" " غلام احمد خان صاحب	۰	۸	۰
" " ٹی محمد یوسف صاحب ممکور	۰	۰	۵	" " غلام محی الدین صاحب نقشبندی	۰	۱۱	۰
" " شیخ عبدالرحمان صاحب دہلی	۰	۰	۱۰۰	" " شیخ عبدالمجید صاحب	۰	۰	۲
" " ایم علی احمد صاحب بہاولپور			۱۰	" " ماسٹر محمد رمضان صاحب	۰	۰	۱
" " قاضی خادم حسین صاحب بارہ بنکی	۰	۰	۲	" " موسیٰ خان صاحب	۰	۰	۱
" محبوب علی صاحب فورسٹ گوالیار	۰	۱	۲	" " غلام رسول خان صاحب	۰	[illegible]	۰

نقشہ نمبر ۱ تفصیل آمدنی مشن در ہندوستان بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۲۲ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب مولوی محمد ایوب صاحب	-	۷	۸	امداد مشن جناب اہلیہ صاحبہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب	۰	۰	۲
〃 〃 〃 〃 تقریب ولادت دختر خورد	-	۰	۱	〃 〃 ایس اے غنی قریشی شیخیہ	-	-	۲
〃 〃 صدیق خان صاحب	-	۴	۰	〃 〃 سید عظمت اللہ صاحب رائے درگ	-	-	۶
〃 〃 عبدالعزیز صاحب	-	۴	۰	〃 〃 عبدالحق صاحب لائلپور	-	-	۴
〃 〃 سید احمد بادشاہ صاحب جنوبی ارکاٹ	-	-	۵۰۰	〃 〃 نذیر احمد صاحب امرتسر	-	-	۳
〃 〃 محمد اسلم خان صاحب برہ خان خیل	-	-	۶۰	〃 〃 خلیفہ عبداللہ صاحب	-	-	۱
〃 〃 ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۳	۱۲	۱۰	〃 〃 عبدالحق صاحب احمدی جہلم	۰	-	۱۰
〃 〃 رضی الدین صاحب	-	-	۲	〃 〃 تاج الدین صاحب کالی کرچی	۰	۰	۵
〃 〃 عبدالغفار صاحب بھوپال	-	۸	۲	〃 〃 نور غنی صاحب گوجرانوالہ	۰	۰	۱۰
〃 〃 فاطمہ بی بی صاحبہ لاہور	-	-	۱	〃 〃 شیخ محمد حسین صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	-	۲
〃 〃 منشی عبدالوہاب صاحب اکاڑہ	-	-	۲	〃 〃 شیخ خدا بخش صاحب مردان	-	-	۱۰
〃 〃 مولوی دوست محمد خان صاحب لاہور	-	۱۴	۱	〃 〃 احسان الحق صاحب میانوالی	-	-	۵
〃 〃 ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب لاہور	-	-	۵	〃 〃 مس میاں محمد صاحب بہاولپور	-	۰	۵
〃 〃 منہاج الدین صاحب منٹگمری	-	۰	۵	〃 〃 بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی	۰	۰	۱
〃 〃 قاضی خادم حسین صاحب	-	-	۲	〃 〃 مرزا رحمت بیگ صاحب مالاکنڈ	-	-	۵
〃 〃 چوہدری غلام حسین صاحب اکاڑہ	۴	۱	۱	〃 〃 [illegible] ابراہیم صاحب ابازئی لنڈیکوتل	۰	-	۵
〃 〃 مولوی الٰہی بخش صاحب مظفرگڑھ	۰	۵	۱	〃 〃 خواجہ عبدالغنی صاحب	۳	۱۵	۱
〃 بمعرفت جناب کنڈے خان صاحب سرینگر	-	۰	۳۰	〃 〃 ماسٹر یعقوب خان صاحب	۶	۱۰	۲
〃 جناب محمد یار صاحب ناظم بہاول نگر بہاولپور	-	-	۱۰	〃 〃 مولوی مصطفیٰ خان صاحب	۳	۱۵	۱
〃 〃 ڈی محمد یوسف صاحب ٹمکور	-	۰	۵	ولیمہ [illegible] جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب منشی دوست محمد صاحب و منشی مظہر الحق کلرک			
〃 مولوی عمر بخش صاحب لاہور	۰	-	۳		۹	۴	۷۵۲
〃 حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب	۳	۱۵	۲	میزان کل	۹	۴	۱۸۰۸

نقشہ نمبر ۲ آمد اسلامک ریویو بابت ماہ مارچ اپریل سنہ ۲۲ ۱۹ء در ہندوستان

	روپیہ	آنہ	پائی
قیمت رسالہ اسلامک ریویو از خریداران	۲۸۸	۵	—
مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بہ تفصیل ذیل	۱۲۶	۱۴	۰
میزان	۳۰۰۷	۳	۰

اسمائے گرامی جنہوں نے مفت تقسیم اسلامک ریویو میں امداد فرمائی۔

نام	پائی	آنہ	روپیہ	نام	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم جناب حافظ عبدالباسط صاحب	۔	۔	۵	مفت تقسیم جناب محمد شہاب الدین صاحب			۱
″ جناب عبدالعزیز صاحب	۔	۔	۱	″ ″ ای ایس اے رحمٰن ″	۔	۔	۱
″ ″ محمد خلیفہ صاحب	۔	۔	۱	″ ″ محمد فصیح الدین ″	۔	۔	۱
″ ″ سی ایس کے اے وہاب صاحب	۔	۔	۱	″ ″ ایم عبداللہ بیگ ″	۔	۔	۱
″ ″ عبدالوہاب صاحب	۔	۔	۱	″ ″ محبوب علی ″	۔	۔	۱
″ ″ ایس ایم فاضل صاحب	۔	۔	۱	″ ″ ایم ایس اے رحمان ″	۔	۔	۱
″ ″ اے لطیف خان صاحب	۔	۔	۱	″ ″ محی الدین خان ″	۔	۔	۱
″ ″ عبدالباسط عما صاحب	۔	۔	۱	″ ″ اسحاق حسین ″	۔	۔	۱
				میزان الکل	۔	۔	۲۰

نقشہ نمبر ۳ تفصیل آمد مشن بابت ماہ مارچ اپریل سنہ ۲۲ ۱۹ء در انگلستان

نام	پنس	شلنگ	پونڈ	نام	پنس	شلنگ	پونڈ
رقوم گذشتہ	۲	۱۶	۵	خواجہ کمال الدین صاحب	۰	۰	۱
ایس حسن صاحب	۱۰	۳		آدم جی صاحب	۰	۱۰	۰
از بھوپال	۰	۵	۹۶	معلوم الاسم	۰	۰	۱
ای لارنس	۰	۰	۱	مسٹر وکاس	۰	۱۳	۰
داؤد شاہ صاحب	۰	۱۰		سید جی-این شاہ	۰	۰	۱
خواجہ کمال الدین صاحب	۹	۱	۱ [۵]				
داؤد شاہ صاحب	۰	۱۰	۰	میزان	۶	۱۰	۱۰۹

[۵] قیمت طرف بمبئی [illegible] میں دکھائے گئے ہیں۔

نقشہ نمبر ۵ تفصیل اخراجات مشن بابت ماہ مارچ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء در ہندوستان

مد	روپیہ	آنہ	پائی
تنخواہ عملہ ہندوستان وانگلستان[۵]	۹۴۱	۴	۹
اخراجات سفر واپسی از ووکنگ بابت جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب وجناب مولوی دوست محمد خانصاحب	۶۱۲	۳	۰
تاریں حضرت خواجہ صاحب نے گذشتہ سفر برہما وجاوا سماٹرا میں مختلف مقامات میں دیں	۳۶	۶	۰
قیمت اشیاء جو ووکنگ روانہ کی گئیں۔ جنہیں زیادہ تر وہ چیز ہے جو جشن کیلئے خرید اکیا۔	۲۵۱	۴	۰
پارچات خوشی محمد باورچی	۱۰۵	۔	۰
تنخواہ " " ۵½ ماہ بحساب ۲۵ روپے ماہوار	۱۳۷	۱	۶
بابت ادائیگی بل پارچات وغیرہ جناب ماسٹر یعقوب خانصاحب (بہمراہ لیور پول سٹرنٹری ووکنگ)	۱۰۰	۔	۰
دفتر لاہور سے اخراجات مشن ووکنگ انگلستان کے لئے ڈرافٹ لاہور سے روانہ کیا گیا	۲۵۰۰	۰	۰
میزان کل	۴۶۸۳	۳	۳

[۵] ووکنگ کے ملازمین کی تنخواہ ووکنگ سے ہی برآمد ہو کر وہاں تقسیم کی جاتی ہے۔ بعض کے گھر یہاں دی جاتی ہے + سکرٹری

نقشہ نمبر ۶ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو بابت ماہ مارچ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء در ہندوستان

مد	روپیہ	آنہ	پائی
تنخواہ عملہ ہندوستان (بجز الاؤنس ایڈیٹر جو لاہور ادا ہوتا ہے۔ دوماہ)	۸۲۶	۵	۶
ٹکٹ۔ کارڈ۔ لفافہ۔ سٹیشنری۔ چھپائی اپیل زکوٰۃ وکاغذ وغیرہ بابت دوماہ بہ تفصیل ذیل	۲۰۳	۱۳	۹
میزان	۱۰۳۰	۳	۳

مد	روپیہ	آنہ	پائی
چھپائی ریویو از ہارڈنگ پریس لاہور	۲۵	۸	
ٹکٹ۔ لفافہ۔ کارڈ	۱۰۹	۱۲	۹
سٹیشنری بلیو بلیک سیاہی وغیرہ	۱	۱	۶
کاغذ برون برائے ریویو ۲ ریم	۵۷	۔	۔
متفرق خرچ	۸	۶	۰
	۲۰۲	۵	۳
بقایا	۱	۱	۱

نقشہ نمبر ۷ اخراجات مشن بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۲ء در انگلستان

اخراجات مشن در ووکنگ

تفصیل	پنس	شلنگ	پونڈ
فرنیچر	۱۱	۱۳	۲
متفرق	۶	۴	۵
تالیف قلوب	۶	۰	۲
عملہ اعلیٰ	-	۰	۲۴
عملہ ادنیٰ	-	۰	۴
ریلوے بغرض تبلیغ و دیگر سفر علاوہ جمعہ	۰	۹	۲
سٹشنری	۹	۱۹	۲
تار	۳	۴	۰
متفرق محصول	۲	۱۳	۲
ریلوے عملہ	۸	۱۶	۸
اخبارات	۶	۱	۰
ریلوے جمعہ ٹیوب	۷	۱۵	۰
سیزن ٹکٹ بغرض تدریس عربی در لندن	۶	۱۹	۱
بجلی مرمت	۱	۱۱	۰
تنخواہ باغبان ۹ ہفتہ	۹	۸	۱۲
اخراجات غیر معمولی			
اخراجات متعلقہ خیر کابل	۰	۷	۸
طبع چٹھی بنام پیرس و نوٹس متعلق مسئلہ ارتداد	۰	۱۸	۲
میزان	۲	۳	۸۲

اخراجات مسلم ہوس در لندن بتفصیل ذیل

تفصیل	پنس	شلنگ	پونڈ
اخبارات	۰	۱۰	۰
کرایہ لکچر اتوار	۳	۸	۰
عملہ ادنیٰ	۸	۷	۱۰
اشتہارات و سرکلر	۱۰	۱۵	۱
فرنیچر	۲	۳	۱۳
متفرق	۰	۱۲	۰
ایسٹ ہوم ریفرشمنٹ جمعہ و اتوار	۶	۷	۲
میزان	۵	۴	۲۹

کل میزان ۱۱۱ - ۷ - ۷

نقشہ نمبر ۸ تفصیل اخراجات سلامک ریویو بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۲۲ء در انگلستان

مد			
متفرق	۸	۱۴	۰
ٹکٹ	۹	۲	۳۶
طبع	۷	۱	۱۱۱
کاغذ	۰	۱۱	۴۲
بلاک	۰	۰	۵
سٹیشنری	۲	۱۵	۰
محصول	۰	۰	۱۸
	۲	۵	۱۹۴

نقشہ نمبر ۹ تفصیل اخراجات کتب خانہ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۲۲ء در انگلستان

مد			
خرید گی کتب (جو دوسری جگہ سے خرید کر بھیجی گئیں)	۵	۹	۲
متفرق	۳	۵	۰
اخراجات طبع کتب	۱۰	۳	۱۷
کاغذ	۰	۲	۲
محصول	۴	۷	۳
سٹیشنری	۱۱	۱۸	۰
میزان	۹	۶	۲۶

تبلیغِ اسلام

بدلجائے ہمارا شور کاش اللہ اکبر سے
شکور اپنی تمنا ہے یہی اب جان اور دل سے
دعا ہے گونج اٹھے ہر طرف بانگ اذاں ہو کر
عروج اسلام کا پھر ہو زمانے میں عیاں ہو کر

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون
وھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین
کلہ ولو کرہ المشرکون ...... (الصف ۱۰)

وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور خدا نو
اپنے نور کو پورا ہی کر کے رہیگا گو منکر لوگ برا مانیں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول
کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا کہ اس کو سارے دینوں پر غالب کر دے اور گو مشرک
برا مانیں ÷

مندرجہ بالا آئتیں اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور اسلام کا
غلبہ آخر کار تمام ادیان عالم پر ہو گا۔ ان آئتوں ہی میں یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ دنیا کا آیندہ
مذہب اسلام ہو گا۔ خداوند تعالیٰ خود اس پاک مذہب کی حمایت کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اپنی ذات کو
اس کا محافظ قرار دیتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا گیا کہ مخالفین اس کے خلاف
طرح طرح کے منصوبے کرینگے لیکن وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکینگے ÷

اگر کلام مجید الہامی ہے اگر خداوند تعالیٰ لا تخلف المیعاد ہے۔ یعنے اپنے وعدہ کے
خلاف کرنیوالا نہیں تو پھر اسلام کو کسی بات کا خطرہ نہیں۔ اسلام محفوظ ہے۔ نہ اسلام مٹ سکتا
ہے نہ اس کی تعلیمات مٹ سکتی ہیں۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔ بیشک
شک نہیں کہ پروردگار عالم اسلام کی حمایت و حفاظت کا بیڑا اپنے ذمہ لیتا ہے
لیکن انا لہ لحافظون کے ساتھ ہمکو اپنے فرض منصبی سے بھی آگاہ کرتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک

هم المفلحون ..... (آل عمران ۱۱) اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے۔ لوگوں کو نیک کام کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے اور یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

و لینصرن اللہ من ینصرہ ..... (الحج ۔۶) "اور بیشک جو اللہ کی مدد کریگا اللہ اسکی مدد کریگا"

ان تنصروا اللہ ینصرکم ..... (محمد ۔۱) "اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا"۔ یعنے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم اسلام کی حمایت اور حفاظت کے لئے کوشش کرینگے تو وہ دست اعانت ہماری طرف دراز کریگا۔ اور ہمکو کامیابی کی طرف لیجائیگا۔ لیکن اگر ہم اپنے فرائض سے غافل رہینگے تو پھر ہمارا کیا حشر ہوگا وہ ظاہر ہے۔

مغرب میں تبلیغ اسلام کی سخت ضرورت ہے۔ یورپ۔ انگلستان اور امریکہ آج تہذیب و تمدن کا گہوارہ اور تجارتی دنیا کا مرکز ہے۔ دنیا کی تمام قومیں وہاں پائی جاتی ہیں۔ انگریزی دن بدن مشترکہ زبان بنتی جاتی ہے۔ مخالفین نہایت سرگرمی سے اسلام کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں کتابیں۔ اخبارات و رسائل و ٹریکٹ وغیرہ شائع کرتے ہیں۔ اور انہیں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ اسلام کو وہ ایک ڈراونی چیز ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں۔ تاکہ غیر مسلم اور نو مسلم انہیں پڑھکر اسلام سے بدظن ہوں۔ ہمارے تعلیمیافتہ نوجوان بھی اسکے اثر سے محفوظ نہیں رہتے وہ بھی ان چیزوں سے ایک حد تک متنفر ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے مشنری مغرب میں اصل اسلام کی منادی کریں تو امید ہے کہ تمام غلط فہمیاں دور ہو جائینگی۔ اور لوگ اسلام کو اسکی اصلی صورت میں دیکھ کر اس سے مستفیض ہو سکینگے +

اسلام عین فطرت کے مطابق ہے۔ اسلام فلسفہ اور سائنس کا مخالف نہیں ہے۔ اسلام تحقیق کی اجازت دیتا ہے۔ تعلیمات اسلام عام فہم اور قابل عمل ہیں۔ اگر معلوم کرنا ہو کہ اسکی تعلیمات پر عامل ہوکر ایک قوم کس طرح ترقی کر سکتی ہے تو تاریخ اسلام کی صفحہ گردانی کیجئے +

مغرب میں لوگ عیسائیت سے بیزار ہو چکے ہیں۔ وہ ایک ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں جو عین فطرت کے مطابق ہو۔ اور اسکی تعلیمات عام فہم۔ قابل عمل اور زمانہ حال

کی ضروریات کے مطابق ہوں ۔ آج میدان ہمارے لئے خالی ہے ۔ کامیابی ہمارے ساتھ ہے
اگر ہم غفلت کرینگے اور اس نادر موقع کو ہاتھ سے جانے دینگے تو یاد رکھو کہ مدت دراز
تک ہمکو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑیگا ۔ اور کل روز قیامت میں احکم الحاکمین کے سامنے جوابدہ ہونگے

ہمارے بزرگان کرام اشاعت و تبلیغ مذہب کے لئے اپنا خون پانی کر دیتے تھے ۔ آج وہی کام ہم
گھر بیٹھے کر سکتے ہیں ۔ صرف زبانی اور مالی تائید کی ضرورت ہے ۔ دیکھیں کیسے یہ
سعادت نصیب ہوتی ہے ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا ۔ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
بجنبید از پے کوشش کہ از درگاہ ربانی ۔ ز بہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا
اگر دستے بعطا در نصرت اسلام بکشائید ۔ ہم از بہر شما ناگہ ید قدرت شود پیدا

رسالۂ اشاعت اسلام کے اپریل نمبر میں یہ خبر پڑھ کر میری مسرت کی کوئی انتہا
نہیں رہی ۔ کہ اس سال انجمن اشاعت اسلام کے ماتحت دو نئے مشن امریکہ اور جرمنی (پرشیا)
میں کھولے جانیوالے ہیں ۔ اور حضرت مولوی صدر الدین صاحب اس کے صدر ہونگے
حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جن اصول پر ووکنگ مشن چلا رہے ہیں ۔ اگر ان کو
یہاں بھی مد نظر رکھا گیا تو انشاء اللہ کامیابی یقینی ہے اور میدان ہمارے ہاتھ ہے مسلمانوں
کو چاہئے کہ وہ اشاعت اسلام کرنے کو مشترکہ کام سمجھ کر اور مذہبی اختلافات کو دخل نہ دے کر
اس مجوزہ مشن کی امداد کریں تا کہ ہم بہت جلد مولانا ممدوح کی زیر سرکردگی مشن کو روانہ
کر سکیں ۔ اور باشندگان امریکہ و جرمنی کو یہ مژدہ سنا سکیں کہ ؎

اہل امریکہ و جرمن ہو مبارک اب تمہیں ۔ لطف حق آنے کو ہے اور بے نقاب آنے کو ہے
وہ صدور دین وہ عالیجناب آنے کو ہے ۔ حق نما اسلام جنکے ہمرکاب آنے کو ہے
ان کے آنے سے تمہارے بت مٹینگے منتشر کو ۔ اک نئے فیشن کا تم پر انقلاب آنے کو ہے
حسرت اے کفار مژدہ اے گروہ حق پرست ۔ کفر جانے کو ہے دین مصطفیٰ آنے کو ہے

امید ہے کہ مسلم قوم بہت جلد اس مسئلہ کی اہمیت کو محسوس کریگی ۔ اور بڑھ چڑھ کے قلمے مشن کو
امداد دے کر عند اللہ ماجور ہونگے ۔ انشاء اللہ بہت جلد ہم سنینگے کہ ؎

آ رہی ہے قوم اپنا زر لٹانے کے لئے مومنوں کے ہاتھ اب لقب نواب آنے کو ہے

وما توفیقی الا باللہ

موسیٰ ابراہیم مابینت۔ رنگون

"مُردے زندہ کیے جاتے ہیں"

(از قلم حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی)

اِس مضمون کا عنوان حضرت مسیح کا وہ جواب ہے جو آپ نے یوحنا کے استفسار پر دیا جو اس وقت قید میں تھا "کیا آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں" (متی باب ۱۱ آیت ۳) اس کا جواب بالکل صاف تھا۔ حضرت مسیح کے الفاظ میں بھی ان الفاظ کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ تھا اور نہ یوحنا ہی ان سے کوئی اور مطلب نکال سکتا تھا۔ اگر اس پر مزید روشنی کی ضرورت تھی تو وہ بھی حضرت مسیح کے جواب نے بہم پہنچا دی۔ "اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے" (متی باب ۱۱ آیت ۵) اس انجیل کی تعلیم کے ذریعے ہی حضرت مسیح مردوں کو زندہ کرتے تھے اور آپ کی زندگی کا مقصد بھی یہی تھا۔ آپ قبروں سے مردوں کے ڈھانچوں کو نکال کر ان میں جان نہیں ڈالتے اور اسی قسم کے تماشوں سے لوگوں کے دلوں میں دہشت پیدا کرنے نہیں آئے تھے۔ بلکہ آپ تو روحانی مردوں میں ایک نئی زندگی پیدا کرنے کیلئے تشریف لائے تھے اگر آپ کے پیرؤں میں سے اس حقیقت کے متعلق کسی کے دل میں شک ہے تو وہ حضرت مسیح کے ہی الفاظ پر غور کرے "یسوع نے اس سے کہا قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا" (یوحنا باب ۱۱ آیت ۲۵-۲۶)

حضرت مسیح کے الفاظ مردے زندہ کئے جاتے ہیں پڑھنے والے کے دل میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں چھوڑتے۔ اس پر بھی انسان کی سریع الاعتقادی بازی لے گئی اور حضرت مسیح کے سادہ الفاظ سے جن کی تشریح نہایت صفائی سے آپ نے خود ہی کر دی۔ عجیب و غریب حکایات اور قصے تراش لئے گئے ہیں۔

مروجہ انجیل مردوں کے دوبارہ جی اٹھنے کی ایک آدھ مثال پر ہی اکتفا نہیں کرتی بلکہ ایک ایسی

ترجمہ۔ جانتے رہو کہ اللہ زمین کو اس کے مرے بعد جلا اٹھاتا ہے +

ایمانداروں اور جاہلوں کا مقابلہ ذیل کی آیت میں کیا ہے۔

او من کان میتاً فاحیینٰہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہٖ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منھا۔ **ترجمہ**۔ کیا ایک شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسمیں جان ڈالی۔ اور اس کو ایک نور عطا فرمایا۔ جس کی مدد سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہو کہ اندھیروں میں پڑا ہے۔ وہاں سے نکل نہیں سکتا (الانعام ع ۱۴)

یاایھاالذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم **ترجمہ** مسلمانوں جب رسول تم کو ایسے دین کی طرف بلاتے ہیں جو تم میں نئی روح پھونکتا ہے، تو تم اللہ اور رسول کا حکم بگوش دل سنو اور مانو (الانفال رکوع ۲)

قرآن کریم میں اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہیں لیکن میں مندرجہ بالا پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مردے زندہ کرنے سے حضرت مسیح کا وہی مدعا تھا جو قرآن میں نبی کریم صلعم کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کی بعثت مردوں کو زندگی بخشنے کے لئے ہوئی اور جس نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا۔ اس نے وہ زندگی حاصل کر لی۔ اسی لئے قرآن کریم کو روح کہا گیا ہے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ انجیل کی طرح قرآن میں نبی کریم صلعم کے متعلق کسی ایسی عجیب و غریب روایت کا ذکر نہیں جو مندرجہ بالا آیات کے مفہوم کو شک میں ڈال دے اس کے برعکس احادیث میں نبی کریم صلعم کے اقوال کو نہایت سچائی سے درج کیا گیا ہے جو مضمون زیر بحث پر مزید روشنی ڈالتی ہیں۔ آپ نے فرمایا انا الحاشر الذی یحشر الناس علےٰ قدمی۔ آپ نے روحانیت کے ذریعے جو نئی زندگی بخشی وہ صرف صحابہؓ یا کسی قوم اور نسل تک ہی محدود نہ تھی بلکہ وہ تمام لوگوں کے لئے تھی۔ یہ روحانی زندگی جو نبی کریم صلعم نے پیدا کی۔ اسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ کوئی معمولی تبدیلی نہ تھی۔ اس تبدیلی نے کُل کی کُل قوم کو قعر مذلت سے تہذیب کے بلند مقام پر پہنچا دیا۔ اور ان لوگوں کو بتوں کی پوجا اور توہم پرستی سے نکال کر وحدانیت کا شیدا بنا دیا نیز اجڑوں کی اس قوم میں

منشیات سے نفرت پیدا کر کے ان میں پرہیزگاری پیدا کر دی۔ اور مختلف قبائل میں جو ہمیشہ ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتے تھے۔ عدیم المثل یگانگت کو قائم کر دیا۔ وہ قوم جسے اپنی جہالت پر فخر تھا۔ اسے سائنس اور علوم وفنون کا علمبردار بنا دیا تیئیس سال کے قلیل عرصہ میں اس مردہ قوم کو از سرِ نو زندہ کر دیا۔ دنیا اسی قسم کی ایک نئی زندگی کے انتظار میں ہے اور وہ زندگی پھر اسی ذریعہ سے پیدا ہو گی +

خط وکتابت

(از محمد یعقوب خان صاحب صفائی اے۔بی۔ٹی)

اس خط کی نقل جو مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۱ء لیسٹر ڈیلی مرکری کے ایڈیٹر کو لکھا گیا + مترجم

جناب عالی!

آپ نے اپنے اخبار مورخہ ۵ - ۷ - اور ۹ دسمبر کی اشاعت میں مسائل جہاد کے عنوان سے چند ایک معاملات پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے جس سے بڑی غلط فہمی پھیلنے کا احتمال ہے اسلئے کیا آپ مجھے ازراہ کرم اپنے اخبار میں اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کی اجازت دینگے +

میجر ڈیوی کا لکچر جو دیگر پہلوؤں سے تو ہر طرح دلچسپ اور معلومات سے پر تھا لیکن نبی کریم کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ کہکر حقیقت کو ظاہر کرنے سے قاصر رہا۔ کہ آپ بعض اوقات ظلم کرتے تھے مکاری سے کام لیتے تھے اور شہوت رانی کے عادی تھے۔ میں آپکے بیشمار قارئین پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میجر ڈیوی کی یہ رائے درست نہیں اور تاریخ میں اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ جو کوئی نبی کریم صلعم کی زندگی سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے اسے علم ہو گا کہ وحی نازل ہونے سے بہت پہلے بلکہ اوائل عمر میں ہی آپ کی دیانتداری راستبازی اور نیکی کی اس قدر شہرت تھی کہ لوگوں نے آپ کو امین کا خطاب دے دیا تھا۔ آپکے پاس امانتیں رکھوائی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب تمام مکہ آپکے خلاف ہو گیا۔ تو اس وقت بھی کئی ایک

امانتیں آپ کے تحفظ میں تھیں۔ اور جب دشمنوں نے آپ کو قتل کرنے کی غرض سے گھر کا محاصرہ کر لیا تو اس وقت آپ کو ذاتی خطرہ کی چنداں پرواہ نہ تھی۔ اور آپ کو یہی فکر تھا کہ لوگوں کی امانتیں کسی طرح ان تک پہنچ جائیں۔ کیونکہ علی الصباح آپ نے مدینہ کی طرف چلے جانا تھا۔ اس حالت میں لوگوں کو اپنی امانتوں کے متعلق خطرہ پیدا ہو جانے کا احتمال تھا۔ اسلئے آپ نے حضرت علیؓ کو بلوا بھیجا اور تمام امانتیں ان کے سپرد کر دیں تاکہ وہ انہیں صحیح جائز وارثوں کو پہنچا دیں۔ اس نازک حالت پر غور کرو۔ آپ کی جان خطرے میں ہے لیکن اس خطرہ میں بھی آپ کو اپنی عزت زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ کیا ایسے انسان کو بددیانت کہہ سکتے ہیں؟ اب ہم دوسرے اعتراض کو لیتے ہیں جو آپ کو ظالم قرار دیتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ کو نہایت درد ناک اذیتیں پہنچائی گئیں۔ ایک موقعہ پر ایک صحابی کے ہاتھ اور پاؤں چار اونٹوں سے ساتھ باندھ دیئے اور ہر ایک کو مختلف سمت کی طرف دوڑا دیا۔ اس طرح ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے متواتر یہی حال تک انہیں اس قسم کی تکالیف پہنچائی گئیں۔ اسلئے مجبوراً انہیں اپنا گھر بار چھوڑ کر کسی دوسری جگہ پناہ لینی پڑی۔ وہاں بھی ان کو چین نہ لینے دیا اور اہل مکہ اس نئی تحریک کو تباہ کرنے کے لئے متواتر حملے کرتے رہے۔ لیکن وہ وقت بھی آگیا جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم جس نے ایک وقت جلاوطنی اختیار کر لی تھی اور جسے لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور ہر قسم کی تکالیف پہنچاتے تھے آخر مکہ کا بادشاہ بن گیا۔ اس وقت تمام دشمن اس کے رحم پر تھے۔ نبی کریم صلعم نے اس موقع پر ان سے کیا سلوک کیا۔ سب کو عام معافی دیدی۔ کیا ایسے انسان پر ظلم کا الزام لگانا قرین انصاف ہے +

ایکدفعہ عید کے موقع پر نبی کریم صلعم اپنے دو نواسوں کے ہمراہ عیدگاہ کی طرف تشریف لیجا رہے تھے۔ رستہ میں آپ کو ایک بچہ ملا جو اکیلا اور بہت غمگین معلوم ہوتا تھا۔ آپ نے پوچھا تم عیدگاہ کی طرف کیوں نہیں جاتے۔ بچے نے جواب دیا میرا باپ فوت ہو چکا ہے۔ مجھے

اٹھانیوالا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارا باپ ہوں اور تمہیں اپنی گود میں اُٹھا کر عیدگاہ لیچلتا ہوں۔ صحابہؓ میں سے کسی نے ایک کتے کو پیاس کی شدت سے کنوئیں کے نزدیک گیلی مٹی چاٹتے ہوئے دیکھا۔ پانی نکالنے کیلئے کوئی چیز پاس نہ تھی اپنی پگڑی کے ساتھ چمڑے کا مشکیزہ باندھ کر پانی نکالا اور اس کتے کی پیاس بجھائی۔ اس کا علم جب نبی کریم صلعم کو ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مخلوق خدا کے ساتھ شفقت کرنے کے اس فعل نے اُسے جنّت کا حقدار بنا دیا ہے۔ ایک ایسا قلب جسمیں حیوانوں کے لئے اتنی محبّت ہو کیا وہ انسانوں کے ساتھ ظلم روا رکھ سکتا ہے +

اسلام سے پیشتر عرب لڑکیوں کے قتل کو بڑی عزّت کا موجب سمجھتے تھے میدان میں جاکر باپ ایک گڑھا کھودتا تھا اور اپنے ہاتھ سے چلاتے ہوئے بچے کو گڑھے میں پھینک کر اسے مٹی سے پُر کر دیتا تھا۔ جب ایک ایسا واقعہ نبی کریم صلعم کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ رو پڑے ایک دل جسمیں بنی نوع انسان کے لئے اتنی ہمدردی ہو کیا اسے ظالم کہنا ظلم نہیں +

آخر میں ہم شہوت رانی کے الزام پر غور کرتے ہیں۔ جوانی کی عمر میں جذبات جوش پر ہوتے ہیں یہی ایسا وقت ہوتا ہے جسمیں انسان کے جذبات اس پر قابو پا سکتے ہیں۔ پچیس سال کی عمر تک نبی کریم صلعم تجرد کی حالت میں گزارتے ہیں۔ اس عرصہ میں دوست و دشمن آپ کی پاکدامنی پر شاہد ہیں۔ پچیس سال کی عمر میں آپ کسی جوان عورت سے شادی نہیں کرتے بلکہ ایک بیوہ سے شادی کرتے ہیں جو پندرہ سال آپ سے عمر میں بڑی ہیں ترپن سال کی عمر میں آپ ایک ہی بیوی کے ساتھ گزار دیتے ہیں۔ ایک انسان جو اس دراز عرصہ تک نہایت پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ کیا اس پر شہوت رانی کا الزام لگانا ایک عبث فعل نہیں ہے۔ اگر نبی کریم صلعم طاقت اور شوکت کے خواہاں تھے تو آپ یہ مقصد بغیر تکالیف اور مصائب کو اٹھاتے ہوئے حاصل کر سکتے تھے اوائل میں ہی اہل مکّہ یہ سب باتیں آپ کے لئے مہیا کرنے کو تیار تھے۔ مگر شرط یہ تھی کہ آپ اپنے نئے مذہب کی اشاعت چھوڑ دیں۔ اگر آپ شوکت کے خواہاں ہیں۔ تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم

کرنے کو تیار ہیں۔ اگر آپ کو مال و دولت کی خواہش ہے تو جسقدر آپ کہیں ہم دینے کو تیار ہیں۔ اگر آپ خوبصورتی کے شائق ہیں تو جس لڑکی کی طرف اشارہ کریں وہ آپ کے قبضہ میں آسکتی ہے لیکن نبی کریم صلعم کیا جواب دیتے ہیں۔

"اگر تم میرے اس ہاتھ میں سورج دیدو۔ اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دو۔ پھر بھی میں اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ یہ کامیاب نہ ہو جائے۔ گو اس کوشش میں مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے"۔ یقیناً یہ ایک نفس پرست انسان کا جواب نہیں ہو سکتا۔

اب نبی کریم صلعم کی طرز ربیست پر نظر ڈالیں جب آپ تمام عرب کے روحانی اور دنیاوی بادشاہ تھے۔ تو اس وقت کھجور کے پتوں کی چٹائی مٹی کی ایک صراحی اور ایک معمولی سا پلنگ آپ کے گھر کا تمام فرنیچر تھا۔ کھانا پکانے کے لئے گھر میں کئی دن تک آگ تک نہ جلتی تھی اور تمام خاندان کھجوروں پر ہی گزارہ کرتا تھا۔ کیا ایسے انسان کو شہوت پرست کہنا دیانتداری ہے بعض حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جب کثیر الازدواجی بمنزلہ ایک ضرورت کے ہو جاتی ہے۔ مثلاً لڑائی کے بعد مردوں کی تعداد عورتوں کے مقابل بہت کم رہجاتی ہے۔ عورتوں کی اس زیادتی کا کیا انتظام ہو سکتا ہے سوسائٹی کی موجودہ حالت میں ایک عورت اپنی معاش کیلئے کام کر سکتی ہے لیکن صرف روزی ہی ایک اہم شئے نہیں۔ اگر اسے اکیلا چھوڑ دیا جائے تو بدکاری جیسی لعنت سوسائٹی میں پیدا ہو جائیگی۔ انگلستان میں جہاں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے اور تعدد ازدواج کی ممانعت ہے یہی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں عملی طور پر اگر ایک سے زیادہ عورت کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام کثیر الازدواجی ہے تو انگلستان میں اسلامی ممالک کی نسبت اس کا رواج زیادہ ہے۔ جہاں ہزار میں سو شاید ایک ایسا آدمی ملتا ہے جس کی دو بیویاں ہیں۔ ایک اسلامی ملک میں تعدد ازدواج کو قانوناً جائز سمجھا جاتا ہے خاوند اپنی بیویوں کے تمام اخراجات کا کفیل ہوتا ہے۔ اور ان میں مساوات قائم رکھتا ہے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ اپنے باپ کی جائداد میں جائز حقدار ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک میں جہاں کثیر الازدواجی کا رواج نہیں وہاں لوگ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ایسی ناجائز تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے کثیر الازدواجی گو معمولی حالات میں مناسب نہیں

لیکن بعض حالتوں میں سوشیل برائیوں کو روکنے کے لئے یہ ایک اہم ضرورت ہو جاتی ہے
اسبات کو بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اسلام تعدد ازدواج کا حکم نہیں دیتا بلکہ
بعض خاص حالات میں اسکی اجازت دیتا ہے۔ عام طور پر مسلمان ایک ہی شادی
کرتے ہیں۔ اسی قسم کی ضرورتیں پیدا ہو جانے پر ترپن سال کی عمر کے بعد نبی کریم صلعم
نے ازواج مطہرات کئے۔ یہ تمام عرصہ آپ نے ایک ہی بیوی کے ہمراہ گزار دیا۔ آپ کو
صرف ان کی معیشت کا ہی فکر نہ تھا بلکہ آپ انکی عصمت کے محافظ بننا چاہتے تھے
جو کہ اہل مشرق کی نگاہ میں عورت کا ایک بیبہا جوہر ہے +

مجھے امید ہے کہ آپ کے منصف مزاج قارئین کو یقین آگیا ہو گا کہ نبی کریم صلعم کے
متعلق جو غلط بیانی کی گئی ہے آپ کا کیرکٹر اس سے بہت بلند ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں
کہ اخبار کے ایک چھوٹے سے مضمون میں اور زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ ورنہ میں نبی کریم صلعم
کے اسوۂ حسنہ سے اور بہت سے جواہر ریزے ناظرین کے پیش کرتا +

اسلام میں جمہوریت

(از قلم جناب شیخ محمد خان صاحب)

طلحہؓ نے جو خلافت کے لئے حضرت عثمانؓ کا مقابل تھا کہا لوگوں کی رائے فیصلہ ہے
اور میں اس کے سامنے سر کو خم کرونگا۔ طلحہ عرب کا مایۂ ناز تھا اور وہ خلافت کا ایک
سرگرم کارکن تھا۔ لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے شاندار ماضی نے
اسے اسلام کا ایک رکن بنا دیا تھا۔ پولیٹیکل حیثیت میں وہ بلا شبہ حضرت عثمانؓ کے
مقابل پر تھا لیکن اس نے کبھی اپنے اثر کو کام میں لاکر لوگوں میں نفاق پھیلانے کی
کوشش نہیں کی۔ اور نہ ہی اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے اس نے کبھی حضرت عثمانؓ کی مخالفت
کی حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا کہ خلیفہ کا انتخاب
عرب کے چھ مشہور و معروف آدمیوں میں سے ہو۔ جنہیں طلحہؓ اور حضرت عثمان بھی تھے تمام لوگ
مسجد نبوی میں خلیفہ کو منتخب کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ تاکہ اپنی قسمتوں پر حکمرانی کرنے کیلئے

ایک ایسا شخص چُنا جائے جو ہر طرح قابل ہو۔ لوگوں نے حضرت عثمان کو ہی منتخب کر لیا اور جمہوریت اسلامی میں حضرت عثمان غنی کے نعرے بلند ہونے لگے طلحہ کسی کام کی وجہ سے وقت پر نہ پہنچ سکا۔ مدینہ میں آ کر اس نے دیکھا کہ لوگوں نے حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کر کے انہی کی اطاعت قبول کر لی ہے طلحہ نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ حالانکہ وہ اس انتخاب پر نکتہ چینی کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ اس میں شریک نہ تھا۔ اگر وہ غصہ کا اظہار کرنا چاہتا تو وہ اپنے مقاصد میں ضرور کامیاب ہو جاتا۔ لیکن وہ سیدھا حضرت عثمان کے پاس چلا آیا اور کہنے لگا میں نے سنا ہے کہ لوگوں نے آپ کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ حضرت عثمان نے فوراً ان خیالات کو سمجھ لیا۔ جو اس کے دل میں جوش مار رہے تھے آپ نے فرمایا۔ اگر تم میری اطاعت قبول نہیں کرتے تو میں اس عہدہ سے دست بردار ہو جاتا ہوں لیکن شریف النفس طلحہ نے فوراً جواب دیا ہرگز نہیں۔ لوگوں کا فیصلہ قطعی ہے ان کو آپ پر بھروسہ ہے میں اسی میں راضی ہوں طلحہ کے اس دانشمندانہ فعل کی اور بہت سی ایسی مثالیں خلافت کے اوائل زمانہ میں پائی جاتی ہیں۔ قرون اولے کے مسلمان ان لوگوں کی بہبودی کو صد درجہ کی اہمیت دیتے تھے جن پر وہ دنیاوی اور روحانی رنگ میں حکمرانی کرتے تھے۔ گورنر کوفہ کے متعلق افواہ مشہور ہو گئی کہ وہ شراب پیتا ہے ایک دن صبح کی نماز میں وہ امامت کیلئے کھڑا ہوا۔ دو رکعتوں کے بعد نشہ کی علامات اس سے ظاہر ہوئیں لوگوں نے اس کی شکایت خلیفہ سے کی۔ اس کی کوئی تسلی بخش وجہ بیان نہ کرنے کے سبب حضرت عثمان نے اسے سزا دے کر گورنری کے عہدہ سے برخواست کر دیا۔ ان واقعات کو موجودہ حالات سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے جہاں ظالم لوگ منتظموں کے لباس میں لوگوں کو محض اس بہانہ سے قتل کروا دیتے ہیں کہ سلطنت ان سے خطرہ میں ہے اسلام میں ہر ایک شخص کو جو بدی کرتا ہے اس کے رُتبہ کو بالائے طاق رکھ کر سزا دی جاتی ہے +

تصحیح سہو کاتب سے گذشتہ ماہ جون سنہ ۱۹۲۲ء کے اشاعت اسلام کے نمبر صفحات غلط لکھے گئے ہیں لہٰذا ناظرین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مہربانی کر کے ۲۴۱ کی بجائے ۲۴۱ سے شروع کر کے ۲۸۸ صفحے تک درستی کر لیں۔ مینیجر

پاک روایات

خطبۂ حجۃ الوداع

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

ترجمہ۔ اب ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا۔

سن ہجری کے دسویں سال میں عرب کا ہر ایک گوشہ نورِ اسلام سے روشن نظر آتا ہے توہم پرستی۔ بتوں کی پوجا اور سوسائٹی کی دیگر قبیح رسومات سب معدوم ہو گئی ہیں اور ان کی بجائے ایک نہایت اعلیٰ نظام قائم ہو گیا ہے۔ باطل دور ہو گیا اور سچائی غالب آگئی جو دشمن تھے وہ اب دوست ہو گئے ہیں۔ الغرض عرب کا نقشہ اب بالکل بدل گیا ہے۔ حج کے موقعہ پر نبی کریم صلعم مکہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ ہجرت کے بعد آپنے حج نہیں کیا۔ یہ آپ کا پہلا اور آخری حج ہے۔ اس تاریخی سالانہ مجمع میں عرب کے مختلف حصص سے لوگ اکٹھے ہوئے ہیں یہی مقام تھا کہ ایک وقت نبی کریم صلعم نہایت بیکسی کی حالت میں تھو آپ حج کے موقعہ پر ایک ایک خیمہ میں جا کر پیغام الٰہی سناتے تھے لیکن لوگ آپ کو رد کر دیتے تھے۔ اب یہ بیشمار مجمع آپکے ہمراہ ہے۔ اور ۰۰۰ ۱۲۴ زبانیں خداوند تعالیٰ کی عظمت بیان کرنے میں آپکے ساتھ ہم نوا ہیں۔ لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک ۔

عرفات کے میدان میں نبی کریم صلعم کا خیمہ نصب ہے۔ تیسرے پہر آپ اپنے اونٹ قصوء پر اپنا آخری پیغام دینے کیلئے سوار ہوتے ہیں۔ جس مقصد کیلئے آپ اس دنیا میں تشریف لائے تھے وہ پورا ہو چکا۔ اس بینظیر موقع پر آپنے نہایت اختصار کے ساتھ مذہب کی روح اور اپنی تمام زندگی کے نصب العین کو ظاہر کیا۔ جو خداوند تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کے ماتحت اخوت انسانی کو قائم کرنا تھا۔ تمام عرب کی روئے زمین کا روحانی اور دنیاوی شہنشاہ تخت کی بجائے اپنے اونٹ پر بیٹھا ہے۔ اور نیلگون آسمان کے سوا اس کے سر کوئی شامیانہ نہیں۔ وہ لاکھوں کے مجمع میں مساوات

انسانی کی تعلیم دے رہا ہے اور مذہب و ملت ذات اور رنگ کی تمام تفریقات کو مٹا رہا ہے عرب کو عجمی پر کوئی فوقیت نہیں اور نہ ہی عجمی عرب سے بلند درجہ رکھتا ہے۔ سب آدم کی اولاد میں سے ہیں اور آدم خاک سے پیدا ہوا نبی کریم صلعم نے مرد اور عورت کے درمیان بھی کوئی خصوصیت نہیں رکھی اور دونوں میں مساوات قائم کر دی۔ آپ نے فرمایا۔ عورتوں کے ساتھ سلوک کرنے میں اللہ سے ڈرو تمہارے عورتوں پر کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے حقوق تم پر ہیں۔ غلام کو صرف آزاد کر دینا ہی کافی نہیں بلکہ آقا کو چاہئے کہ اسے رشتہ اخوت میں منسلک کرے۔ اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔ اور وہی کپڑا دو جو تم پہنتے ہو۔ اگر ایک حلقہ بگوش حبشی غلام بھی تم پر حکومت کے لئے مقرر کر دیا جائے تو تمہیں ضرور اسکی اطاعت کرنی ہوگی بشرطیکہ اس کا طریق عمل اللہ کی کتاب کے مطابق ہو۔ اسکے بعد آپ مجمع سے پوچھتے ہیں آج کیا دن ہے کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ اور کیا یہ پاک مہینہ نہیں پس تمہارے لئے ایکدوسرے کا جان مال اور عزت ایسی ہی مقدس ہونی چاہئے جیسا یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر مقدس ہیں۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا۔ اور ایکدوسرے کو قتل نہ کرنا تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ اسی طرح کچھ اور نصیحت کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ شیطان اس شہر میں دوبارہ اپنی پرستش قائم کرنے سے ناامید ہو چکا ہے۔ تم ادنے معاملات میں بھی اسکی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ اس میں شیطان کی خوشنودی ہے۔ اللہ کی پرستش کرو۔ نماز قائم کرو۔ ایک مہینہ روزے رکھو۔ میری فرمانبرداری سے ہی تم جنت میں داخل ہو سکتے ہو۔ اس طرح نبی کریم صلعم نے اخوت انسانی کا سنگ بنیاد رکھ کر خونریزی کا دفعیہ کر دیا۔ اور اپنے پیرووں میں اللہ کی عبادت کے ذریعہ ایک پاک زندگی کی تلقین کی۔ آپ نے اس خطبہ کو جس کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی مندرجہ ذیل الفاظ میں ختم کیا۔ کیا میں اللہ کا پیغام پہنچا کر اس فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں۔ لاکھوں زبانوں سے صدا نکلی۔ ہاں نہایت احسن طریق سے آپ نے اس فرض کو سرانجام دیا ہے نبی کریم صلعم نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا۔ اے خدا تو گواہ رہنا۔ پھر مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ میرا پیغام ان تک پہنچا دیں جو غیر حاضر ہیں +

نبی کریم صلعم نے آخری پیغام نبی نوع انسان کو پہنچا دیا اور ابھی اونٹ پر ہی سوار تھے کہ

خداوند تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی +
الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی جس نے اس الوداعی پیغام پر مہر صداقت لگا دی +

مُسلم دِلچسپی کے مَضامین

ہمارے متعلق اُن کی کیا رائے

(مندرجہ ذیل اقتباس جو قارئین کرام کے پیش نظر ہے اسے ہرگز ہمارے خیالات کا آئینہ نہ سمجھا جائے +)

لارڈ ریڈنگ کا پیغام
مسلم شکایات

(از قلم لارڈ سینٹن کے ۔سی۔ایس۔آئی)

ٹرکی کے سوال پر لارڈ ریڈنگ کے تار کے اخلاقی اثر کو مد نظر انداز کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسمیں کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی۔ اسمیں انتہا پسند ہندوستانی مسلمانوں کے مطالبات کو واضح طور سے بیان کیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر اسمیں اس قیمت کا ذکر ہے جو وہ مسٹر گاندھی اور انکے انقلاب پسند ہندو رفقا سے علیحدگی اختیار کرنے پر طلب کرتے ہیں۔ حال ہی میں جو خبریں ہندوستان سے موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترک موالات کی موج رواں وہی جوشیلے لوگ ہیں جو خلافت کی تحریک میں شامل ہیں۔ اگر اس غیر طبعی اتحاد کا خاتمہ ہو جائے تو ہندو شورش کے رفع کرنے کا کام بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس نکتہ نگاہ سے ٹرکی کے ساتھ صلح کرنا بہت ہی مناسب ہے۔ کیونکہ اس سے ہندوستان میں امن قائم ہو جائیگا۔ اس صلح کی قیمت جو لارڈ ریڈنگ تجویز کرتے ہیں اس کا تصفیہ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ ہندوستانی مسلمانوں کے احساسات کے علاوہ وسعت نظری

کے ساتھ کیجئیگی گو ان کے احساس کی اہمیت اس مسئلہ کے حل میں کتنی ہی کیوں نہ ہو۔
یہ بہتر ہوگا کہ ہم مسلمانوں کے احساس کو سمجھنے کی کوشش کریں اور معلوم کریں کہ
کن وجوہات سے چند سال کے عرصہ میں وہ اس قدر برگشتہ خاطر ہو گئے ہیں۔ ان کی تعداد
چھ کروڑ ہے تعصب اور تعلیم نہ ہونے کے سبب وہ مذہبی معاملات میں فوراً جوش میں آجاتے
ہیں۔ جب سے ہندوستان کی سلطنت تاج برطانیہ کے ماتحت آگئی تو اس زمانے سے ہی
مسلمانوں میں وفاداری کا چرچا رہا ہے۔ اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ ہندوؤں کے بالمقابل اپنے
حقوق کی حفاظت کیلئے ہم سے توقع رکھتے تھے۔ ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ ٹرکی کے ساتھ ہمارے
دوستانہ تعلقات تھے اور انہیں کرائمیا ( ) کی یاد تازہ تھی۔ گو وہ اپنے
ہم مذہب سلطان کے زیر حکومت نہ تھے لیکن انہیں ایک ایسی عظیم الشان عیسائی سلطنت کی رعایا
ہونے کا فخر تھا۔ جو اسلام کی سب سے بڑھ کر دوست تھی۔ اسی یقین پر وہ سلطان عبدالحمید کی
جہاد کی تدابیر سے ہرگز متاثر نہ ہوئے۔ اور ینگ ٹرک پارٹی کی تحریک کا سدباب بھی
آسانی سے ہو گیا۔ لیکن اٹلی کے طرابلس پر حملہ کرنے سے حالات خراب ہو گئے۔ اس کے بعد جنگ
بلقان سے ٹرکی میں زوال رو بپذیر ہو گیا۔ اور روس نے ایران پر ظلم ڈھانے شروع کر دیئے
ان وحشیانہ مظالم میں ایک واقعہ ایسا ہے جسے کبھی کوئی مسلمان معاف یا فراموش نہیں
کرسکتا۔ ہندوستانی مسلمانوں نے جب سمجھ لیا کہ ان کا کوئی اثر نہیں ان کے خیالات میں تبدیلی
پیدا ہونے لگی۔ اور وہ ناراضگی کا اظہار کرنے لگے۔ دنیا کے ہر حصہ میں مسلمان پائمال
ہو رہے ہیں۔ اور وہ ان کی کچھ امداد نہیں کر سکتے۔ ہندوستان میں بھی ان کی وفاداری کا کوئی
صلہ نہیں اور ہندو۔ دولت۔ طاقت اور پولیٹیکل مراعات سے مالا مال ہو رہے ہیں وہ خیال
کرنے لگے۔ کہ اس آسمان کے نیچے بیچارے مسلمان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اس طرح انکی
بے چینی اور بڑھتی گئی۔ ان کے لیڈروں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ سیاسیات میں ہندوؤں
سے ہرگز الگ نہیں رہینگے۔ اور ان کے ہمراہ ہوم رول کے لئے ایجیٹیشن جاری رکھینگے باوجود
ان تمام امور کے مسلمانوں کو یقین تھا کہ برطانیہ اسلام کی تباہی کیلئے دیگر عیسائی سلطنتوں
کے ساتھ سازش میں شامل نہیں۔ اسی یقین کی بنا پر وہ لڑائی میں ہماری امداد کرتے رہے

بھلا یہ مسلمان ترکی کو ہمارے بالمقابل دیکھ کر افسوس کرتا تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ جنگ کے خاتمہ پر پھر دیرینہ تعلقات قائم ہو جائیں گے۔ انہی واقعات پر ایک شیعہ مولوی نے کہا۔ یہ ہمارے لئے کسی خوشی کا موجب نہیں کہ سرزمین عراق پر مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے لیکن ہم یہ اسلئے برداشت کرتے ہیں کہ ترکی کو اس کی بیوقوفی کی سزا ضرور ملنی چاہئے اور ہم جانتے ہیں کہ برطانیہ جسقدر طاقتور ہے اتنا رحم دل بھی ہو گا۔ درحقیقت تکالیف تو صلح کے بعد شروع ہوئیں۔ ہندوستانی مسلمان ملک کی سیاسیات سے خوب واقف ہیں اور وہ شریف مکّہ کے ساتھ ہمارے تعلقات سے ہرگز خوش نہیں وہ اسے غدار اور باغی سمجھتے ہیں۔ شریف مکہ بھی ہماری عراق عرب کی پالیسی کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جب اس پوشیدہ صلحنامہ کی حقیقت کھل گئی جس کی رو سے قسطنطنیہ روس کو دینے کا وعدہ کیا گیا اور تھریس کی تقسیم عمل میں آئی تو ایک طوفان برپا ہو گیا۔ اس کے بعد حالات بہت خراب ہوتے گئے۔ ہم نے اپنے اور دشمنوں کے ساتھ تو فراخدلی سے سلوک کیا لیکن ٹرکی سے ہم نے انتقام لیا۔ صلح کی بجائے تمام تنگی کو روا رکھا۔ اور دوستی کی جگہ اسکی تذلیل کی۔ ہم نے کٹ پتلی کی مانند قسطنطنیہ میں ایک گورنمنٹ محض اس لئے قائم کی۔ تاکہ اس سے ایک نہایت حقیر عہدنامہ کیا جائے۔ ہم نے انگورہ کو بالکل نظر انداز کر دیا جو حقیقت میں قومی مرکز تھا۔ اور نہایت بے عزتی سے اسکی تباہی کیلئے یونان کو برانگیختہ کر دیا۔ پردہ اُٹھ گیا اور ہماری اصلیت عیاں ہو گئی۔ ہم متعصب عیسائیوں کے رنگ میں ظاہر ہو گئے جن کے دلوں میں اسلام کے تنزل کا جوش موجزن ہے۔ یہ وہ زہر ہے جو علی برادران اور ان کے ساتھی عوام کے دلوں میں پھیلا رہے ہیں۔ خلافت کی تحریک بھی انہی امور کی اشاعت کرتی ہے۔ اور اس کا مقصد سلطان المعظم کو پھر اسی اقتدار پر بحال کرنا ہے۔ تاکہ وہ اسلامی دنیا کا روحانی خلیفہ کہلا سکے۔ ان امور نے ایک بڑی قوم میں بے چینی پیدا کر دی ہے۔ جس سے ہندوستان میں ہماری تکالیف بہت بڑھ گئی ہیں۔ ان تکالیف کا حل ایسی شرائط پیش کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ جو انتہا پسند جانتے ہیں کہ قبول نہیں کی جا سکتیں۔ ہم بیت المقدس سلطان کو نہیں دے سکتے۔ اور نہ اسکی سیادت حجاز کے شاہ حسین اور بغداد کے مسٹر فیصل پر قائم

کر سکتے ہیں محکوم اقوام پر ٹرکی کی بدعملی کو اور طول نہیں دیا جا سکتا۔ اور معاملات میں مراعات اور مصالحت ہو سکتی ہے۔ سمجھدار مسلمانوں سے جن کی ایک بڑی تعداد ہے مصالحت کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم ٹرکی سے پھر دیرینہ تعلقات دوستی قائم کریں۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ احساس کرایا جائے کہ وہ ہندوستان کے باشندے ہیں۔ اور ان کا کسی موہوم اسلامی سلطنت سے تعلق نہیں موجودہ حالات میں یہ ہمارا فرض ہے اور بغیر ہماری امداد کے اسمیں کامیابی کی امید نہیں۔

(سنڈے ٹائمز ۱۲ مارچ ۱۹۲۲ء)

لارڈ ریڈنگ کی فاش غلطی

گورنمنٹ اوف انڈیا مشرق میں اپنے دشمنوں کی نظروں میں حقیر ہو کر اب مغرب میں بھی اپنے دوستوں کے نزدیک یہی مقام حاصل کرنا چاہتی ہے۔ صلح ٹرکی کی نظر ثانی کے متعلق جو اعلان اس نے کیا ہے۔ وہ اس امر کی دلیل ہے کہ فساد کی طاقتوں نے اسے نیچا دکھا کر اسکی علمداری پر ایک دھبہ لگا دیا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے مطالبات جن کی حمایت نہایت غلامانہ طور سے لارڈ ریڈنگ کرتے ہیں۔ اس سے دراصل یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو پھر کشت و خون کے حقوق دیئے جائیں جن کا مظاہرہ ہمیشہ سے ٹرکی کرتی رہی ہے ہمیں تھریس بیت المقدس اور عرب کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کے لئے کہا جاتا ہے جہاں ان کی حکومت تہذیب اور انسانیت کے منافی رہی ہے۔ ہم سے ترکوں کے مظالم کو پوشیدہ رکھنے کے لئے یہ قیمت لیجاتی ہے۔ تا گورنمنٹ آف انڈیا کو اپنا فرض ادا نہ کرنا پڑے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہوم گورنمنٹ کا جواب حکام دہلی کی طرف یہی ہو گا کہ وہ ان ذلیل حرکات سے باز آجائیں۔ اور شورش و فساد کا اس دلیری سے مقابلہ کریں جس کی توقع اہل برطانیہ اپنی سلطنت کے نائبوں سے رکھتے ہیں یا س و خشیانہ مخالفت کے مقابل نرم الفاظ استعمال کرنے سے انہوں نے ہندوستان کو بغاوت کی حد تک پہنچا دیا ہے، گورنمنٹ کے فرض اولین کو ترک کرنے سے وہ آبادی کی ایک بڑی تعداد کا اعتماد گنوا بیٹھے ہیں۔ اور بہت سے دلیر انسانوں کی خدمات کو تباہ کر دیا ہے جنہیں نہایت محنت اور جانفشانی سے انہوں نے سرانجام دیا تھا۔ اب وہ اپنی کمزوری اور بزدلی کا بوجھ دوسروں کے کندھوں پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس رویکار کا جواب یہی ہونا چاہیئے کہ

جو لوگ ہندوستان کی بہبودی اور انگلستان کی نیکنامی کے آرزومند ہیں انہیں فوراً تبدیلی واقع ہونی چاہیئے
(وہی پالمال گزٹ ۹ مارچ ۱۹۲۴ء)

نبی کریم صلعم ایک مصلح کی حیثیت میں

(از قلم عبداللہ رعیف مشرق - بیروت - شام)

عظیم الشان تاریخی انسان شدید مصائب کے راستہ سے اپنے مقصد کو حاصل کر کے فوراً ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ وہ طاقت جو انہیں محرک کرتی ہے اس کا علم حاصل کرنا محال ہے ہم صرف انہیں دیکھتے ہیں اور اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ کون نہیں جانتا کہ سامی دماغ میں مذہب کا حصہ بہت ہوتا ہے تین بڑے مذاہب اسلام یہودیت اور عیسائیت جو وحدانیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ درحقیقت سامی الاصل ہیں۔ اور موخرالذکر کا گھر تو بیت المقدس اور شام ہے۔ لیکن اسلام عرب کے پاک شہر مکہ سے پیدا ہوا۔ چودہ سو برس پہلے عرب تفرقہ انگیزی کا شکار ہو رہا تھا۔ اس وقت روم اور فارس تہذیب کے اعلیٰ مقام پر تھے۔ عرب کی سوشل حالت ابتر ہو رہی تھی لڑائی ان کی ضروریات زندگی میں سے شمار ہونے لگی۔ اور ان کا ذریعہ معاش ہی جنگ کی غنیمت پر تھا اس حالت میں نبی کریم صلعم ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش اپنے والد بزرگوار حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ ابھی آپ چھ برس کے تھے کہ آپ کی والدہ انتقال کر گئیں۔ اور آپ کی پرورش کا ذمہ آپ کے دادا نے اٹھایا لیکن وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گئے۔ اور ان کے بعد ابو طالب نے آپ کو سنبھال لیا۔ بارہ سال کی عمر میں نبی کریم صلعم اپنے چچا کے ہمراہ ایک تجارتی قافلے کے ہمراہ دمشق تشریف لے گئے پچیس سال کی عمر میں خدیجہؓ سے آپ نے شادی کی۔ اس کے بعد پندرہ سال کے عرصہ میں نبی کریم صلعم اپنے اوصاف حمیدہ اور اخلاق کی وجہ سے امین کہلانے لگے۔ اپنے قبیلہ کے مذہبی عقاید آپ کو پسند نہ آئے۔ آپ تنہائی پسند تھے اسلئے مکہ کے قریب ایک غار میں تشریف لیجایا کرتے تھے یہاں آپ پر وحدانیت کا اعلان کرنے کے لئے وحی نازل ہوئی دنیا کی تمام بڑی تحریکوں کی مانند یہ نئی مذہبی تحریک بھی اوائل حالت میں کامیاب نہ ہوئی لیکن تھوڑے ہی

عرصہ میں کچھ لوگ سلمیں شامل ہوگئے - اور یہ نہایت تیزی سے پھیلنے لگی - نبی کریم صلعم اور آپ کے پیرؤں کو
ایذائیں دی جانے لگیں - ان تکالیف سے آپ نے مدینہ میں پناہ لی - جہاں آپ کا استقبال اچھا ہوا
اور مدینہ کے بہت سے باشندوں نے اسلام قبول کر لیا - اسلام کی اشاعت بتدریج ہوتی رہی
جب نبی کریم صلعم نے ۶۳۲ء میں وفات پائی تو اس وقت تمام عرب اسلام قبول کر چکا تھا
آپ کی وفات کے بعد اسلام دنیا کے چاروں طرف پھیل گیا - اسلام کی اس کامیابی کی
آخر کیا وجہ تھی - ایک سچے مسلمان کو ان پانچ ارکان پر قائم رہنا پڑتا ہے - اول توحید جس میں اقرار
کرنا ہوتا ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلے اللہ وسلم اس کے نبی ہیں - اس کے بعد نماز روزہ اور زکوٰۃ
ہے جو ہر سال اپنے مال میں سے ۲½ فیصدی غربا میں تقسیم کیجاتی ہے - اور آخر میں حج ہے جو اپنی عمر
میں ایکدفعہ مکہ کی زیارت کرنے کو کہتے ہیں - اسلام صرف رسومات کا ہی نام نہیں صرف
ان رسومات کی وجہ سے اسلام نہیں پھیلا - اسلام کے پھیلنے کی وجہ تو
اس کے پیرؤں میں اخوت اور انصاف تھا - اسلام میں سب برابر ہیں - ایک مفلس انسان اور خلیفۂ
وقت مسجد میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں - شاید یہ باتیں بہت سے لوگوں کے لئے بالکل نئی ہوں کیونکہ
یہ یورپین اور امریکن مصنفوں کی کتابوں میں نہیں پائی جاتیں - یہ مصنف اکثر اپنے مقصد
کے مطابق اسلامی خیالات کو بدل دیتے ہیں - بہت سی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں جن سے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے تعلیمیافتہ طبقہ میں اسلامی تعلیم کے متعلق غلط فہمی پھیلائی
جاتی ہے - اور انہیں اس خیال کی اشاعت کیجاتی ہے کہ اسلام تہذیب میں ایک روک ہے - اگر یہ
ایک امر واقعہ ہے تو اس دلیل کو تسلیم کر لینا چاہئے - وہ کہتے ہیں کہ اسلام تعدد ازدواج کو جائز
سمجھتا ہے اسلئے یہ تہذیب میں ایک روک ہے - اس مسئلہ کی موجودگی میں عورتوں کی عزت ناممکن ہے
مذہب اسلام میں در اصل تعدد ازدواج نہیں - اس کے متعلق قرآن میں صرف یہ چند آیات ہیں
فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ
ترجمہ - اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرلو لیکن اگر تم کو اس
بات کا اندیشہ ہو کہ برابری کا برتاؤ نہ کر سکو گے تو اس صورت میں ایک ہی بی بی کرنا - نبی کریم صلعم
ایک بڑے با اخلاق اور متحمل مزاج انسان تھے - آپ اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑا اور آخر تک

اس پر قائم رہکر کامیابی حاصل کی۔ آپ کا ایمان اس قدر مضبوط تھا کہ جب لوگوں نے آپ کو مذہب چھوڑنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا۔ اگر وہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند رکھ دیں تو بھی میں خدا کے سچے مذہب کو نہیں چھوڑونگا۔

نبی کریم صلعم ایک بڑے عظیم الشان لیڈر اور مصلح وقت تھے عوام پر آپ کا اثر اس حد تک تھا کہ اگر آپ قرآن کی یہ آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ نبی کریم صلعم علم اور سائنس کے بڑے حامی تھے۔ آپ نے نہ صرف مردوں کو ہی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کہا۔ بلکہ عورتوں کو بھی اسکی تاکید کی۔ آپ نے فرمایا ہر ایک مسلمان لڑکے اور لڑکی پر تعلیم حاصل کرنا فرض ہے۔ اگر چین میں علم ہو تو وہاں سے بھی حاصل کرو۔ آپ تعلیم کی ضرورت کو اس قدر محسوس کرتے تھے۔ کہ اسیران جنگ سے فدیہ لیکر رہا کرنے کی بجائے آپ انہیں دس بچوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھا دینے کیلئے کہہ دیتے تھے۔ نبی کریم صلعم کا مذہب اور آپکے اقوال جیسا کہ بعض مصنف کہتے ہیں ضروریات زمانہ سے کسی طرح بھی پیچھے نہیں وہ تو ہر ایک زمانے کے لئے جدید معلوم ہوتے ہیں جس طرح تہذیب میں ترقی ہوتی جائیگی اسقدر ہمیں علم ہوتا جائیگا کہ نبی کریم صلعم نے دنیا کی کتنی خدمت کی ہے +

غیبت اور عیب جوئی

واما ینزغنک من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللہ

(اور اگر تم کو کسی طرح کا شیطانی وسوسہ گدگدائے تو خدا سے پناہ مانگ لیا کرو)

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ (ہر شخص جو لوگوں کی عیب چینی کرنا اور ان پر آوازے کستا ہے اس کی بری تباہی ہے)

قرآن کریم بھی مندرجہ بالا الفاظ میں غیبت اور عیب جوئی سے منع فرماتا ہے بعض لوگ حسد کی وجہ سے دوسروں کی برائی کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے کو دولت، رتبہ یا علم میں اپنے آپ سے زیادہ دیکھتا ہے اس لئے اس کے دل میں حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس موضوع پر نبی کریم صلعم نے یہ بے بہا نصیحت کی۔ اگر تم کسی کو خوبصورتی اور دولت میں اپنے سے زیادہ دیکھتے ہو تو ان لوگوں کی حالت پر غور کرو جن کو ان سے کم حصہ ملا ہے۔ بسا اوقات ہم ایک ایسے شخص سے حسد کرنے لگجاتے ہیں جس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ صرف وہ دنیاوی حالت و دولت میں ہم سے زیادہ بہرہ اندوز ہوتا ہے۔ ہم اپنے دل میں سوچتے ہیں کہ زید کیوں لکھ پتی ہو گیا جبکہ بکر نہایت مشکلات میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ اگر ہم اپنے ہمسایہ کو بعض باتوں میں بڑھا ہوا دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں غصہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ہم اسکی نیت پر حملہ کرنے لگتے اور اس کے ذرائع پر حرف رکھتے ہیں۔ اس معاملہ پر ہم کسی کے سامنے بیان کرتے ہیں جو کسی اور سے ذکر کرتا ہے وہ آگے کسی اور کو ایک مبالغہ آمیز حکایت سناتا ہے اسیطرح ایک معمولی سی بات کا پہاڑ بنتا ہے اور دوسرے کے چالچلن پر دھبہ لگجاتا ہے۔ حالانکہ وہ بالکل بیگناہ ہوتا ہے لیکن ایک شخص کے حسد کی وجہ سے وہ لوگوں کی نگاہ میں گر جاتا ہے۔

اکثر ہمارا ماحول ہماری تربیت کی کمی اور ہمارے کم درجہ میں رہنے کا باعث ہوتا ہے یہاں ہمیں اس امر کیطرف توجہ کرنی چاہئے۔ کہ خدا نے تمام چیزیں انسان کے لئے یکساں پیدا کی ہیں خدا وند تعالیٰ اس معاملہ میں امیر غریب آقا و غلام سیاہ و سفید سب سے یکساں سلوک کرتا ہے سب ایک ہی قسم کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ اور ہوا چاند سورج اور ستاروں سے یکساں مستفید ہوتے ہیں انسان نے

بہت سی اشیاء پر بیجا دعوے جما لیا ہے۔ یہ تمام دنیاوی تفریقات خدا کی پیدا کردہ نہیں بلکہ انسان نے خود پیدا کی ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک ہی قسم کا جسم اور قوے عنایت فرمائے ہیں۔ جو ایک انسان کیلئے ممکن ہے وہ دوسرا بھی کر سکتا ہے۔ دنیا ارتقا کی مختلف منازل طے کر کے جس مقام پر آج پہنچی ہے۔ ہم اس نظام کو چند گھنٹوں میں درہم برہم نہیں کر سکتے۔ انسان اب محسوس کرنے لگا ہے کہ دوسرا انسان بھی اسی کی طرح ہے اور مذہب ملت اور رنگ کی تفریقات محض اتفاقی امور ہیں۔ وہ مذہب جو مساوات انسانی کا حامی ہے یہی تعلیم دیتا ہے۔ مسجد میں اپنے درمیان سے ایک کو امام مقرر کر لیتے ہیں۔ امام کو منتخب کرنے میں مال و دولت یا رتبہ کا خیال نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک ایسے شخص کو امام بنایا جاتا ہے جس کی لوگ عزت کرتے ہیں۔ ہم کس طریق سے عبادت کرتے ہیں۔ کیا چند لوگ نرم مسندوں پر بیٹھتے ہیں اور باقی سخت لکڑی پر ہرگز نہیں۔ ہم سب آقا و غلام امیر و غریب خداوند تعالیٰ کے حضور میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں۔ اسلئے ہمیں یہ احساس ہونا چاہئے کہ ہم سب ایک ہیں۔ اگر بعض اتفاقی امور کے سبب لوگ دولتمند ہو گئے ہیں تو ہم بھی کوشش کرنے سے ہو سکتے ہیں۔ اور یہ انکی خوشی اور عزت کا باعث ہونا چاہئے۔

ہمیں دنیاوی مقبوضات کو اتنی اہمیت نہیں دینی چاہئے۔ ایک انسان جو دولت علم اور رتبہ رکھتا ہے اسکی ذمہ واریاں بھی اس شخص کی نسبت بہت بڑھ جاتی ہیں جسکو ان میں سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اگر یہ چیزیں اس نے بددیانتی سے حاصل کی ہیں تو اس کا ضمیر ہمیشہ ملامت کرتا رہیگا۔ ہمیں خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ ہمارا بوجھ انکے مقابلہ پر کم ہے اور ہماری خواہشات اور جذبات محدود ہیں۔ ہمارے دوستوں کے دائرے میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم ایک نئے دوست میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ ہماری عدم موجودگی میں اور دوستوں سے ملتا جلتا ہے جو اسکے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے اس طریق عمل سے ہمیں ہرگز ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر حسد کو ہم اپنے دل میں جگہ دیں تو ایک جہنم میں پڑ جائیں گے۔ اور ہمیں یہی خیال لگا رہیگا کہ دوستوں نے ہمیں فراموش کر دیا۔ کیونکہ انہیں ایک نیا دوست مل گیا ہے۔ ہم ادنےٰ ادنےٰ باتوں پر خیال دوڑانے لگتے ہیں۔ اور ہر ایک لفظ اور نگاہ سے

غلط مطلب نکال لیتے ہیں۔ اس کے بعد یہ لینے کا نہایت کمینہ خیال ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے ہم اسے اپنے دوستوں کے متعلق غلط باتیں سناتے ہیں۔ اور ان میں میل جول رکھنے سے روکتے ہیں۔ اس طرح سے ہم لوگوں کے نزدیک اور اپنی نظروں میں خود ہی گر جاتے ہیں تعلیم اسلام کے مطابق پہلے ہمیں اپنے عیوب کی طرف دیکھنا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے کہ جو الزام ہم دوسروں پر لگانا چاہتے ہیں اس کے مورد ہم خود ہی تو نہیں ٹھہرتے نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ لوگوں کی ان برائیوں اور عیوب کی طرف دیکھنے سے احتراز کرو جو تم خود اپنے اندر پاتے ہو۔ آپ نے یہ بھی حکم دیا ایک مسلم جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اسے نیک بات کہنی چاہیئے یا خاموش رہنا چاہیئے +

ایک مسلم کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہمسایہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے جب ہم خداوند تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونگے۔ اور معافی کی درخواست کرینگے تو وہ ہمیں ہرگز معاف نہیں کریگا جب تک کہ ہم اس شخص سے معافی نہ مانگ لیں جسے ہماری وجہ سے تکلیف پہنچی ہے اسلام ایک عملی مذہب ہے جو برائیوں کا احساس کرانے کے بعد ہمیں بلندی کی طرف لیجاتا ہے + ان امور پر غور کرنے کے بعد ہمیں خود غرضی اور لالچ سے بچنا چاہیئے تاکہ دوسرے ہم سے محبت کر سکیں ہمیں فیاض طبع اپنے ہمسایہ کا خیر اندیش ہونا چاہیئے۔ ہماری نظر صرف ان کی برائیوں پر ہی نہیں ہونی چاہیئے۔ ان کی نیکیوں کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ ہم بھی عیوب سے پاک نہیں۔ اسلئے اگر ہم ایکدوسرے کے متعلق برے خیالات کو دل میں جگہ نہ دیں تو ہم زیادہ خوش رہینگے۔ اخوت انسانی قریب آ جائیگی۔ اور ہمیں اس دن سے کوئی خوف نہیں ہوگا۔ جب اعمال ظاہر کئے جائینگے اور منافقین کا پردہ اٹھ جائیگا۔ ہم اپنے اعمال سے انکار نہیں کر سکینگے۔ اگر ہم نے بنی نوع انسان کے ساتھ انصاف کا سلوک کیا ہوگا۔ تو ہمیں اس دن کا انتظار ہوگا۔ جب دوبارہ سب ملینگے لیکن اگر ہم نے دوسروں کو نقصان پہنچایا ہے ان کی عزت پر حملہ کیا ہے یا ان کے چال چلن پر دھبہ لگانے کی کوشش کی ہے تو ہم دوسری زندگی میں انکی ملاقات اور خداوند تعالیٰ کے انصاف سے کسقدر خائف ہونگے۔ انہی امور کے سبب بستر مرگ کے جگر خراش نظارے دیکھنے میں آتے ہیں جب انسان کو خوف طاری ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے بچالیں۔ یہ سب کے لئے ایک عبرت کا مقام ہے ہمیں سچائی پر عمل کرنا چاہیئے

حق بات کہنی چاہئے۔ اور بنی نوع انسان کے جو فرائض ہمارے ذمہ ہیں انہیں ادا کرنا چاہئے۔ اگر ہم
خیالات میں یا قول و فعل میں کسی کے ضرر کا موجب نہیں بنتے تو ہم نہایت آرام اور اطمینان
سے حیات کے پردے سے گزر جائینگے۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات قابل غور ہیں۔

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون
(مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو) (الحجرات ۴۹ ع ۱)
یا یھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم
ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا
بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون
یا یھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا
ولا یغتب بعضکم بعضا۔ ترجمہ مسلمان مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر
ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ
(جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں ایکدوسرے کو طعنے نہ دو۔ اور نہ ایکدوسرے کو نام دھرو۔
ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں گے تو وہی (خدا کے نزدیک)
ظالم ہیں مسلمانو (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ
ہیں۔ اور ایکدوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو۔ اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے +

اگر لوگ ان نصائح پر کاربند ہو جائیں تو دنیا میں بہت سے جھگڑے و
فساد کی بجائے دنیا میں امن قائم ہو جاتا ہے جو مذہب اسلام کا مقصد ہے +

ناظرین رسالہ کی قابل توجّہ

رسالۂ اشاعت اسلام گذشتہ سات سال سے جو احسن اسلامی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ رسالہ کی موجودہ خریداری ان کے گرانبار اخراجات کی متحمل نہیں ہمارے ناظرین کرام اگر توجہ فرمائیں۔ اور ایک ایک جدید خریدار بھی مرحمت فرمائیں۔ تو رسالہ کی مالی تقویت کا موجب ہوسکتی ہے

دفتر رسالہ اشاعت اسلام سے انفرادی طور پر بھی ہر ایک بہی خواہ رسالہ کیخدمت میں توسیع اشاعت کے خطوط ارسال کئے جائینگے۔ امید ہے کہ خریداران رسالہ اسکی طرف ضرور متوجہ ہونگے اور اس وقت قلت گرانی کے زمانہ میں ہمارا ہاتھ بٹا کر عنداللہ ماجور ہوں

مینیجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل لاہور

ذیل کی ہر دو انگریزی کتب مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل سے مل سکتی ہیں

India in the Balance. مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام قیمت مع محصولڈاک مجلد عہ ۱۲

A review on the Political Situation in Central Asia. } مصنفہ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب قیمت مع محصولڈاک مجلد للعہ ۱۲

المشتہر۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

راز حیات یا انجیل عمل بلاجلد ۱۲ مجلد ۱۲	براہین نیرہ حصہ اول معروف بہ مذہب کامل اسلام ۱۲ مجلد ۱۲
توحید فی الاسلام بلاجلد ۱۲ مجلد ۱۲	ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان۔ بارہ آنے مجلد ۱۲
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں قیمت اول ۱۲ دوم ۱۲ مجلد ۱۲	اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی قیمت ۸ مجلد ۱۲
ذرائع عالم کا مذہب ... ۸	خطبات عزیزیہ بلاجلد ۱۲ مجلد ۱۲
اسلام اور علوم جدیدہ ... ۱۲	سلک مروارید (مس لیکچروں کا مجموعہ) بلاجلد ۸ مجلد ۱۲
مطالعہ اسلام زیر طبع	سیر افکار یا روحانیات فی الاسلام زیر طبع
باطنیات اسلام ۸	ہستیٔ باریتعالیٰ سائنس عقائد پر ہاوست پر بحث کی گئی ہے زیر طبع
ضرورت الہام بلاجلد ۱۲ مجلد ۱۲	مسیح کی الوہیت اور اس کی کامل انسانیت پر ایک نظر ... ۱۲
مکالمات ملیہ بلاجلد ۱۲ مجلد ۱۲	مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر حصہ اول ۱

تصنیفات حضرت مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی مع تفسیر

اسلام یعنی ہمہ دینی نوع کا مذہب ۵	حدوث مادہ ... ۵
تفسیر سورہ فاتحہ ... ۱۲	مسیح موعود ... مجلد ۱۲
سیرت خیر البشر قیمت بیجلد ۱۲ مجلد ۱۲	آیت اللہ ... ۳
مقام حدیث بیجلد ۱۲ مجلد ۱۲	شناخت مامورین ... ۳
جمع قرآن قیمت ... ۱۲	حقیقۃ المسیح ... ۲
النبوۃ فی الاسلام بیجلد ۱۲ مجلد ۱۲	احمد مجتبیٰ ... ۱۲

دیگر مصنفین

لنساء حسن شمائل النبی صلعم ... ۳	لمعات انوار محمدیہ قیمت ۶ مجلد ۱۰
قرآن اور جنگ ... ۱۲	تائید حق ... قیمت ۸
سیرت نبوی ... ۵	پیغام صلح ... ۱
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ سقراط، مسیح، حسین بلاجلد، مجلد ۱	جام عرفان (مجموعہ نظم) ۱

درخواستیں بنام منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

مشتہرین کے لئے نادر موقع

رسالہ اشاعت اسلام اُردو جو شہرہ آفاق رسالہ اسلامک ریویو مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان انگریزی کا اُردو ترجمہ ہے ہمکو اسے ہندوستانی پبلک سے معروف کرانیکی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ رسالہ بفضلہ تعالےٰ گذشتہ سات سال سے باقاعدہ وقت پر شائع ہوتا رہا ہے اور اس نے سات سال کے قلیل عرصہ میں خاصی ترقی کی ہے مسلم دُنیا اس رسالہ کی خصوصیت سے خواہاں ہے اور اسکی خوبصورت جلدیں بندھوا رکھتی ہے اسکی رسائی نوابین امراء وکلاء فضلا بیرسٹروں لائبریریوں طالبعلموں تک ہے ہندوستان کے علاوہ جاوا سماٹرا چین امریکہ و افریقہ تک اسکا دائرہ اشاعت پھیلا ہوا ہے مشتہرین صاحبان سمیں اشتہار دیکر اُمید ہے کہ ضرور فائدہ اُٹھائیں گے۔ اجرت اشتہارات کا نقشہ ذیل میں درج ہے +

اندازصفحہ	ایکبار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
¼ پاؤ صفحہ	۲ عـہ/	۵ صہ/	لـہ/	۱۵ عـہ/
½ نصف صفحہ	للعہ/	علہ ۵/	۱۸ عـہ/	۳۰ صہ/
پورا صفحہ	ہـے/	۲۰ عـہ ۵/	۳۶ صہ/	۶۰ صہ/

نوٹ (۱) باقی امورات خط وکتابت سے طے ہو سکتے ہیں (۲) سرورق کے صفحوں کی علیحدہ شرح ہے +

المشتہر مینیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور

مسلم اسٹیم پریس بیرون موچی دروازہ لاہور میں حافظ مظفر الدین صاحب کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا۔